بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

فون نمبر ۴۹

شرح چندہ
سمندری ڈاک ۳۷ روپے
بیرونی اسلامی ممالک } ۳۷ روپے
ہوائی ڈاک کینیڈا وغیرہ } ۲۰۲
تار کا پتہ: ڈیلی الفضل

روزنامہ
الفضل
ربوہ
ایڈیٹر: روشن دین تنویر

The Daily
ALFAZL
RABWAH

قیمت فی پرچہ ایک آنہ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

شرح چندہ
سالانہ ۲۶ روپے
ششماہی ۱۴ "
سہ ماہی ۸ "
ماہوار ۳ "
تحفہ نمبر ۶ "
فی پرچہ ۱۲ پیسے

جلد ۵۷/۲۲ | ۱۱ صلح ۱۳۴۷ ہش | ۱۰ شوال ۱۳۸۷ ھ | ۱۱ جنوری ۱۹۶۸ء | نمبر ۷

ناصر دین ایدہ اللہ کے سفرِ یورپ کی ایک یادگار تصویر

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ فرانکفورٹ مغربی جرمنی کے مشن ہاؤس میں امام فضل الٰہی صاحب انوری سے گفتگو فرما رہے ہیں۔ دوسری طرف حضور کے پرائیویٹ سیکرٹری چوہدری محمد علی صاحب کھڑے ہیں۔

مغرب سے طلوع شمس اور اس کے بعض پُرکیف مناظر

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کے حالیہ سفر یورپ کی بعض تصاویر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضور فرانکفورٹ میں ایک بہت بڑی انشورنس کمپنی کے ڈائریکٹر ڈاکٹر اطالو کیوسی سے گفتگو فرما رہے ہیں۔ انہوں نے اسپرانٹو زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ کیا ہے۔

حضور جماعت احمدیہ فرانکفورٹ (مغربی جرمنی) کے استقبالیہ میں حاضرین سے خطاب فرما رہے ہیں۔

حضور لنڈن مشن ہاؤس میں مجلس خدام الاحمدیہ لنڈن کے اراکین کے درمیان تشریف فرما ہیں۔

حضور جماعت احمدیہ گلاسگو کے احباب کے ساتھ مصروف گفتگو ہیں۔

حضور جماعت احمدیہ انگلستان کے جلسہ سالانہ کے اختتام پر دعا کرا رہے ہیں۔ حضور کے دائیں
[illegible] صاحب ہیں۔

روزنامہ الفضل ربوہ
32
جلسہ سالانہ نمبر ۱۹۶۸ء

ربوہ — تبلیغِ اسلام کا عظیم الشان مرکز

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ستمبر ۱۸۹۴ء میں الہام ہوا۔

داغِ ہجرت (تذکرہ ۲۶۸)

یہ عجیب بات ہے کہ ۱۹۴۷ء میں جب مجبوراً جماعت کو قادیان سے ہجرت کرنی پڑی تو وہ بھی ستمبر کا مہینہ تھا۔ گویا الہام کے وقت میں یہ بھی اشارہ تھا کہ "داغِ ہجرت" ستمبر کے مہینہ میں لگانا پڑے گا۔ یہ ستمبر ۱۸۹۴ء کا الہام ہے۔ اس وقت برصغیر میں انگریزوں کا راج عروج پر تھا اور یہ گمان بھی نہیں ہو سکتا تھا کہ ملک کے کبھی ایسے حالات ہو جائیں گے۔ کہ ہمیں اپنے جان سے پیارے روحانی وطن کو جسمانی طور پر چھوڑنا پڑے گا۔ جب ستمبر ۱۹۴۷ء میں واقعی ہجرت کا داغ لگانا پڑا تو اس الہام کی حقیقت واضح ہو گئی۔ ۱۹۴۴ء میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے شیخ بشیر احمد صاحب لاہور کی کوٹھی پر سکونت کے دوران جو رؤیا دیکھا جس میں آپ کو خبر دی گئی کہ آپ ہی وہ مصلح موعود ہیں جن کی پیشگوئی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار اور دوسرے اور الہامات میں کی گئی ہے۔ اس رؤیا کے کوائف سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ نے بیان فرمائے ہیں جو الفضل ۱۸ فروری ۱۹۵۹ء کے المصلح الموعود نمبر میں بھی شائع ہو چکے ہیں۔

اس رؤیا کے مطالعہ سے راقم الحروف کا یہ تاثر ہے کہ جہاں اس میں آپ کے مصلح موعود ہونے کی خبر دی گئی ہے۔ وہاں استعارہ کے رنگ میں ہجرت کے سفر کے متعلق بھی اشارات پائے جاتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس رؤیا میں آپ کو مقام ہجرت کی نشاندہی بھی کی ہے۔ جو اس مقام کا تعین کرتی ہے جہاں اب ربوہ آباد ہوا ہے۔

ہم اختصار کے پیشِ نظر رؤیا کے سفر اور ہجرت کے سفر کی مماثلت کی تفصیلات میں یہاں نہیں جاتے۔ صرف چند ایک باتوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ رؤیا میں آپ نے یہ سفر ایک جابر قوم کے دباؤ کی وجہ سے اختیار کیا ہے۔ اس قوم کو آپ نے جرمن قوم سمجھا ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ جس قوم کے استیلاء کے دباؤ کی وجہ سے آپ سفر پر مجبور ہوئے ہیں وہ اپنے کردار میں فاشی انداز کی ہوگی۔

باقی تفصیلات کو نظر انداز کر کے مقام ہجرت کی طرف جو مخفی اشارہ ہے ہم اس کو لیتے ہیں۔ رؤیا میں بتایا گیا ہے کہ

"میں ایک ایسے علاقہ میں پہنچا جو دامنِ کوہ کہلانے کا مستحق ہے۔"

یہ الفاظ ربوہ پر صادق آتے ہیں گویا اللہ تعالیٰ نے مقام ہجرت کی طرف خود ہی راہ نمائی فرمائی ہے اور آج جہاں ربوہ آباد ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علم میں یہ جگہ دنیا میں تبلیغ اسلام کا عظیم الشان مرکز بننے والی تھی۔ جیسا کہ اس رؤیا سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے ہجرت تک جو کارنامے سرانجام دیئے وہ عظیم الشان ہیں۔ اور آپ کے المصلح الموعود ہونے کی طرف صاف صاف راہ نمائی کرتے ہیں۔ تاہم ۱۹۴۴ء کے بعد جب آپ کو صاف طور پر اپنے مصلح موعود ہونے کی تفہیم ہوئی آپ کا تبلیغ اسلام کا جوش روز بروز ترقی کرتا چلا گیا ہے۔ چنانچہ ربوہ میں ہجرت کے ساتھ ہی ربوہ تبلیغ اسلام کا عظیم الشان مرکز بن گیا۔ جہاں سے مبلغ تیار ہو کر ساری دنیا میں جاتے ہیں۔

تعمیر ربوہ کا کام جس تیزی اور دانشمندی سے آگے بڑھایا گیا ہے اس کی نظیر تاریخ میں ملنی مشکل ہے۔ جہاں اب ربوہ آباد ہے۔ یہ جگہ قدیم بنجر چلی آتی تھی۔ لوگ اس وادی میں سے دن کے وقت بھی گزرنے سے خائف تھے۔ رات کو پہاڑیوں سے صرف گیدڑوں کی چیخیں اردگرد کے گاؤں سنتے تھے۔ جب اس وادی میں آپ کے فرمان کے مطابق دوستوں کا پہلا قافلہ وارد ہوا۔ اور انہوں نے جھونپڑیاں لگائیں تو لوگ حیران تھے کہ یہ کون لوگ ہیں اور یہاں کیا کرنا چاہتے ہیں۔ جب ان کو بتایا جاتا کہ یہاں بستی بسائی جائے گی۔ تو وہ ایک دوسرے کا منہ حیرت سے تکتے۔ لیکن انہیں کیا خبر تھی کہ

جس بات کو کہے کہ کروں گا میں یہ ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

آسمان کے فیصلہ کے مطابق زمین پر ایک آبادی ابھرنے والی تھی جو اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے ضمن میں تبلیغ اسلام کا عظیم الشان مرکز بننے والی تھی۔ اب دنیا سے یہ آبادی بالکل محروم تھی۔ جابجا بورنگ کی گئی۔ مگر پانی کا پتہ نہیں ملتا تھا آخر اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرمایا اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان پر یہ الہامی شعر جاری کرایا کہ

جاتے ہوئے حضور کی تقدیر نے جناب
پاؤں کے نیچے سے میرے پانی بہا دیا

آج خدا تعالیٰ کے فضل سے گھر گھر اکثر میٹھے پانی کے نل لگے ہوئے ہیں۔ جہاں کھاری پانی تھا وہ بھی آہستہ آہستہ میٹھا ہوتا چلا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں واٹر ورکس کی سکیم پر بھی کام ہو رہا ہے۔ جو انشاء اللہ جلد تکمیل پانے کی امید ہے۔

ربوہ دریائے چناب کے مغربی ساحل پر آباد ہے۔ تاہم سیلاب اس کے دامن کو چھو کر گزر جاتے ہیں۔ معمولی بستی کی بجائے یہاں شہر آباد ہو چکا ہے۔ اور صرف آبادی کے لحاظ سے ضلع جھنگ میں تیسرے درجہ پر ہے۔ لیکن کیفیت کے لحاظ سے دنیا بھر میں واحد شہر ہے۔ اس بات کو نظر انداز کر دیجئے کہ یہاں جدید طرز کے لڑکوں اور لڑکیوں کی تعلیم کے لئے ہائی سکولوں کے علاوہ ڈگری کالج موجود ہیں بلکہ کوئی بھی ایسی سہولت نہیں جو شہروں میں ہو اور یہاں نہ ہو۔ عظیم الشان ہسپتال ہے۔ ریلوے سٹیشن ہے۔ جہاں ہر روز آنے جانے والے مبلغین کا نظارہ کیا جا سکتا ہے۔ جامعہ احمدیہ میں مبلغین اسلام تیار کئے جاتے ہیں۔ صدر انجمن احمدیہ کے شاندار دفاتر ہیں۔ جن میں سینکڑوں کارکن مختلف شعبوں کا کام سرانجام دیتے ہیں۔ مسجد مبارک کے علاوہ مختلف محلوں میں اپنی اپنی مساجد ہیں جو ذکر الٰہی سے معمور ہیں۔ اذانوں سے فضا پانچ وقت گونجتی ہے۔ پھر دنیا کا سب سے بڑا دینی جلسہ ہر سال یہاں منعقد ہوتا ہے۔ ابھی ابھی ایوان محمود تیار ہوا ہے۔ جو مغربی پاکستان میں شاندار سب سے بڑا ہال ہے۔ روزنامہ الفضل یہاں سے شائع ہوتا ہے۔ یہ مقالہ تفصیلات کا متحمل نہیں اتنا کہنے پر اکتفا کی جاتی ہے کہ ربوہ آج بھی دنیا بھر میں تبلیغ اسلام کا واحد عظیم الشان مرکز ہے جہاں سے ساری دنیا میں مبلغین اسلام پھیلتے اور باری تعالیٰ کی توحید اور حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا علم دنیا کے کناروں پر نصب کر رہے ہیں۔

مقدس مقدس جہاں بن رہا ہے

دیارِ مسیح زماں بن رہا ہے
کہ ربوہ بھی اب قادیاں بن رہا ہے

مقدس ہوائیں مقدس فضائیں
مقدس مقدس جہاں بن رہا ہے

ہوا شورِ تحمید برپا زمیں پر
اور افلاک تسبیح خواں بن رہا ہے

جدھر آنکھ اٹھتی ہے مسجد ہی مسجد
جدھر دیکھئے آستاں بن رہا ہے

ہر اک قطرہ ہے چشمۂ آبِ حیواں
ہر اک ذرہ جلوہ فشاں بن رہا ہے

یہ ہے مخلصانِ مسیحا کی بستی
جناں بن رہا ہے جناں بن رہا ہے

نئی سانس پھر اس کو بخشی ہے کس نے؟
کہ تنویر بھی جاوداں بن رہا ہے

"تشنہ روحوں کو پلا دو شربتِ وصل و بقا"

مکرم عبد المنان صاحب ناہید

حوضِ کوثر سے کسی نے پھر کسی کو دی صدا
"تشنہ روحوں کو پلا دو شربتِ وصل و بقا"

ہر قدم پر چشمِ بینا کو نظر آیا خدا
ہو رہی ہے دیدۂ حیراں کی حیرانی سوا

ہر رُخِ ایمان پرور ہر نگاہ آشنا
دل پسند و دل کشا و دلپذیر و دلربا

کر دیا کس نے نگاہوں کو محبت آشنا
کس نے بخشا ہے دلوں کو جذبۂ مہر و وفا

کس نے ہر دل میں جلایا ہے اخوت کا چراغ
ہر بشر کو ہر بشر آیا نظر آئینہ سا

ان دنوں میں اور ہی کچھ بے قراری کے مزے
مضطرب دل تھا تو پہلے بھی مگر ایسا نہ تھا

اور ہیں ارکانِ محفل رنگِ محفل اور ہے
فکر کا انداز اسلوبِ زبان دانی نیا

اور ہے کچھ ان دنوں تفسیرِ سرِ کائنات
اور ہے آیاتِ قرآں کی تلاوت کا مزا

آج پھر تازہ ہوئی دورِ براہیمی کی یاد
پھر کسی سے آتشِ نمرود کو پالا پڑا

وہ جسے چاہیں محبت سے سکھاتے ہیں اسے
بات کرنے کا سلیقہ ہمکلامی کی ادا

جب امورِ غیب پر ایمان لے آتا ہے دل
غیب سے عرفان کی ملتی ہے پھر اسکو جزا

بتکدوں میں ریزہ ریزہ ہو کے گرتے ہیں صنم
قومِ آذر تلملا اٹھتی ہے آتش زیرِ پا

آنکھ روتی ہے تو ہوتا ہے فرشتوں کا نزول
دل پگھل جاتا ہے تو مقبول ہوتی ہے دعا

فرض کر دیتے ہیں اُن پر بھی ادائے التفات
جو نوافل شب کی تاریکی میں ہوتے ہیں ادا

مایۂ تسکینِ جاں ہوتا ہے آخر سوزِ عشق
پاس بندوں کے چلا آتا ہے بندوں کا خدا

ارضِ ربوہ یہ ترے عالی نظر عالی گہر
مَیں تو کیا ہوں آسماں والے بھی ان کے ہمنوا

جس طرف نکلے فرشتوں کے پرے نکلے ادھر
ایشیا کی سرزمیں ہو وہ کہ یورپ کی فضا

گفتگو شیریں۔ نظر حسن آفریں رُخ دلنشیں
مغربی قدروں کے ہنگاموں میں تصویرِ حیا

"آ رہا ہے اس طرف احرارِ یورپ کا مزاج"
یہ نوشتہ بھی مسیح و مہدیٔ دوراں کا تھا

لالہ و گل سے ہی وابستہ نہیں ان کا خرام
پھیل جاتے ہیں بیاباں میں بھی مانندِ صبا

ان کے انفاسِ مسیحائی سے پائی زندگی
ہر تنِ مُردہ بنے جو ان کے قرآں میں آگیا

جو دلوں میں جذب ہو جاتا ہے مانندِ جمال
اک نئے انداز کا علم کلام اِن کو ملا

قافلے میں قافلے کی گرم رفتاری کے ساتھ
جو شکستہ پا چلا آیا وہی چلنے لگا

آسماں کی رفعتوں سے ان کے نالوں کا گزر
ہیں ملک ہمراز ان کے مستجاب اِن کی دعا

لے کے آئے ہیں نگاہوں میں وہ بیتابِ ذوق
حُسنِ کامل نے دیئے بے ساختہ پردے اٹھا

اِن کا ماضی اِن کے مستقبل کا ہے آئینہ دار
اَصْلُہَا ثَابِتٌ بھی ہے اور فَرْعُہَا بھی فِی السَّمَاء

قطعہ

میں دیکھوں تابکے گردوں کے تارے
میں دیکھوں تابکے رنگیں نظارے
نقابِ رُخ اٹھا کر خاک کر دے
کہ جھوٹے ہیں یہ جینے کے سہارے

سید احمد اعجاز

ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

مجھے اللہ تعالےٰ نے خدا اس کی کتاب اور اس کے رسول پر تازہ یقین اور ایمان پیدا کرنے کے لئے مبعوث کیا ہے

مَیں بھیجا گیا ہوں تا سچائی اور ایمان کا زمانہ پھر آوے اور قلوب میں تقوےٰ پیدا ہو

(۱) تثلیث، کفارہ، اور مسیح کی صلیبی موت وغیرہ قسم کے باطل عیسائی عقائد کا تفصیل سے رد کرنے کے بعد حضور علیہ السلام نے تحریر فرمایا:۔

"یہی تمام غلطیاں ہیں جن پر خدا تعالےٰ نے مجھے مطلع کیا تا مَیں گمراہوں کو متنبہ کروں اور ان کو جو تاریکی میں رہتے ہیں روشنی میں لاؤں ..... سو خدا تعالےٰ نے مجھے بھیجا تا مَیں اس خطرناک حالت کی اصلاح کروں اور لوگوں کو خالص توحید کی راہ بتاؤں چنانچہ مَیں نے سب کچھ بتا دیا اور نیز میں اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ تا ایمانوں کو قوی کروں اور خدا تعالےٰ کا وجود لوگوں پر ثابت کر کے دکھلاؤں .... سو مَیں بھیجا گیا ہوں کہ تا سچائی اور ایمان کا زمانہ پھر آوے اور دلوں میں تقوےٰ پیدا ہو۔ سو یہی افعال میرے وجود کی علت غائی ہیں۔ مجھے بتلایا گیا ہے کہ پھر آسمان زمین سے نزدیک ہوگا بعد اس کے کہ بہت دُور ہو گیا تھا۔ سو مَیں ہی ان باتوں کا مجدد ہوں اور یہی کام ہیں جن کے لئے میں بھیجا گیا ہوں اور منجملہ ان امور کے جو میرے مامور ہونے کی علت غائی ہیں مسلمانوں کے ایمان کو قوی کرنا ہے۔ اور ان کو خدا اور اس کی کتاب اور اس کے رسولؐ کی نسبت ایک تازہ یقین بخشنا۔" (کتاب البریہ حاشیہ ص۲۹۰ تا ص۲۹۱)

(۲) ایک اور موقعہ پر اپنے منصب کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:۔

"مَیں صدی کے سر پر مبعوث کیا گیا تا اس امت کے دین کی تجدید کروں اور ایک حَکَم بن کر ان کے اختلافات کو درمیان سے اٹھاؤں اور صلیب کو آسمانی نشانوں کے ساتھ توڑوں اور قوتِ الٰہی سے زمین میں تبدیلی پیدا کروں۔" (نجم الہدیٰ ص۵۹)

(۳) ایک اور جگہ فرمایا:۔

"اس امت کے لئے مسیح موعود بھی چودھویں صدی کے سر پر بھیجا گیا۔ اس کی بعثت سے بھی یہی مطلب تھا کہ جو یورپ کے فلسفہ اور یورپ کی دجالیت نے اسلام پر طرح طرح کے حملے کئے ہیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور پیشگوئیوں اور معجزات سے انکار اور تعلیم قرآنی پر اعتراض اور برکات اور انوارِ اسلام کو سخت استہزا کی نظر سے دیکھا ہے ان تمام حملوں کو نیست نابود کرے۔ اور نبوتِ محمدیہ (علیٰ صاحبہا الف الف سلام) کو تازہ تصدیق اور تائید سے حق کے طالبوں پر چمکا دے۔" (ایام الصلح ص۸۲)

ذکرِ حبیب علیہ السلام

رقم فرمودہ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی (بنت سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام) نے اپنا یہ نہایت قیمتی اور بصیرت افروز مضمون لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع ۱۹۶۸ء میں پڑھ کر سنایا تھا اور بعد میں ازراہ شفقت برائے اشاعت "الفضل" کو مرحمت فرمایا۔ (ادارہ)

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

میری پیاری چھوٹی بڑی بہنو بیٹیو!

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

آج مجھے پھر اپنی پیاری بہو اور بھاوج مریم صدیقہ کے اصرار پر آپ کی خدمت میں حاضر ہونا پڑا۔ میرا خیال تھا کہ چند روایات ہی تو ہیں جن میں سے اکثر گھریلو باتوں یا بھائیوں اور خود اپنی ذات سے تعلق رکھتی ہیں۔ اہم تو تھوڑی ہی ہوں گی۔ ایک دو الفضل میں شائع ہو چکی ہیں اور کافی پہلے بھی کچھ یا کی جا چکی ہیں۔ چونکہ انہوں نے کہا کہ اکثر نئے لوگ بھی تو ہو سکتے ہیں ان کو پرانی باتیں سنانے میں کیا ہرج ہے۔ بے شک تکرار ہو جائے۔ کوشش تو کی ہے کہ تکرار نہ ہو۔ مگر اس وقت اپنی یادداشت کی بھی دیکھ نہ سکی جلدی میں۔ اب جو کچھ میرے پاس باقی ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ بشرط توفیق و حیات پھر کبھی۔ یہ جو بھی ہے سرسری بہت جلدی میں لکھ دیا ہے۔ اور خود میرے دل سے پوچھیئے تو میرے لئے اس ذکرِ حبیب اور ان یادوں میں ہر دم تازہ لذت و سرور ہے۔ میرا دل اس ذکر ان یادوں اور ان تصورات سے کبھی بھر نہیں سکتا۔ میرے دل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بات بیان کرتے ہوئے یہ جوش پیدا ہوتا ہے کہ کاش جس طرح میں آج بھی آپؑ کا روشن چہرہ آپ کی ہر حرکت گویا اس وقت بھی دیکھ رہی ہوں۔ اور آپؑ کی آواز میرے کانوں سے دل میں اُتر رہی ہے۔ کوئی طریقہ ایسا ہوتا کہ میں اپنی آنکھوں سے آپ کو دکھا سکتی۔ خیر آپ کی سیرت کا نقشہ آپ کی وہ تعلیم ہے، جو آپؑ کی کتب، آپؑ کے مبارک خلفاء آپ کو دکھاتے رہے ہیں۔ اور اب بھی ایک خاص مبارک وجود آپ کو دکھا رہا ہے۔ مگر اس دیکھنے کے لئے روحانی آنکھوں کی ضرورت ہے۔ خدا آپ سب کو توفیق بخشے۔ ہر گھڑی نور ایمان زیادہ ہو۔

آپؑ نے بچپن سے مجھ پر بے حد شفقت فرمائی حتیٰ کہ حضرت اماں جانؓ بھی مناسب تربیت کے لئے کچھ کہتی تھیں تو آپ ان کو بھی روک دیتے تھے۔ کہ اس کو کچھ نہ کہو ہمارے گھر چند روزہ مہمان ہے۔ یہ ہمیں کیا یاد کرے گی۔ میں چھوٹی تھی تو رات کو اکثر ڈر کر آپؑ کے بستر میں جا گھستی۔ جب ذرا بڑی ہونے لگی تو آپ نے فرمایا کہ جب بچے بڑے ہونے لگتے ہیں (اس وقت میری عمر کوئی پانچ سال کی تھی) تو پھر بستر میں اس طرح نہیں آ گھسا کرتے۔ میں تو اکثر جاگتا رہتا ہوں، تم چاہے سو دفعہ مجھے آواز دو میں جواب دوں گا اور پھر تم نہیں ڈرو گی۔ اپنے بستر سے ہی مجھے پکار لیا کرو۔ پھر میں نے بستر پر کود کر آپ کو تنگ کرنا چھوڑ دیا۔ جب ڈر لگتا پکار لیتی۔ آپ فوراً جواب دیتے۔ پھر خوف اور ڈر لگنا ہی ہٹ گیا۔ میرا پلنگ آپ کے پلنگ کے پاس ہی ہمیشہ رہا بجز چند دنوں کے جب مجھے کھانسی ہوئی تو حضرت اماں جان نے بہلا پھسلا کر ذرا دور بستر بچھوا دیتی تھیں کہ "تمہارے ابا کو تکلیف ہوگی" مگر آپ خود اٹھ کر سوتی ہوئی کا میرا سر اٹھا کر ہمیشہ کھانسی کی دوا مجھے پلاتے تھے۔ آخری شب بھی جس روز آپ کا وصال ہوا میرا بستر آپ کے قریب بالکل قریب ہی تھا کہ بس ایک آدمی ذرا گزر سکے۔ اتنا فاصلہ ضرور ہوتا۔ مگر اس وقت کی تفصیل لکھنے کی اس وقت طاقت نہیں پا رہی

ایک بار میرے چھوٹے بھائی صاحب حضرت مرزا شریف احمدؓ نے کہ وہ بھی آخر بچہ ہی تھے۔ اصرار کیا کہ میرا پلنگ بھی ابا کے قریب بچھا دیں مگر میں نے اپنی جگہ چھوڑنا نہیں مانا۔ حضرت ام المومنین علیہا السلام نے فرمایا کہ یہ ہمیشہ پاس لیٹتی ہے کیا ہو گیا۔ آخر شریف کا بھی دل چاہتا ہے۔ ایک دو دن یہ اپنی ضد ذرا چھوڑ دے بھائی کو لیٹنے دے تو کیا ہرج ہو جائے گا مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا نہیں یہ لڑکی ہے اس کا دل رکھنا زیادہ ضروری ہے۔ حالانکہ حضرت اماں جانؓ کی خاطر آپ کو بہت عزیز رہتی تھی۔ حضرت اماں جانؓ چھوٹے بھائی صاحب کو لے کر اس رات ان کی دلداری کے لئے خود بھی بیت الدعا میں زمین پر ان کو ساتھ لے کر سوئیں مگر میرا بستر وہیں رہا۔ لیکن مجھے یاد ہے کہ اس بات پر پھر میرا دل بھی دکھا اور ندامت محسوس ہوئی۔ آپ لیٹے ہوتے تھے میں دیکھتی جب آنکھ کھلتی کہ آپؑ کے لب مبارک ہل رہے ہیں اور اکثر آپؑ اٹھتے اور کاپی پر جو الہام ہوتا لکھتے۔ لکھتے دیکھ کر میں سمجھ جاتی تھی کہ الہام ہوا ہے۔ آپ کی ہلکی ہلکی زیر لب آواز مجھے یاد ہے کہ کثرت سے

سبحان اللہ و بحمدہٖ سبحان اللہ العظیم

آپؑ پڑھتے رہتے تھے۔

مجھے خوشی ہے کہ اپنی عمر کے کم از کم ۹ سال راتوں اور اکثر دن کو

حصہ بجز کھیلنے اور پڑھنے کے اوقات کے آپ کا قرب مجھے حاصل رہا۔ اور صد ہزار احسان ہے میرے پیارے میرے محسن خدا کا کہ مجھے اکثر باتیں اور خصوصاً آپ کا نورانی چہرۂ مبارک آپ کا سونا آپ کا جاگنا آپ کا ٹہلنا اٹھنا نماز پڑھنا چلنا پھرنا۔ طرزِ تکلم بہت صفائی سے یاد رہا۔ میرے دل میں جو ہر وقت آپ کی یاد رہی۔ اس نے مجھے بھولنے نہیں دیا۔ اس وقت بھی میں گویا آپ کو دیکھ رہی ہوں ؎

"وہ چل رہے ہیں وہ پھر رہے ہیں وہ آ رہے ہیں وہ جا رہے ہیں"

میں بڑی خوشی سے آپ کو دبایا بھی کرتی تھی۔ ایک بار آپ بہت تکان محسوس کر رہے تھے فرمایا میری سوٹی پکڑ کر میری رانوں پر کھڑی ہو کر دباؤ۔ میں کھڑی ہو گئی۔ تو آپ نے میرے پاؤں اپنے ہاتھ سے پکڑ کر درست کئے کہ جب کھڑے ہو کر اس طرح دباتے ہیں تو پاؤں ٹیڑھے رکھتے ہیں۔ یعنی ایک پنجہ اُدھر ایک اِدھر اس سے ایڑی کا دباؤ تکلیف نہیں دیتا۔

اور دوسروں کی خدمت سے بھی آپ خوش ہوتے۔ ایک ضعیفہ مائی تابی نام ہمارے گھر میں رہا کرتی تھیں۔ دائمی سر درد کی مریضہ تھیں۔ آپ ان کا بہت خیال رکھتے۔ دوائیں بھی دیتے اور بادام کا شیرہ ان کو پلواتے۔ میں مائی تابی کا شیرہ رگڑ کر اکثر اس کو پلاتی تو بہت دعائیں دیا کرتی تھی۔ اور مجھے احساس تھا کہ آپ بھی میرے اس کام سے خوش ہوں گے۔

مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم رضی اللہ تعالےٰ عنہ آپ کے محبوب صحابی تھے۔ ان کی وفات کے بعد ان کی بیوی کا جن کو سب مولویانی کہتے تھے آپ نے بہت خیال رکھا۔ ان کی بہت دلداری فرماتے وہ مجھے بہت چاہتی تھیں۔ میں ان سے بہت مانوس تھی۔ آپ کبھی فرماتے کہ تم نے مولویانی کو بھی لوٹا وہ بھی تحفوں پر کھڑا کر کے دیا کرتی تھیں۔ اور اس کو لوٹا کچھ کرتی تھیں۔ میں آپ کے اتنا کہنے پر بڑی خوشی سے مولویانی کو خوب لوٹا کرتی وہ میرا ہاتھ پکڑے رکھتیں کہ گر نہ جائے۔

کبھی آپ حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کے فرمانے پر کہ لڑکیوں کی اتنی ناز برداری شایاں نہیں ہوتی۔ لڑکیوں کی قسمت کی کیا خبر آپ مسکرا کر فرماتے

"خدا شکر خورے کو شکر دیتا ہے تم فکر نہ کرو"

ایسا کئی بار میرے سامنے فرمایا۔

میں پیسے مانگتی تو جو پہلی بار ہاتھ میں آ جاتا پکڑا دیتے جو اکثر میری طلب سے زیادہ ہوتا تھا آپ فرماتے کہ تمہاری قسمت ہے تھوڑا مانگتی ہو بہت ہاتھ میں آ جاتا ہے۔ اب یہی لو میں واپس کیوں رکھوں۔ ایک بار میں نے دو آنے مانگے روپیہ نکالا اور فرمایا مانگے دو آنے نکل آیا روپیہ یہ تو تمہاری قسمت ہے۔ اس دن صحن میں (بڑی بھابی جان والے) ٹہل رہے تھے۔

میں بالکل چھوٹی تھی گرمیوں کے دوپہر میں ہم سب نیچے کے کمروں میں رہا کرتے تھے۔ بلکہ سردی کی راتیں بھی مجھے ان کمروں میں سونا یاد ہے پھر پلیگ جب ملک میں پھیلی تو آپ نے نیچے کی رہائش ترک کر دی

تھی۔ میں نے کہا مجھے پچیاں دیں مگر قادیان میں ہر چیز کہاں ملتی۔ اور نہ ابھی تک کہیں باہر سے آئی تھیں حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا نے فرمایا اس کی باتیں تو دیکھیں بے وقت پچیوں کی فرمائش اب کر رہی ہے۔ میں خفا سی ہو کر دوسرے کمرے میں جا کر لیٹ رہی۔ اور سو گئی وہ کمرہ تھا جو ہمارے قادیان والے گھر کے صحن میں داخل ہو کر بائیں ہاتھ ایک برآمدہ اور پیچھے کمرہ ہے۔ اس کے ساتھ ہی گول کمرہ ہے۔ مگر آپ کو کیا سمجھ میں آئے گا۔ سوتے سوتے میری آنکھ کھلی تو آپ مجھے دونوں ہاتھوں پر اٹھائے لئے جا رہے تھے۔ جا کر مجھے گود سے اتار کر بھرے ہوئے پچیوں کے ٹوکرے کے پاس بٹھا کر کہا کھاؤ اور حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ دیکھو جو چیز یہ مانگتی ہے اللہ تعالےٰ بھیج دیتا ہے۔ خدا تعالےٰ مجھے دعاؤں کی توفیق بخشتا رہے اور میری دعاؤں کو اپنی رحمت و کرم کے واسطے سے قبولیت کا شرف بخشے وہ تو بچپن تھا معصومیت کا زمانہ تھا۔

میری یاد کا زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نسبتاً کمزوری کا زمانہ تھا جیسے اکثر روزے سے معذوری۔ مجھے ایک دفعہ سحری کھانا آپ کا یاد ہے۔ دورانِ سر کے وقت بیٹھ کر نماز ادا کر لینا یا آخری ایام میں اکثر ضعف کی وجہ سے مغرب و عشاء کی نمازیں اندر زنانہ میں باجماعت ادا فرما لینا مگر باوجود اس کے آپ کے کاموں میں کبھی سستی یا رکاوٹ نظر نہیں آئی وقت میں اتنی برکت اللہ تعالےٰ نے عطا فرمائی تھی کہ اب سوچ کر حیرت ہوتی ہے کہ وہ چوبیس گھنٹے کے شب و روز تھے کہ ہم گھنٹے سے بھی زیادہ تھے۔ دن بھر بیٹھ کر بھی لکھنا اور ٹہل کر بھی لکھنا۔ آپ زیادہ تر تحریر فرماتے اور ٹہلتے جاتے۔ ایک اونچی تپائی پر دوات رکھی رہتی۔ نب ٹیڑھی ڈک کا باریک ہوتا تھا۔ چلتے چلتے ہولڈر ڈبولیتے اور لکھتے رہتے۔ اتنے میں دوسروں کی بات بھی سننا جواب بھی دینا لوگوں کو دوا دارو بھی دینا اور پھر وہی روانی۔ آپ کا قلم گویا خدائے کریم کے ہاتھ میں تھا۔ کوئی دوسرا ہو تو ذرا سی گڑبڑ میں سب کچھ بھول جائے۔ مضمون ہی خبط ہو جائے۔ مگر وہ تو اللہ تعالےٰ کا نور تھے۔ تمام طاقتیں سب کام وہی اپنے کرم سے کروا رہا ہوتا تھا۔ پھر ڈاک بھی تمام دیکھنا لنگر کا بوجھ الگ۔ مہمانوں کا فکر الگ کہ کسی کو تکلیف نہ پہنچے۔ کوئی کھانے وغیرہ میں کمی نہ رہ جائے۔ کسی قسم کی کسی کو بے آرامی نہ ہو۔ دوستوں سے ملاقاتیں بھی تھیں۔ لمبی سیر کو باہر بھی جاتے۔ زبانی نصائح اور روحانیت کے خزانے بھی لٹائے جاتے تھے ہر مجلس میں۔ اتنی مصروفیت پھر اس قدر زیادہ غمِ اسلام کا بار کاندھوں پر اپنے مشن یعنی جو کام اللہ تعالےٰ نے آپ کے سپرد کیا تھا اس کی اہمیت کا اندازہ اس ذمہ داری کا احساس خود آپ سے بڑھ کر کس کو ہو سکتا تھا۔ ہر وقت کام۔ اور عشقِ صادق کا کام، ایمانِ کامل کا کام۔ حق الیقین ہے کہ میں مقرر کردہ ہوں خدائے برتر کا۔ مجھے اس نے اس خدمت کے لئے بھیجا ہے۔ پھر سوچنا چاہیئے کہ ایک عالم کو نیا عالم بنا دینے کی ذمہ داری جس کے سپرد کر دی گئی اس پر کتنا بار نہ ہو گا؟ باوجود اس ایمان کے کہ میرا مولا ہر قدم پر میرا معین و نصیر ہے۔ پھر بھی جس کو جتنا ایمان و یقین ہو اتنا ہی احساسِ فرض و ذمہ داری بھی زیادہ اور اتنی ہی تڑپ سے لگن ہوتی ہے۔ کہ میرے مولا میرے حبیب۔ میرے مالک میرے خالق کا منشاء احسن طریق سے اور کامل طور پر پورا

ہو جائے۔

اس پر آپ تھے کہ دل بھی یار میں اور ہاتھ بھی کار دوست میں۔ دماغ بھی اسی کے تصور میں اسی کے عشق میں محو۔ پھر بھی اس کے مقرر کردہ حقوق حسنِ خلق اور بشاشت سے ادا فرمائے جاتے ہیں۔ بچوں پر شفقت ان کی ناز برداری مہمانوں اور اپنے پروانوں کا جو اپنے گھر بار ترک کرکے اس شمعِ فروزاں کے گرد جمع تھے ہر وقت ہر صورت خیال رکھنا دیکھنے والوں کو صاف نظر آرہا تھا کہ یہ خدا تعالےٰ کی بخشی ہوئی بہت خاص طاقت کام کر رہی ہے۔

واقعی وہ ایک نور تھا سراپا نور۔ میں تو سمجھ ہی نہیں سکتی کہ جس نے وہ چہرہ دیکھا وہ پھر احمدیت کو ترک کیسے کر سکتا ہے؟ اور اس کے ایمان و حقانیت میں خلل کیسے آ سکتا ہے؟ بجز اس کے کہ ایسے شخص کی روح (خدا تم ہم سب کو محفوظ رکھے) کسی خاص وجہ سے عذابِ الٰہی کی مستحق ہو کر مردہ نہ ہو گئی ہو۔ میں تو چھوٹی تھی اتنی علم و عقل کی مالک بھی نہ تھی مگر اسی نور کا پرتو تھا کہ اتنی فراست اس زمانہ میں بھی تھی۔ کہ مجھے اپنا سوچنا یاد آتا ہے۔ کس طرح لوگ ایسے نورانی چہرے والے ایسے پاکیزہ اعمال والے اتنے بڑے عاشقِ الٰہی اور عاشقِ رسول صلعم کو بُرا یا (نعوذ باللہ) جھوٹا کہہ سکتے ہیں؟ کیا یہ لوگ بالکل دلوں اور روحانی آنکھوں کی روشنی سے محروم ہی ہیں۔ اندھے ہیں کیا؟

آپ ظاہر و باطن ایک آئینۂ شفاف کی مانند تھے۔ جس میں سورج کی چمک سے نوری نور نظر آتا ہو۔ مگر آنکھ کے اندھوں کے لئے سو سو حجاب حائل ہوتے ہیں۔ آپ کا جسم بھی مصفّٰی تھا۔ گرمی اور پسینوں کی شدت میں بھی کبھی بوئے ناخوش آپ میں سے نہیں آتی تھی۔ ہمیشہ ایک ہلکی ہلکی مہک آتی رہتی۔ مشک کی خوشبو آپ کے پسینہ میں معلوم ہوتی تھی۔ جب نہا کر نکلتے تو گیلا گیلا بدن ململ کے کُرتے میں سے صاف شفاف نظر آتا۔ نرم نرم بالوں میں نمی سی اور چند قطرے پانی کے جو بدن خشک کرنے کے بعد بھی سر میں باقی رہتے بہت ہی پیارے لگتے تھے۔

آپ کا قد بالکل راست تھا۔ ذرا بھی کمزوری اور جھکاؤ نہ آیا تھا نہ پیشانی نہ چہرے پر کوئی جھری تھی۔ صرف آنکھوں کے کونوں کے پاس ذرا ذرا بل سے تھے جو جوانوں کے بھی پڑ جاتے ہیں۔ غرض اتنی محنت بیحد کام اور اس پر عارضۂ دورانِ سر اور کثرتِ پیشاب کا جو عارضہ تھا۔ ان سب کے باوجود کوئی اثر آپ کے چہرۂ مبارک پر ہرگز ہرگز نہ تھا۔

ہمیں تو بتیر سکھائے بتائے جہاں سے ہوش کا زمانہ یاد ہے یقین تھا کہ آپ خدا تعالےٰ کے فرستادہ نبی اور خاص بندے ہیں اور آپ خدا تعالےٰ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے عاشق ہیں اور بہت ہی زیادہ آپ کا دل اپنے رب کے عشق سے اور اپنے آقا نبی کریمؐ کے عشق سے بھرا ہوا ہے۔ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ آپ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر کر رہے ہوں۔ اور آپؑ کی آنکھیں اشک آلود نہ ہو گئی ہوں۔ بات کرتے جاتے اور انگلی سے گوشۂ چشم سے ٹپکتے آنسو پونچھتے جاتے تھے۔

گو پہلے لکھے ہوئے ہیں مگر پھر دوبارہ ایک دو واقعات عشقِ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا جو آپ کے دل و جان کا جزو تھا سناتی ہوں مگر ذرا مختصر کرکے آپ باغ میں چارپائی پر بیٹھے ہوئے تھے۔ میں اور مبارک ایک گچھوا آپ کو دکھانے کو لائے۔ پھر آپ نے فرمایا "آؤ تم کو محرم کی کہانی سنائیں۔ ہم دونوں پاس بیٹھ گئے (یہ ماہ محرم کا پہلا عشرہ تھا) آپ نے شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام کے واقعات سنانا شروع کئے۔ فرمایا وہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے نواسے تھے۔ ان کو منافقوں نے ظالموں نے بھوکا پیاسا کربلا کے میدان میں شہید کر دیا۔ فرمایا اس دن آسمان سرخ ہو گیا تھا۔ چالیس روز کے اندر قاتلوں ظالموں کو خدا تعالےٰ کے غضب نے پکڑ لیا۔ کوئی کوڑھی ہو کر مرا کسی پر کوئی عذاب آیا اور کسی پر کوئی۔ یزید کے ذکر پر یزید پلید فرماتے تھے۔ کافی لمبے واقعات آپ نے سنائے۔ حالت یہ تھی کہ آپ پر رقت طاری تھی۔ آنسو بہنے لگے تھے جن کو آپ انگشتِ شہادت سے پونچھتے جاتے تھے۔ وہ کیفیت مجھے ہمیشہ یاد آتی ہے۔ جب آپ پر آلِ رسول کریمؐ کی ہتک کا اتہام لگا کر لوگوں کا آنکھیں بند کرکے منہ کھولنے کا ذکر سنتی ہوں۔ میں نے شیعوں کی مجالس دیکھی ہیں۔ رسمی رونا پیٹنا دیکھا ہے مگر دو بچوں کے سامنے گھر کی تنہائی میں وہ قیمتی آنسو وہ خونِ دل کے قطرے وہ انمول موتی اور جگہ یہ دنیا میں کہاں پائے جا سکتے ہیں؟ وہ جذبۂ صادق وہ درد تو اسی عاشقِ صادق محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ہی حصہ تھا۔

ایک دفعہ حضرت اماں جان نے کہا ایک شخص نے کہلایا ہے (نام نہیں لکھتی) کہ فلاں سیدزادی سے میرے رشتہ کی آپ سفارش کر دیں اور تحریک فرمائیں۔ میں پاس بیٹھی تھی۔ آپ نے جواب دیا۔ میں نہیں کہہ سکتا۔ میری زبان کو زیب نہیں دیتا۔ کہ ایک لڑکی جو آلِ رسول کریمؐ سے منسوب ہے سیدزادی کہلاتی ہے میں اس کو پیغام ایسے شخص کے لئے دوں۔ جس کی قوم ہمارے ملک میں ایک گھٹیا قوم کہلاتی ہے۔ بے شک اسلام و احمدیت کی تعلیم یہی ہے اور آپ خود فرماتے تھے کہ ذات پات کا خیال نہ کرو۔ اور نیکی تقویٰ دیکھو۔ مگر وہ شریعت ہے۔ یہ رنگ عشق و محبت کا تھا۔ اور اپنے محبوب آقا کا ادب تھا۔ ایک خاص جذبہ تھا جس نے یہ الفاظ آپ کی زبان سے نکلوائے۔ نہ معلوم کتنا جذباتِ عشق و احترام سے معمور اس وقت آپ کا دل ہو گا۔ کہ آپؑ اس بات کو بھی برداشت نہ کر سکے۔ آپ نے یہ نہیں کہا کہ وہ شخص پیغام نہ دے۔ صرف اپنے جذبۂ عشق و احترام کے جوش میں یہ کہا کہ "میری زبان کو زیب نہیں دیتا"۔ یہ امر آپ لوگ مدِ نظر رکھیں۔

اپنے سب سے بڑھ کر محبوب ذاتِ باری تعالےٰ کا عشق بھی جو آپ کے روح و تن کے ذرہ ذرہ میں موجزن تھا آپ کے ہر ہر قول و فعل سے ہر وقت نمایاں نظر آتا تھا۔ میں نے بغیر اوقاتِ نماز کے بھی آپ کو اپنے ربِ کریم کو تڑپ تڑپ کر پکارتے سنا ہے۔ میرے پیارے اللہ میرے پیارے اللہ کی آواز گویا اس وقت بھی سُن رہی ہوں۔ اور آپ کے آنسو بہتے دیکھ رہی ہوں اپنے پیارے ازلی ابدی خدا تعالےٰ کے لئے غیرت کا ایک نمونہ چشمِ دید پیش کرتی ہوں۔ آپؑ حجرہ میں تھے باہر جانے کو تیار بیٹھے۔ میں آپ کے پاس تھی۔ حضرت ام المومنین علیہا السلام سامنے کمرے میں تھیں۔ ہماری نانی صاحبہ کی خادمہ خاص (جو نانی صاحبہ کے قریباً ساتھ ہی احمدی بھی ہو گئی اور بہشتی مقبرہ میں دفن ہے) حضرت ام المومنین علیہا السلام کے پاس آئی اور اپنی طرف سے عزیزداری سمجھ کر آپ کے پاس ہمارے چچا مرزا امام الدین کی وفات پر اظہار افسوس کرنے لگی جس وقت اس کے منہ سے یہ لفظ نکل رہے تھے کہ "بڑا ہی چنگا بندہ سی تو وغیرہ۔"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام باہر نکلے۔ آپ کا چہرۂ مبارک سرخ ہو رہا تھا۔ آپ نے اپنا عصا زمین پر مار کر کہا۔

"بدبخت تو میرے گھر میں بیٹھ کر خدا کے دشمن کی تعریف کرتی ہے"

ایسا جلال آپ کی آواز میں تھا کہ وہ تو سرپٹ بھاگی۔ مرزا امام الدین دہریہ تھے آپ کب گوارا کر سکتے تھے کہ آپ کے گھر میں ایک دہریہ کی اس قدر تعریف ہو۔

ویسے دوسرے عزیز جو محض ذاتی دشمن اور گمراہ سمجھتے۔ ان کی تکلیف میں آپ ہمدردی فرماتے تھے۔ حضرت منجھلے بھائی صاحب نے ایک دفعہ نظام الدین کی کچھ بات کی تھی تو آپ نے فرمایا تھا کہ

"میاں وہ تمہارا چچا ہے!"

ان کا مرزا گل محمد مرحوم سے بڑا لڑکا مرزا دل محمد جب فوت ہوا تو آپ نے اظہار افسوس کیا۔ مجھے یاد ہے آپ نے فرمایا تھا لڑکا اچھا تھا اس میں سعادت تھی۔ میں نے دیکھا کہ حافظ ماہن (حافظ معین الدین نابینا) کا ایک دن ہاتھ پکڑ کر چلا رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ حضرت صاحب کی مسجد میں جانا ہے؟ لاؤ پہنچا دوں۔ بیت الدعا یا ہماری حجرہ کی کھڑکی سے وہ گلی نظر آتی تھی جو مسجد اقصیٰ (بڑی مسجد) کو جاتی ہے۔ غالباً آپ نے اس میں سے دیکھا ہوگا۔

میرے پیارے اللہ ہزاروں کروڑوں درود و سلام تا ابد ہر لحظہ زیادہ ہی زیادہ ہی زیادہ رحمتِ عالم محبوب خدا پر پہنچتے رہیں۔ اور ساتھ آپ کے اس عاشق غلام اور روحانی فرزند پر جس کو آپ کی نیابت سپرد کی گئی اور نبوت کا خلعت عطا فرمایا گیا۔ میرے مولا سمیع و بصیر قریب و مجیب خدا ہم کو ہماری اولادوں ان کے جوڑوں ان کی اولادوں اور ہماری نسلوں کو ہمیشہ کے لئے اپنا بنا لے۔ ہم ہمیشہ تیرے شیدا رہیں تیرے عاشق رہیں۔ تیرے نبی اکرم (صلے اللہ علیہ وسلم) اور مسیح موعود علیہ السلام کے فدائی رہیں۔ تاقیامت ثابت قدمی اور صدق دل سے خادم دین رہیں۔ توحید کو مضبوطی سے پکڑنے والے دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والے۔ خلافت سے وابستہ رہنے والے۔ ہر فتنہ سے دور رہنے والے رہیں اور میرے خدا اپنی محبت کی دولت ہمیشہ کے لئے ہمیں بخش دے ہم تیرے لئے جئیں اور تیرے لئے مریں۔ ہمارے انجام بخیر ہوں نیک مخلصین علیہم کے مصداق خادم دین نسلیں تاقیامت ہم سے چلتی رہیں۔ اور ہم بعد رخصت از جہاں فانی اور روز حشر مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں سرخرو ہوں آپ اپنے محبوب آقا کے حضور میں سرخرو ہو کر ہمیں پیش کریں۔ اور ہم سب تیری جناب میں سرخرو ہوں۔ آمین

(مبارکہ)

قطعہ

زمین و آسماں کا نور ہے تو
بشر کی آنکھ سے مستور ہے تو
نگہ کرتا ہوں دل پر تو ہے نزدیک
فضا کو دیکھتا ہوں دور ہے تو

سید احمد اعجاز

گواہ سارا جہاں رہے گا

اگرچہ معمورِ بلبلوں کی نوا سے یہ گلستاں رہے گا
ہزار طرزِ نوا میں یکتا ہمارا رنگِ فغاں رہے گا

غبارِ راہ تھے وہ، کیا تعجب جو رہ گئے مہر و ماہ پیچھے
وہ قافلہ ہم ہیں جو افق تا افق ہمیشہ رواں رہے گا

فقیر تھے ہم نہ دے سکے کچھ کہ یادِ اہلِ زمین رکھتے
بنا چلے ہیں اک آسماں ہم، یہی ہمارا نشاں رہے گا

بڑے ہی خوش بخت وہ گدا ہیں جو کوئے جاناں کی خاک ٹھہرے
وہی بسیں گے تاج انہیں کے سپرد نظمِ جہاں رہے گا

کسی کی زلفیں سنوارنے کا سنبھالا کارِ دراز ہم نے
رہے گا دل شانہ کش کہ جب تک تعلقِ جسم و جاں رہے گا

زمین کو ہم بلند کر کے فلک سے اونچا مقام دیں گے
کسی کو پھر ہوگا رنجِ پستی نہ شکوۂ آسماں رہے گا

بپا کئے ہیں صد انقلاب اس نے اپنی اک گردشِ نظر سے
کرامتِ پیرِ میکدہ پر گواہ سارا جہاں رہے گا

بجائے مے دے رہا ہے ساقی قیامتیں بھر کے ساغروں میں
اٹھے گا ہر رند حشر بنکر تو دیدنی وہ سماں رہے گا

ابھی یہ طے کر لو تم گریباں کا چاک کس ڈھب سے خوب ہوگا
بہار آنے پہ جوشِ وحشت میں ہوش اتنا کہاں رہے گا

اگر ہے پرواز تیرا مقصد تو پھونک دے خود نشیمن اپنا
بلند پروازیوں میں حائل تصورِ آشیاں رہے گا

کیا تھا میں نے گلہ تبسم اک مے نے رسوا کیا ہے مجھ کو
کہا یہ ساقی نے جا ترا نام زندۂ جاوداں رہے گا

خاکسار عبدالرشید تبسم ایم اے

اسلام ہی زندہ مذہب ہے

(درس) فرمودہ حضرت سیدہ ام متین مریم صدیقہ صاحبہ ایم اے مدظلہا العالی

> اسلام کے چمن میں پھر تازہ بہار آئی ہے۔ آؤ اور اس سے فائدہ اٹھاؤ۔ بار بار اسلام میں بہار آنا اور پھول کھلنا ہی اسلام کے زندہ مذہب ہونے کا ثبوت ہے اور خدا تعالیٰ کے قادر ہونے کی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اب نجات کا دروازہ صرف اسلام اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے ذریعے ہی کھلتا ہے۔

روحانی تاریکی روحانی سورج ہی سے دور ہو سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے رب العالمین ہے ازل سے اس کا یہ قانون جاری ہے کہ انسان کی جسمانی پرورش اور ترقی کے ساتھ ساتھ اس کی روحانی ترقی اور اس کی تکمیل کے ذرائع بھی بہم پہنچاتا رہتا ہے یہ دونوں سلسلے یعنی روحانی اور جسمانی انسان کی تخلیق کے ساتھ شروع ہوئے اور ہمیشہ جاری رہیں گے یہ ناممکن ہے کہ انسان کی تخلیق کا جسمانی سلسلہ تو جاری رہے اور اس کی روحانیت کے نشوونما اور اس کی ہدایت کا سلسلہ منقطع ہو جائے۔ روزانہ ہم مشاہدہ کرتے ہیں کہ رات کے بعد دن آتا ہے اور سورج تاریکی کو دور کرتا ہے۔ اسیطرح روحانی تاریکی بھی بغیر روحانی سورج کے دور نہیں ہو سکتی۔ اور جس طرح ایک انسان آنکھیں رکھتے ہوئے بھی اندھیرے میں نہیں دیکھ سکتا اسیطرح عقل رکھنے کے باوجود اپنی روحانی تربیت اور اللہ تعالیٰ سے زندہ تعلق پیدا کرنے کے لئے روحانی آفتاب کا محتاج رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے قانون کے مطابق یہ ناممکن ہے کہ کوئی قوم روحانی طور پر گمراہی میں مبتلا ہوئی ہو اور اللہ تعالیٰ نے اس کی ہدایت کے سامان نہ کئے ہوں جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وان من امۃ
الا خلا فیھا نذیر

پھر اللہ تعالیٰ کا یہ قانون بھی جاری ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی قوم میں نبی بھیجتا ہے اور روحانی آفتاب ان کے لئے طلوع ہوتا ہے اس قوم کو ہدایت نصیب ہو جاتی ہے۔ روحانی تربیت حاصل ہو جانے کے ایک عرصہ بعد جب وہ پھر بگڑنے لگیں تو ان کو ان کے حال پر نہیں چھوڑ دیتا بلکہ ان کی اصلاح کے سامان پیدا کرتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے

ثم ارسلنا رسلنا
کلما جاء امۃ رسولھا
کذبوہ

ہم یکے بعد دیگرے رسول بھیجتے رہے مگر جب کسی قوم میں رسول آیا تو انہوں نے اس کی تکذیب کی۔ اللہ تعالیٰ نے ہر مذہب کی بنیاد کسی نبی کے ذریعہ ہی قائم کی پھر اس نبی کی وفات کے بعد اس کے قائم کردہ سلسلہ کو جب تک زندہ رکھنا چاہا اس کی حفاظت کے لئے خلفاء یعنی اس نبی کے جانشین مبعوث فرماتا رہا ہے لیکن جب اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کو ختم کرنا چاہا تو پھر اس میں کوئی ربانی مصلح نہیں بھیجا۔ اور اس طرح الٰہی حفاظت اس سلسلہ کی ختم ہو گئی جس کے نتیجہ میں وہ مذہب مردہ مذہب ہو گیا یعنی پھر اس میں کوئی نبی مبعوث نہیں کیا گیا۔ ایسے مذاہب کا آخری سلسلہ جن میں انبیاء مبعوث ہونے بند ہو گئے بنی اسرائیل کا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد تیرہ سو سال تک ان میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے خلفاء آتے رہے لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد یہ سلسلہ ختم ہو گیا۔ چونکہ اب یہ مذہب مردہ ہے اس لئے اب اس میں کسی نبی کے آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اب دنیا میں صرف اسلام ہی زندہ مذہب ہے۔

زندہ مذہب صرف اسلام ہے

جب ہم یہ کہتے ہیں کہ اسلام ہی زندہ مذہب ہے تو ہمارا مطلب اسلام کی برتری اور فضیلت دوسرے مذاہب پر ثابت کرنا ہوتی ہے کہ صرف اسلام ہی ایک مذہب ہے جس کی تعلیم تمام دنیا کے لئے اور ہمیشہ کے لئے ہے اسلام جس خدا کا تصور پیش کرتا ہے وہ زندہ خدا ہے۔ اسلام جو شریعت عمل کے لئے پیش کرتا ہے وہ زندہ اور قابل عمل شریعت ہے جس کی دائمی حفاظت کا وعدہ خود خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے اسلام جس نبی پر ایمان لانے کو کہتا ہے اس کی قوت قدسیہ اور برکات چودہ سو سال گزر جانے کے بعد اب بھی جاری ہیں۔ گویا اسلام کا خدا زندہ خدا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم زندہ نبی اور قرآن مجید زندہ کتاب ہے اور اسلام کے سوا اس وقت روئے دنیا پر کوئی مذہب نہیں جو اپنی صداقت کو ثابت کرنے کے لئے نشان پیش کر سکے اور جو یہ دعویٰ کر سکے کہ اسے اب بھی الٰہی حفاظت حاصل ہے یہ فخر صرف اسلام کو ہی حاصل ہے کہ اس کے ماننے والے اب بھی کلام الٰہی سے مشرف ہوتے ہیں اور زندہ خدا کا چہرہ دیکھ کر دوسروں کو وہ چہرہ دکھاتے ہیں اور جن کی تائید میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نشان ظاہر کئے جاتے ہیں جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دینِ محمد سا نہ پایا ہم نے
کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلائے
یہ ثمر باغِ محمد سے ہی کھایا ہم نے
ہم نے اسلام کو خود تجربہ کر کے دیکھا
نور ہے نور اٹھو دیکھو سنایا ہم نے

مذہب کی غرض بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

"مذہب سے غرض کیا ہے! بس یہی کہ خدا تعالیٰ کے وجود اور اس کی صفات کاملہ پر یقینی طور پر ایمان حاصل ہو کر نفسانی جذبات سے انسان نجات پا جاوے اور خدا تعالیٰ سے ذاتی محبت پیدا ہو۔ کیونکہ درحقیقت وہی بہشت ہے جو عالم آخرت میں طرح طرح کے پیرایوں میں ظاہر ہو گا اور حقیقی خدا سے بے خبر رہنا اور اس سے دور رہنا اور سچی محبت اس سے نہ رکھنا درحقیقت یہی جہنم ہے جو عالم آخرت میں انواع و اقسام کے رنگوں میں ظاہر ہو گا۔ اور اصل مقصود اس راہ میں یہ ہے کہ اس کو خدا کی ہستی پر پورا یقین حاصل ہو اور پھر پورے کی محبت ہو اب دیکھنا چاہئے کہ کون مذہب اور کونسی کتاب ہے جس کے ذریعہ یہ غرض حاصل ہو سکتی ہے۔ انجیل تو صاف جواب دیتی ہے کہ مکالمہ اور مخاطبہ کا دروازہ بند ہے اور یقین کرنے کی راہیں مسدود ہیں اور جو کچھ ہوا وہ پہلے ہو چکا اور آگے کچھ نہیں ...... ہم ایسے مذہب کو کیا کریں جو مردہ مذہب ہے ہم ایسی کتاب سے کیا فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو مردہ کتاب ہے اور ہمیں ایسا خدا کیا فیض پہنچا سکتا ہے جو مردہ خدا ہے"
(چشمہ مسیحی ص ۲۰-۲۱)

اسلام کا پیش کردہ زندہ خدا

اسلام نے جس خدا کا تصور پیش کیا وہ مردہ خدا نہیں کہ کسی زمانہ میں تو اپنے بندوں

پر مہربان تھا ان سے ہمکلام ہوتا تھا۔ اپنے مقربین کو اپنے کلام سے مشرف فرماتا تھا۔ ان کی دعاؤں کو سنتا اور ان کی ربوبیت کرتا تھا لیکن اب ان سے نہیں بولتا۔ اسلام اس خدا کو پیش کرتا ہے جو ساری کائنات کا رب ہے جو ابتدائے آفرینش سے انسان کی بھلائی اور بہبود کے سامان ربوبیت کرتا چلا آیا ہے اب بھی کرتا ہے اور ہمیشہ کرتا رہے گا۔ وہ عالم الغیب ہے وہ انسان کی ہر ضرورت کو جانتا ہے خواہ مادی ہو یا روحانی۔ اور ان ضرورتوں کے مطابق سامان بہم پہنچاتا ہے۔ اپنی رحمانیت کے تقاضہ کے ماتحت جو بن مانگے انسانوں کے لئے عطا کا انتظام کر رکھا ہے اسی طرح وہ عادل خدا کا انتقام بھی کرتا رہتا ہے وہ رحیم ہے وہ بڑا ہی مہربان بہت ہی شفیق ہے۔ ایک ماں سے بڑھ کر مہربان اور پیار کرنے والا۔ ایک باپ سے بڑھ کر محبت کرنے والا۔ وہ ستار ہے۔ انسان گناہ کرتا ہے وہ اس کی پردہ پوشی فرماتا ہے۔ وہ غفور ہے بلکہ غفار ہے انسان گناہ کرتا ہے لیکن جب توبہ کے لئے اس کے حضور گڑگڑاتا ہے سچے دل سے معافی مانگتا ہے تو وہ غفور الرحیم خدا اسے اپنی محبت اور عفو کی آغوش میں لے لیتا ہے وہ مالک یوم الدین ہے وہ بے شک اچھے اعمال کی جزا اور برے اعمال کی سزا دیتا ہے لیکن ہر بات پر وہ مالک ہے جسے چاہتا ہے اپنے فضل سے معاف کر دیتا ہے۔ وہ آریوں کے خدا کی طرح اس بات پر مجبور نہیں کہ انسان جب تک ایک جون سے دوسری جون میں جا کر اپنے گناہوں کی سزا نہ بھگت لے نجات نہیں حاصل کر سکتا۔ وہ عیسائیوں کے خدا کی طرح ایک انسان کو صلیب پر چڑھا کر باقیوں کی نجات کا موجب بنانے پر مجبور نہیں وہ ازلی ابدی قادر خدا تمام دنیا کا خالق اور مالک ہے۔ ہر چیز اسکی ملک ہے ہر چیز اس کی محتاج ہے وہ کسی کا محتاج نہیں وہ سزا دیتا ہے اس لئے تا شریر اور دانستہ گناہ کرنے والے دلیر نہ ہوں۔ مگر جو غلطی کر لے اس کے در پہ جھکتا ہے اس کے لئے وہ ماں سے بڑھ کر شفیق اور باپ سے بڑھ کر مہربان ہے۔ یہ ہے وہ خدا جس کا تصور اسلام نے پیش فرمایا۔ اور ایسے خدا پر زندہ ایمان لا کر اس کی صفات کا ظہور دیکھ کر بے اختیار انسانی روح

• ایاک نعبد وایاک نستعین

کہتے ہوئے اس کے آگے سجدہ ریز ہو جاتی ہے کہ تو ہی اس لائق ہے کہ تیری عبادت کی جائے تو ہی ہمارا محبوب و مطلوب اور مقصود ہے۔ تجھ سے ہی تیرے فضل کے ہم طلب گار ہیں اس لئے تو ہمیں سیدھا راستہ دکھا کہ تیرے فضل کے بغیر نجات نہیں۔

جو حسین تصور قرآن مجید ذات باری کا پیش کرتا ہے کسی مذہب اور کسی کتاب نے دنیا میں اس کا عشر عشیر بھی پیش نہیں کیا۔ قرآن مجید فرماتا ہے:۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ
اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ
وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ
لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ

گویا ایک شمشیر براں ہے تثلیث کے عقیدہ کی جڑ ہی کاٹ کر رکھ دی ایک تثلیثی عقیدہ رکھنے والا تین خداؤں سے یکساں کیسے محبت کر سکتا ہے۔ لیکن اللہ احد کہنے والا جب اس احد اور صمد خدا کو جو ہر چیز سے بے نیاز ہے اور ساری کائنات کا ذرہ ذرہ اس کا محتاج ہے اپنا مطلوب قرار دے دیتا ہے تو دل و جان سے اس سے محبت کرنے اور اسی سے زندہ تعلق پیدا کرنے پر آمادہ نظر آتا ہے احد کا لفظ اپنے اندر عجیب خصوصیت رکھتا ہے اور صرف یہی ایک لفظ ہے جس کی نفی میں دوئی کا اظہار نہیں ہوتا۔ احد کے معنے ہیں وہ ذات جو ایسی ایک ذات ہے کہ جس کا تصور کرتے ہی تو دوسری کسی ذات کا خیال بھی دل میں نہ آ سکے۔ اور احد وہ صفت ہے کہ جو سب خلق سے منزہ ہو اور در اصل اللہ تعالیٰ کی اصل شان احدیت ہی ہے اور اللہ تعالیٰ کی اس شان کو صرف قرآن نے پیش کیا ہے

اسی طرح مندرجہ ذیل آیات میں قرآن مجید کیا پیارا تصور ذات باری کا پیش فرماتا ہے

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ
اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ
سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ
لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ
وَمَا فِي الْاَرْضِ
مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ
عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ
يَعْلَمُ مَا بَيْنَ
اَيْدِيْهِمْ وَمَا
خَلْفَهُمْ وَلَا
يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ
مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا
بِمَا شَاۗءَ وَسِعَ
كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضَ وَلَا يَـــُٔوْدُهٗ
حِفْظُهُمَا وَهُوَ
الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ

(بقرہ ۲۵۶)

یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات اپنے حسن و احسان اور بے عیب ہونے کے باعث اس بات کے لائق ہے کہ صرف اسی کی پرستش کی جائے وہ انسان کا حقیقی محبوب و مطلوب ہو اور اس بات کا ثبوت یہ ہے کہ وہ ازلی ابدی خدا حی و قیوم ہے وہ زندہ ہے اور زندگی بخشتا ہے دنیا و زمین آسمان اور اس کی ہر چیز کی زندگی کا انحصار اسی کی ذات پر ہے اس کے لئے کوئی فنا نہیں فنا تو الگ رہی نیند یا اونگھ یا تھکان کا بھی سوال پیدا نہیں ہوتا جیسے کہ عیسائیوں کے خدا کی طرح دنیا کے بنانے کے بعد تھک کر آرام نہیں کیا۔ وہ اپنی مخلوق کی حفاظت سے کبھی بھی غافل نہیں ہوتا زمین اور آسمان میں جو کچھ ہے اسی کا ہے اور کسی کی مجال نہیں کہ اس کی اجازت کے بغیر اس کے حضور سفارش کی جرأت کر سکے۔

کتنا دل موہ لینے والا تصور ہے۔ اسلام کے زندہ خدا کا جس پر دل سے ایمان لے آنا ایک رسمی ایمان نہیں رہتا بلکہ ایک محسوس حقیقت بن جاتا ہے۔ یہ وہ ایمان ہے جس کا مزہ چکھ کر انسان اللہ تعالیٰ کے لئے آگ میں کود پڑتا ہے سمندر میں چھلانگ لگا دیتا ہے دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت سے ٹکر لے لیتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اس کا خدا اسکی پشت پناہی کر رہا ہے۔ دنیا کی بڑی بڑی طاقتوں نے اپنی طاقت کے نشہ میں خدا کے پیارے بندوں سے ہمیشہ ہی مخالفت کی۔ ان کے رستوں میں روڑے اٹکائے ہر قسم کا ہتھیار ان کے خلاف استعمال کیا۔ مگر وہ جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہے

لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ

کہ میں اور میرے فرستادہ دنیا کی ساری مخالفت کے باوجود غالب آ کر رہیں گے۔ خدا پر زندہ ایمان کے نتیجہ میں خدا کے وعدہ پر توکل رکھتے ہوئے خدا کا پیارا بندہ جسے خدا تعالیٰ نے کسی خاص مقام پر کھڑا کیا ہمیشہ ہی ساری دنیا پر غالب آیا۔ یہی وہ ایمان تھا جس نے حضرت ابراہیم کو آگ سے زندہ نکال لیا۔ یہی وہ ایمان تھا جس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنے اکلوتے بیٹے کو وادی غیر ذی زرع میں جہاں نہ سر پر سایہ تھا نہ کھانے کا سامان نہ پینے کا پانی جنگل بیابان میں چھوڑنے پر آمادہ کر دیا۔ اور یہی وہ زندہ خدا پر توکل تھا جس کی وجہ سے حضرت ہاجرہ کو اپنے ننھے منے بچے کو تڑپتے دیکھ کر ایک منٹ کے لئے خیال نہ آیا کہ بچہ مر جائے گا بلکہ بے اختیار ان کے منہ سے نکلا

اِذًا لَّا يُضَيِّعُنَا اللّٰهُ اَبَدًا

اگر اللہ تعالیٰ کی مرضی سے تم ہمیں چھوڑ رہے ہو تو پھر خدا ہمیں کبھی ضائع نہیں کرے گا۔ اور ایسا ہی ہوا۔ آج وہی بے آب و گیاہ وادی ساری دنیا کے مسلمانوں کے لئے ارض حرم ہے اور وہاں جانے اور حج کی سعادت حاصل کرنے کے لئے ہر مسلمان کا دل بے تاب رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ پر زندہ ایمان ہی تھا جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو اپنے بچے کو صندوق میں بند کر کے دریا میں ڈالنے پر آمادہ کر دیا تھا۔ اور یہی وہ ایمان تھا کہ جب حضرت موسیٰ کی قوم کے دل میں یہ خیال پیدا ہو گیا کہ ہم تو اب تباہ ہو جائیں گے اور وہ پکڑے جائیں گے تو حضرت موسیٰ نے کہا

كَلَّا اِنَّ مَعِيَ رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ

میرا خدا میرے ساتھ ہے یہ ممکن ہی نہیں کہ وہ مجھے چھوڑ دے وہ خود میرے لئے راہ نجات نکالے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور اس قادر مطلق خدا نے حضرت موسیٰ کو فرعون سے نجات دی۔

اسی ایمان کا مظاہرہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے صلیب پر چڑھ کر کیا۔ ان کو معلوم تھا کہ ان کا خدا خود ان کی حفاظت کرے گا اور اس نے ان کو صلیب سے زندہ اتار لیا اور اس کے بعد ایک لمبی زندگی عطا کرنے کے بعد ان کو طبعی وفات دی۔

زندہ خدا کی سب سے بڑی تجلی

زندہ خدا کی سب سے بڑی تجلی شہنشاہ دو جہاں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وجود بابرکت کے ذریعہ دنیا پر ظاہر ہوئی۔ آپ اکیلے تھے سارا مکہ آپ کا مخالف تھا ارد گرد کی سلطنتیں آپ کی جانی دشمن تھیں۔ یہود و نصاریٰ آپ کے خون کے پیاسے تھے مگر آپ جانتے تھے کہ خدا کا وعدہ ہے کہ آپ ہی غالب آئیں گے کتنا زبردست ایمان تھا۔ آپ

کہ اپنے زندہ خدا پر کہ جب سرداران مکہ نے آپ کے سامنے اپنا یہ مطالبہ پیش کیا کہ اگر آپ کو دولت کی ضرورت ہے تو ہم دولت کے ڈھیر آپ کے قدموں پر نچھاور کرنے کو تیار ہیں۔ شادی کرنا چاہتے ہیں، تو مکہ کی حسین ترین لڑکی سے شادی کروا دیتے ہیں حکومت کی خواہش ہے تو اپنا سردار بھی آپ کو ماننے کو تیار ہیں لیکن ہمارے بتوں کو برا کہنا چھوڑ دیں اور توحید کا پرچار نہ کریں۔ آپ نے فرمایا میرے چچا! ان سے کہہ دیں کہ یہ سورج کو میرے دائیں اور چاند کو میرے بائیں بھی لا کھڑا کریں تب بھی اس پیغام حق کو پہنچانے سے میں رک نہیں سکتا جو میرے سپرد کیا گیا ہے کہ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالےٰ کے حکم سے مکہ کو چھوڑ دیا اور مدینہ کی طرف ہجرت کی غرض سے روانہ ہوئے، غار ثور میں پناہ لی دشمن نے ماہر کھوجیوں کو آپ کی تلاش میں لگا دیا جو قدموں کے نشانوں کی کھوج لگاتے لگاتے آخر غار کے دہانہ پر پہنچ گئے اور ماہرین نے یہاں تک کہہ دیا کہ یا آپؐ غار میں ہیں یا آسمان پر اڑ گئے ہیں اور کہیں نہیں جا سکتے لیکن کتنا زبردست ایمان تھا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے قادر و قیوم خدا پر۔ حضرت ابوبکرؓ گھبرائے آپؐ نے ان کو تسلی دی گھبرانے کی کیا بات ہے اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا ہم اکیلے تو نہیں ہیں خدا بھی ہمارے ساتھ ہے اور زندہ خدا کی زندگی اور قدرت کا کتنا بڑا ثبوت ہے کہ ان دشمنوں کی آنکھوں پر ایسا پردہ پڑا کہ کسی کو نیچے جھک کر دیکھنے کا بھی خیال نہ آیا اور واپس چلے گئے۔

اللہ تعالےٰ نے نبوت و رسالت کا سلسلہ ہی اسی لئے جاری فرمایا ہے کہ انبیاء خدا نما بن کر دنیا کو زندہ خدا کا چہرہ دکھاتے ہیں۔ ہزاروں ہزار درود اور سلام محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر جنہوں نے ایسے زندہ خدا سے اپنے صحابہ کو ملا دیا اور ان کے دلوں میں خدا تعالےٰ پر ایسا زندہ ایمان پیدا کیا کہ وہ اس کی راہ میں بھیڑ بکریوں کی طرح ذبح ہونے کے لئے تیار ہو گئے انہوں نے موسیٰ کی قوم کی طرح یہ نہیں کہا کہ جاؤ تو اور تیرا رب لڑتے پھریں۔ ہم تو یہاں بیٹھے ہیں انہوں نے یہ کہا کہ یا رسول اللہ ہم آپ کے دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں بھی لڑیں گے اور دشمن جب تک ہماری لاشوں کو روندتا ہوا نہ گزرے آپ تک نہیں پہنچ سکتا۔ اور یا رسول اللہ اگر آپ حکم دیں تو ہم سمندر میں چھلانگ لگانے کو تیار ہیں۔

اللہ تعالےٰ پر اتنا زندہ ایمان صحابہؓ کے دلوں میں پیدا ہو گیا تھا کہ بڑے سے بڑے صدمہ کے وقت بھی ان کے قدم لغزش سے محفوظ رہے اور زندہ خدا پر ایمان کا نتیجہ ہی تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال کے موقع پر جبکہ صحابہ کا غم کے مارے برا حال تھا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہہ اٹھے

مَنْ کَانَ یَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَاِنَّ
مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ وَمَنْ کَانَ
یَعْبُدُ اللّٰہَ فَاِنَّ اللّٰہَ
حَیٌّ لَا یَمُوْتُ

کہ سن لو جو محمد کی عبادت کرتا تھا اس کو تو میں بتا دینا چاہتا ہوں کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے ہیں لیکن جو خدائے واحد کی عبادت کرتا تھا اس کو معلوم ہونا چاہیئے کہ خدا کا وجود زندہ اور زندگی بخشنے والا ہے اس پر کوئی فنا نہیں

اسلام کا خدا وہ خدا نہیں جس کی زندگی کے ثبوت میں صرف ماضی کے واقعات بطور قصہ یا مثالوں کے پیش کئے جائیں وہ اب بھی زندہ ہے اور اپنی زندگی کا ثبوت بار بار دیتا رہتا ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

لوگو سنو کہ زندہ خدا وہ خدا نہیں
جس میں ہمیشہ عادت قدرت نما نہیں

وہ خدا جو آدم کے وقت میں اپنی قدرت نمائی کے ثبوت دیتا تھا جو ابراہیم کے وقت میں اپنی زندگی کا ثبوت دیا کرتا تھا جس کی تجلیاں موسیٰ کے وقت میں ظاہر ہوتی رہیں۔ جس نے حضرت عیسیٰ کے وقت میں اپنی زندگی کا ثبوت دیا۔ اور جس کی کامل تجلی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ہوئی وہ اب بھی زندہ ہے وہ اب بھی اپنے پیارے بندوں کے ذریعہ اپنی زندگی کا ثبوت دنیا کو بہم پہنچاتا رہتا ہے اس نے آج سے چودہ سو سال پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے دنیا کے سامنے یہ اعلان کروا دیا تھا کہ جب مہدی ظاہر ہوگا تو اس کی تائید میں دو نشان ظاہر کئے جائیں گے اور وہ نشان چاند اور سورج کے اپنے مقررہ وقتوں میں گرہن کے ذریعہ ظاہر ہوگا جو نہ صرف ایک بار دنیا دیکھے گی بلکہ دو بار یعنی دنیا کے دونوں طرف رہنے والے دیکھیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور تاریخ شاہد ہے کہ کس شان کے ساتھ خدا تعالےٰ کے حبیب کے منہ سے نکلی ہوئی بات لفظاً لفظاً پوری ہوئی۔ اور خدا تعالیٰ نے بتا دیا کہ ہمارا خدا زندہ اور قادر خدا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت

اللہ تعالےٰ نے تیرہ سو سال کے بعد جب دنیا کو گمراہی اور ضلالت کے گڑھوں میں گرتے دیکھا تو دنیا کی ہدایت کے لئے پھر اپنے ایک بندہ کو جسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی پر فخر ہے دنیا کی ہدایت کے لئے کھڑا کیا وہ اکیلا تھا دنیا کی نظروں میں مخالف سمجھتے تھے۔ چند دن کی بات ہے یہ جماعت ختم ہو جائے گی۔ مگر نہیں وہ اکیلا نہیں تھا زندہ خدا اس کے ساتھ تھا۔ جو اس سے بولتا تھا اسے تسلی دیتا تھا جس کے عشق میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

سخن نزدم مرا از کشور یار
کہ ہستم بر در امیدوارے

مرے سامنے کسی بادشاہ کا ذکر نہ کر کیونکہ میں تو ایک دروازہ پر امیدوار پڑا ہوں

خداوندیکہ جاں بخشد جہاں است
بدیع و خالق و پروردگارے

وہ خدا جو دنیا کو زندگی بخشنے والا ہے وہ بدیع اور خالق اور پروردگار ہے

کریم و قادر و مشکل کشائے
رحیم و محسن و حاجت برآرے

وہ خدا کریم ہے قادر ہے مشکل کشا ہے رحیم ہے محسن ہے اور ان کی حاجتوں کو پورا کرنے والا ہے

فتادم بر درش زیں ساں کہ گوئی
برآید در جہاں کارے نہ کارے

میں اس کے دروازے پر پڑا ہوا ہوں گویا مثل مشہور ہے کہ دنیا میں ایک کام ہی ہے وہ سارا کام نکل آتا ہے

بجز آں یار وفادار ایم یار
فراموشم شود ہر خویش و یارے

جب وہ یار وفادار مجھے یاد آتا ہے تو ہر رشتہ دار مجھے بھول جاتا ہے۔

خدا تعالےٰ نے اس زمانہ میں بھی جس بندہ کو اشاعت اسلام کے لئے کھڑا کیا اس سے وعدہ فرمایا

اِنِّیْ نَاصِرُکَ
اِنِّیْ حَافِظُکَ
اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ
اِمَامًا۔ اَکَانَ لِلنَّاسِ
عَجَبًا۔ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ
عَجِیْبٌ۔ یَجْتَبِیْ مَنْ
یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ۔

میں تیری مدد کروں گا۔ میں تیری حفاظت کروں گا میں تجھے لوگوں کے لئے پیشوا بناؤں گا کیا لوگوں کو تعجب ہوا۔ کہہ خدا ذو العجائب ہے ہمیشہ عجیب کام ظہور میں لاتا ہے۔ جس کو چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے چن لیتا ہے۔ (تذکرہ ص…)

خدا تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ بھی جو وعدہ فرمایا تھا وہ پورا کر کے دنیا کو بتا دیا کہ اسلام کا خدا زندہ خدا ہے وہ جس زمانہ میں جس کو چاہتا ہے اپنے دین کی حفاظت کے لئے کھڑا کر دیتا ہے اور پھر اس کو غالب کر کے ثابت کر دیتا ہے کہ وہ بندہ اس کی حفاظت میں ہے۔ خود آپؑ فرماتے ہیں

مجھ کو ہلاک کرنے کو سب ایک ہو گئے
سمجھا گیا میں بد پہ وہ سب نیک ہو گئے
آخر کو وہ خدا جو کریم و قدیر ہے
جو عالم القلوب و علیم و خبیر ہے
اترا مری مدد کے لئے کر کے عہد یاد
پس رہ گئے وہ سارے سیہ روئے و نامراد
اک قطرہ اس کے فضل نے دریا بنا دیا
میں خاک تھا اسی نے ثریا بنا دیا

اللہ تعالےٰ نے جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صحابہ کی ایک ایسی پاک جماعت عطا فرمائی جنہوں نے خدا تعالےٰ اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات کو اپنی عزیز ترین چیز پر بھی ترجیح دی۔ آپ کی صحبت میں تمام برا خیال چھوڑ کر بالاتفاق بلند پایہ انسان بن گئے شراب کی ایک آواز پر شراب چھوڑ کر خدا تعالےٰ کی محبت کی شراب پینے لگے اسی طرح اس کے غلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اصحاب کو بھی اللہ تعالےٰ نے وہ زبردست ایمان عطا فرمایا کہ انہوں نے قتل ہونا منظور کر لیا سنگسار کئے گئے مگر خدا تعالیٰ کا دامن جو تھا وہ آخر وقت تک نہ چھوڑا اسلام وقت دنیا میں اسلام کے سوا

Digitized by Ahmadiyya Library Rabwah

کوئی اور مذہب ایسا موجود نہیں جو تازہ بتازہ نشانات دکھا سکے یہ فخر اور امتیاز صرف اسلام کو اس لئے حاصل ہے کہ وہ زندہ مذہب ہے۔ اس کے ماننے والے آج بھی کلام الٰہی سے مشرف ہوتے ہیں اور یہ مرتبہ صرف محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ہی حاصل ہے کہ آپ کے غلاموں کو اللہ تعالےٰ نوازتا ہے۔ ان کے ذریعہ دنیا کو تازہ بتازہ نشانات دکھاتا ہے آپ کی غلامی اور اطاعت سے باہر یہ درجہ اب کسی کو حاصل نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالےٰ نے خود قرآن مجید میں یہ فرما دیا ہے کہ

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

اے محمد رسول اللہ دنیا کو بتا دیں کہ اگر کسی کو خدا تعالےٰ سے محبت کا دعویٰ ہے اور یہ چاہتا ہے کہ خدا تعالےٰ کی رضا اور محبت کو حاصل کر سکے تو اس محبت کو حاصل کرنے کا واحد ذریعہ یہ ہے کہ میری کامل اطاعت کرو۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی کامل اطاعت اور آپ کی فرمانبرداری۔ آپ کی تعلیم اور آپ کے احکام پر چل کر ہی اللہ تعالےٰ کا قرب حاصل کیا جا سکتا ہے دوسرا نہیں۔ آج کسی اور مذہب کو یہ دعویٰ نہیں کہ ان کے مذہب یا اسلام پر چل کر کوئی شخص خدا تعالےٰ کا قرب حاصل کر سکتا ہے۔ یا اللہ تعالےٰ اس سے کلام کر سکتا ہے لیکن ہزارہا درود اور سلام خاتم النبیین محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر جن کی غلامی اور اطاعت میں قرب الٰہی کا بڑے سے بڑا درجہ انسان حاصل کر لیتا ہے اس کے لئے اللہ تعالےٰ نشانات دکھاتا ہے آسمان سے اس کی مدد کو اترتا ہے۔ چودہ سو سال کے عرصہ میں مختلف لوگوں کو قرب الٰہی کے مختلف مراتب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں ملتے رہے۔ ہر صدی کے سر پر مجدد آئے اور صحیح اسلام کو اپنے پاک نمونہ سے دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اور اپنا تعلق اللہ تعالےٰ کے ساتھ ثابت کیا۔ حضرت جنید شبلی، سید عبد القادر جیلانی، شہاب الدین سہروردی، خواجہ معین الدین چشتی، سید احمد سرہندی وغیرہ اپنے اپنے وقت میں اسلام کی زندگی کے ثبوت میں دنیا کے سامنے کھڑے ہوئے اور دنیا کی اصلاح ان کے ذریعہ ہوتی رہی۔

صداقت اسلام کے تازہ نشانات

موجودہ زمانہ میں جب دنیا پھر خالق حقیقی سے منکر ہو چکی تھی اور خالق اور مخلوق میں تاریک پردے حائل ہو گئے تھے۔ فلسفہ اور دہریت نے روحانیت کو کچل کر رکھ دیا تھا اللہ تعالےٰ کی ہستی پر اعتراضات کی بوچھاڑ شروع ہو چکی تھی، معجزات انبیاء کو قصہ پارینہ قرار دے دیا گیا تھا ہر مسئلہ کو فلسفہ اور سائنس کی روشنی میں دیکھا جاتا تھا اللہ تعالےٰ نے اسلام کو زندہ مذہب ثابت کرنے کے لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے غلاموں میں سے ایک شخص کو کھڑا کیا جس کا دعویٰ یہی ہے کہ آپ کو جو کچھ ملا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں ملا۔
آپ فرماتے ہیں :-

"ہم یقیناً جانتے ہیں کہ خدا تعالےٰ کا سب سے بڑا نبی اور سب سے زیادہ پیارا جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہے کیونکہ دوسرے نبیوں کی امتیں ایک تاریکی میں پڑی ہوئی ہیں اور صرف گذشتہ قصے اور کہانیاں ان کے پاس ہیں مگر یہ امت ہمیشہ خدا تعالےٰ سے تازہ بتازہ نشان پاتی ہے۔ لہذا اس امت میں اکثر عارف ایسے پائے جاتے ہیں کہ جو خدا تعالےٰ پر اس درجہ کا یقین رکھتے ہیں کہ گویا اس کو دیکھتے ہیں اور دوسری قوموں کو خدا تعالےٰ کی نسبت یہ یقین نصیب نہیں لہذا ہماری روح سے یہ گواہی نکلتی ہے کہ سچا اور صحیح مذہب صرف اسلام ہے ... ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزات صرف قصوں کے رنگ میں نہیں ہیں بلکہ ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کر کے خود ان نشانوں کو پا لیتے ہیں لہذا معائنہ اور مشاہدہ کی برکت سے ہم حق الیقین تک پہنچ جاتے ہیں سو اس کامل اور مقدس نبی کی کس قدر شان بزرگ ہے جس کی نبوت ہمیشہ طالبوں کو تازہ نبوت دکھلاتی رہتی ہے اور ہم متواتر نشانوں کی برکت سے اس کمال سے مراتب عالیہ تک پہنچ جاتے ہیں کہ گویا خدا تعالےٰ کو ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتے ہیں۔ پس مذہب اسے کہتے ہیں اور سچا نبی اسی کا نام ہے جس کی سچائی کی ہمیشہ تازہ بہار نظر آئے خدا تعالےٰ نے ہر ایک زمانہ میں اس کامل اور مقدس کے نشان دکھلانے کے لئے کسی نہ کسی کو بھیجا ہے اور اس زمانہ میں مسیح موعود کے نام سے مجھے بھیجا ہے۔ دیکھو آسمان سے نشان ظاہر ہو رہے ہیں اور طرح طرح کے خوارق ظہور میں آ رہے ہیں۔ اور ہر ایک حق کا طالب میرے پاس رہ کر نشانوں کو دیکھ سکتا ہے وہ عیسائی ہو یا یہودی یا آریہ۔ یہ سب برکات ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ہیں"

(کتاب البریہ ص ۱۵۵، ۱۵۹ حاشیہ)

پس یہ حقیقت ہے کہ جس طرح اسلام کا خدا زندہ خدا ہے اسی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم زندہ نبی ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کو اپنی صفات کے کامل ظہور کے لئے پیدا کیا۔ اللہ تعالےٰ کی کامل تجلی آپ پر ہوئی۔ آپ نے اللہ تعالےٰ کی راہ میں انتہائی درجہ تک فنا ہو کر وہ اعلیٰ ترین مقام حاصل کیا کہ اللہ تعالےٰ نے خود فرمایا

ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ...

یعنی آپ اللہ تعالےٰ اور اس کے بندوں کے درمیان ایک واسطہ بن گئے فیض پہنچانے کا اور یہ واسطہ آپ صرف اپنے زمانہ کے لئے نہیں تھے بلکہ ہمیشہ کے لئے اللہ تعالےٰ کی طرف سے یہ مقدر قرار دے دیا گیا کہ اب اللہ تعالےٰ کا قرب صرف آپ کے ہی واسطہ سے ملے گا۔ اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قول کو اپنا قول قرار دیا جیسا کہ فرمایا

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى

کہ آپ جو کچھ کہتے ہیں وہ اللہ تعالےٰ کی وحی اور اس کی مرضی اور حکم سے کہتے ہیں۔ گویا آپ کی زبان اپنی زبان نہ رہی بلکہ خدا تعالےٰ کی زبان بن گئی۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیا جیسا کہ فرمایا

اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ
يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ

جو لوگ آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں وہ درحقیقت اللہ تعالےٰ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں۔ خدا تعالےٰ کا ہاتھ آپ کے ہاتھ کے اوپر ہوتا تھا۔ اسی طرح آپ کے کام کو اپنا کام قرار دیا جیسا کہ جنگ بدر کے موقع پر فرمایا

وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى

آپ نے اللہ تعالےٰ کی محبت میں اتنا بڑا مقام حاصل کیا کہ آپ کا غلام اللہ تعالےٰ کا پیارا اور محبوب بن سکتا ہے کتنی اعلیٰ اور ارفع شان ہے ہمارے آقا سرور دو جہان صلے اللہ علیہ وسلم کی کہ آپ کا عاشق خدا کا محبوب اور آپ کا غلام دنیا کا سردار بن جاتا ہے اور پھر کتنا آسان اور سادہ نسخہ ہے۔ ہمیں بھی چاہیئے کہ ہر کام اور ہر فعل میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کامل اطاعت کریں آپ کے رنگ میں رنگین ہونے کی کوشش کریں کیونکہ آپ کا رنگ خدا تعالےٰ کا رنگ ہے اور یہی رنگ اپنے پر چڑھانے سے ہم اللہ تعالےٰ کے فضل کو بھی جذب کر سکتے ہیں۔ اللھم صل علی محمد وبارک وسلم انک حمید مجید۔

آنحضرتؐ کی دائمی روحانی زندگی

قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کامل شان اور دائمی روحانی زندگی کا ذکر فرمایا ہے

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ
مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ
رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ
النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ
بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا

(سورۃ احزاب)

اس آیت میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جسمانی نرینہ اولاد بے شک نہیں ہے مگر اس سے یہ کوئی نہ سمجھے کہ آپ کی نسل نہیں چلے گی۔ اس کے برعکس آپ کو اللہ تعالےٰ نے انتہا روحانی اولاد عطا کی ہے یہاں تک کہ آپ کی روحانی نسل میں سے نبی بھی ہوں گے۔ جن کی نبوت پر آپ کی مہر ہوگی۔ آپ کا خاتم النبیین ہونا کسی خاص زمانہ کے لئے نہیں بلکہ آپ ہمیشہ کے لئے خاتم النبیین ہیں

تمام نبوتیں ختم ہو گئیں مگر وہی نبوت جاری ہے جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تابع ہوگی اور جس پر آپ کی مہر ہوگی۔ خدا تعالیٰ نے قرآن اور اسلام کی حفاظت کا وعدہ کیا تھا جب کہ اس نے فرمایا تھا

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ
وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ

قرآن ہم نے نازل کیا ہے اس لئے اس کی دائمی حفاظت کے بھی ہم ذمہ دار ہیں۔ آہستہ آہستہ جب مسلمان نام کے مسلمان رہ گئے قرآن کی تعلیم پر ان کا عمل نہ رہا۔ فلسفہ اور دہریت پورے زور شور سے اسلام پر حملہ آور ہوئی۔ خدا تعالیٰ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن پر اعتراضات ہونے لگے۔ روحانی حالت تباہ و برباد ہو کر

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ

کا نقشہ دنیا میں نظر آنے لگ گیا بظاہر دنیا کی روحانی حالت کی اصلاح کے سامان ختم ہو گئے۔ اور غلطی سے مسلمانوں میں یہ عقیدہ بھی پھیل گیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آخری نبی ہیں۔ اب امت محمدیہ کی اصلاح کے لئے کوئی نبی نہیں آسکتا۔ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت تقاضا کر رہی تھی کہ وہ اپنے بندوں کی اصلاح کا سامان عطا فرمائے۔ اسلام کی حفاظت کا وعدہ بھی تھا اور آئندہ کسی شریعت کے آنے کا سوال بھی نہ تھا کیونکہ شریعت کا اتمام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ہو چکا تھا۔ اس صورت میں صرف اور صرف ایک ہی راستہ تھا کہ اللہ تعالیٰ جس کو بھی امت محمدیہ کی اصلاح کے لئے کھڑا کرے وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے ہو اور یہی ہونا تھا کیونکہ خدا تعالیٰ نے تیرہ سو سال قبل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین کے نام سے سرفراز فرما کر بتا دیا تھا کہ آپ کی غلامی میں ہی نبی آئیں گے۔ اور یہی آپ کی زندگی کا سب سے بڑا ثبوت ہے۔ اگر آپ کی امت سے باہر کا کوئی نبی آتا ہے تو مہر خاتمیت ٹوٹتی ہے جو ناممکن ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا نبوت کا دعویٰ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سوا بھی کسی نے کیا ہے جب امت محمدیہ کی اصلاح کا وعدہ بھی موجود ہو ضرورت بھی ثابت ہو اور مدعی بھی ایک ہی ہو اور ان شرائط کے ساتھ جو خود خدا کی فرمودہ ہیں تو خدا کا خوف رکھنے والے انسان کو بہت غور و فکر سے کام لینا چاہیئے کہ میں خدا کی نعمت کا ناشکر گزار نہ بنوں۔ اگر تجدید دین کا کوئی مدعی نہ ہوتا تو دوسرے مذاہب والے اسلام پر اعتراض کر سکتے تھے کہ یہ زندہ مذہب نہیں۔ الہام الٰہی اور قرب الٰہی کا دروازہ اسلام میں بند ہو گیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اسلام کو ابدی زندگی کس شاندار رنگ میں عطا فرمائی اور کیسی شاندار حفاظت اسلام کی کی کہ جہاں قرآن کا ایک ایک لفظ اپنی ظاہری شکل میں محفوظ ہے۔ وہاں اس کی تعلیم کو پھیلانے کے لئے تجدید اسلام کے لئے ایسے وجودوں کو کھڑا کرتا رہا ہے جو اللہ تعالیٰ سے تازہ بتازہ نشانات اور تائید حاصل کر کے اسلام کے باغ کو سرسبز رکھتے رہے ہیں اور الہام الٰہی کے پانی سے اسے سینچتے رہے ہیں ان وجودوں کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ [illegible] کی قدرتوں کی تجلیات ظاہر ہوتی رہی ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے وعدہ

هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي
الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا
مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ
اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ
وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ
وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ
كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ
ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ وَّاٰخَرِيْنَ
مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا
بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيْزُ
الْحَكِيْمُ

کے مطابق مسیح موعود کی بعثت ہوئی تا آپ خدا تعالیٰ کے تازہ بتازہ نشانات پیش کریں۔ دلوں کو زندہ ایمان عطا کریں۔ خدا تعالیٰ سے زندہ تعلق قائم ہو۔ قلوب کا تزکیہ ہو۔ اور ان لوگوں کو جو صحابہ سے نہیں ملے تھے۔ آپ کو پانے سے صحابہ سے ملیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فیضان سے تربیت حاصل کریں پس حضرت مسیح موعود کے ذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فیضان اب بھی جاری ہے اور ہمیشہ جاری رہے گا۔ آپ کی قوت قدسیہ اور آپ کے فیض سے ہمیشہ ہی دنیا ہدایت پاتی رہے گی حتیٰ کہ قیامت کے دن آپ ہی ہمارے شفیع ہوں گے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"نوع انسان کے لئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن۔ اور تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم۔ سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ و جلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ اور یاد رکھو کہ نجات وہ چیز نہیں جو مرنے کے بعد ظاہر ہوگی بلکہ حقیقی نجات وہ ہے کہ اسی دنیا میں اپنی روشنی دکھلاتی ہے۔ نجات یافتہ کون ہے؟ وہ جو یقین رکھتا ہے جو خدا سچ ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہیں اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم مرتبہ کوئی اور کتاب ہے اور کسی کے لئے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کے لئے زندہ ہے اور اس کے ہمیشہ زندہ رہنے کے لئے خدا نے یہ بنیاد ڈالی ہے کہ اس کے افاضہ تشریعی اور روحانی کو قیامت تک جاری رکھا"

(کشتی نوح)

قرآن کریم زندہ کتاب ہے

جس طرح اسلام کا خدا زندہ خدا ہے اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم زندہ نبی ہیں۔ اسی طرح قرآن کریم زندہ کتاب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو اس کے زمانہ کی ضرورتوں کے لحاظ سے اور اس نبی کی امت کے قویٰ کے لحاظ سے مناسب شریعت نازل کی۔ شریعت کی تکمیل تدریجاً ہوئی اور جب قرآن مجید نازل فرمایا تو پہلی سب شریعتوں کو منسوخ کر دیا کیونکہ کامل شریعت کے بعد ان کی ضرورت باقی نہ رہی تھی پہلی کتب اور شریعتیں اور کتب بھی درحقیقت قرآن مجید کی تعلیم کا ہی ایک حصہ تھیں جب مکمل شریعت نازل ہو گئی تو پھر کسی الگ حصہ کا باقی رکھنا ضروری نہ رہا۔ قرآن مجید کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ
دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ
عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ۔

یعنی قرآن مجید کے نزول کے ساتھ خدا تعالیٰ نے امت محمدیہ پر اپنی نعمت کو مکمل صورت میں نازل فرمایا۔ کسی قسم کی کمی باقی نہ رہی کوئی الجھن نہ رہی جس کا حل [illegible] قرآن کی صورت میں دنیا کے سامنے [illegible] ہو گیا [illegible] اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:۔

مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ
اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ
مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا

یعنی جس تعلیم یا آیت کو ہم منسوخ کریں یا بھلا دیں تو ویسی ہی تعلیم دوبارہ نازل کر دیتے ہیں یا اس سے بہتر لے آتے ہیں اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ جو وہ ہدایتیں پہلی کتابوں میں موجود تھیں اصل طور پر وہ سب قرآن مجید میں موجود ہیں اور پہلی کتب کی جس تعلیم کو منسوخ قرار دیا گیا اس سے اعلیٰ تعلیم ان میں موجود ہے پہلی کتب کی تعلیمیں کامل نہیں تھیں کامل تعلیم وہی کہلا سکتی ہے جو انسانی قویٰ کی پوری مربی ہو۔ صرف ایک ہی پہلو پر زور نہ ہو۔ مذہب کے دو ہی پہلو ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے متعلق تعلیم دوسرے انسانی نفس اور انسانی حقوق کے متعلق تعلیم۔ سچے مذہب کو شناخت کرنے کے لئے یہی دیکھنا ضروری ہے کہ (باقی صفحہ ۲۰ پر)

زیورات کے لئے ہمیشہ ہماری خدمات حاصل کریں۔ امیدوار عبدالسلام عبدالمنان ناصر پاک جیولرز ربوہ گولبازار

39

خلافتِ حقّہ اسلامیہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کی نظر میں

(رقم فرمودہ محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ)

جس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وصال کے بعد حضرت خلیفۃ الرسول اوّل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو استحکام خلافت کے سلسلہ میں غیر معمولی جدوجہد کرنے کا موقع ملا اور بے شمار مسائل اور مشکلات کا مقابلہ کرکے بالآخر ان پر فتحیاب ہونے کی توفیق ملی اسی طرح اللہ تعالیٰ نے مقدر کر رکھا تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی استحکام خلافت کے سلسلہ میں غیر معمولی خدمت دین کی توفیق عطا ہوگی۔

حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مختلف ارشادات اور اس دور کے تاریخ احمدیت کے اوراق کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ حضور رضؓ نے اپنے مختصر دورِ خلافت میں خلافت کے صحیح اسلامی تصور کو ذہنوں میں راسخ کرنے اور خلافت حقہ راشدہ پر کئے جانے والے اعتراضات کے جوابات کے سلسلہ میں عظیم الشان کارنامے سرانجام دیئے اور ہمیشہ کے لئے معترضین خلافت کے منہ بڑے مسکت دلائل سے بند کر دیئے۔ اس سلسلہ میں حضرت اقدس رضؓ کی تحریرات کی روشنی میں اس مضمون کو دو حصوں میں تقسیم کرتا ہوں

اوّل "خلافت حقہ اسلامیہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی نظر میں"

دوم "خلیفہ راشد پر کئے جانے والے اعتراضات"

خلافت حقہ اسلامیہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی نظر میں

قیام خلافت کو قیام توحید کے ساتھ گہرا بنیادی تعلق ہے اور اس حقیقت سے انکار نہیں ہوسکتا کہ حقیقی توحید خلافت کے بغیر قائم نہیں ہوسکتی خواہ یہ خلافت نبوت کی صورت میں براہ راست خدا تعالیٰ کی طرف سے قائم کی گئی ہو یا الٰہی منشاء کے مطابق نبوت کے بعد جاری ہونے والی خلافت ہو۔ قیام توحید کا قیام خلافت کے ساتھ ایک نہ ٹوٹنے والا رشتہ ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں اسی کی طرف اشارہ آیتِ استخلاف میں فرماتا ہے کہ خلافت کی برکت سے یعبدوننی

لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا

یعنی تم خلافت پر متمکن ہونے کے نتیجہ میں توحیدِ خالص پر قائم ہو جاؤ گے اور کسی غیر اللہ کو میرا شریک نہیں ٹھہراؤ گے۔ موحدین کامل کی ایک علامت یہ ہوتی ہے کہ موحدین کی جماعت دنیا میں بھی وحدت کا ایک بے مثل منظر پیش کرتی ہے اور زبان حال سے یہ اعلان کر رہی ہوتی ہے کہ ہم ایک خدا کے عبادت کرنے والے ایک ہی لڑی کی کڑیوں میں پروئے ہوئے موحدین ہیں۔ چنانچہ اسی وحدت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضؓ فرماتے ہیں:۔

"تفرقہ نہ کرو تم اعداء تھے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ایک ہوئے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے آگ کے کنارے سے نکلے ہو آئندہ اس آگ سے بچو تم کو بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہمارے بادشاہ حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک کیا اور پھر اس کے بعد میرے ہاتھ پر تم کو تفرقہ سے بچایا اس نعمت کی قدر کرو اور لغو بحثوں میں نہ پڑو"

پھر فرماتے ہیں:۔

"خدا نے خلوص نیت کو نوازا اور چودہ سو سے کئی لاکھ اس جماعت کو بنا دیا اب ضرورت ہے اس جماعت میں اتفاق اتحاد اور وحدت کی اور وہ موقوف ہے خلیفہ کی فرمانبرداری پر"

خلیفہ خدا بناتا ہے

انبیاء علیہم السلام کے بعد جاری ہونے والی خلافت میں چونکہ بظاہر انسانوں کی پسند کا دخل نظر آتا ہے اس لئے بعض نادان اس وہم میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ خلیفہ راشد کو چننے والی مومنوں کی جماعت ہی درحقیقت خلیفہ بنانے والی جماعت ہے اور اس حقیقت کو بھول جاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اٹل وعدہ کے مطابق یہ انتخاب اللہ تعالیٰ کے تصرف کے تحت عمل میں لایا جاتا ہے اور عین الٰہی منشاء کے مطابق ہوتا ہے یہاں تک یہ کہنا سراسر ناجائز اور خلاف قرآن ہے کہ مومنوں کی وہ جماعت جس نے خلیفہ کا انتخاب کیا خلیفہ بنانے والی جماعت تھی۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ خلیفہ خدا اور صرف خدا ہی بناتا ہے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل اس سلسلہ میں فرماتے ہیں:۔

"میں نے تمہیں بارہا کہا ہے اور قرآن مجید سے دکھایا ہے کہ خلیفہ بنانا انسان کا کام نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کا کام ہے آدم کو خلیفہ بنایا کس نے؟ اللہ تعالیٰ نے۔ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً"

پھر فرماتے ہیں:۔

"دوسرا خلیفہ داؤدؑ تھا یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَۃً فِی الْاَرْضِ۔ داؤد کو بھی خدا ہی نے خلیفہ بنایا ان کی مخالفت کرنے والوں نے یہاں تک ایچ پیچ کی کہ وہ ان کے گشت لوگ آپ کے قلعہ پر حملہ آور ہوئے اور کود پڑے مگر جس کو خدا نے خلیفہ بنایا تھا۔ کون تھا جو اس کی مخالفت کرکے نیک نتیجہ دیکھ سکے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو خلیفہ بنایا رافضی اب تک اس خلافت کا ماتم کر رہے ہیں مگر کیا تم نہیں دیکھتے کروڑوں انسان ہیں جو حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما پر درود پڑھتے ہیں۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے بھی خدا نے ہی خلیفہ بنایا ہے"

پھر فرماتے ہیں:۔

"جس طرح ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو اللہ تعالیٰ نے خلیفہ بنایا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے مجھے خلیفہ بنایا ہے اگر کوئی کہے کہ انجمن نے خلیفہ بنایا ہے تو وہ جھوٹا ہے اس قسم کے خیالات ہلاکت کی حد تک پہنچاتے ہیں تم ان سے بچو"

یہ بحث فاسقانہ ہے کہ خلافت کس کا حق تھا یا ہے

جب یہ امر خوب کھل گیا کہ قرآنی تعلیم کے مطابق انبیاء علیہم السلام کی اقتداء میں قائم کی جانے والی خلافت بھی خدا تعالیٰ ہی کی قائم کردہ ہوتی ہے اور خلیفہ کو خدا خود ہی اپنی مرضی سے چنتا اور منصب خلافت پر فائز فرماتا ہے تو ظاہر ہے یہ بحث لغو اور فاسقانہ ہے کہ خلافت کس کا حق تھا یا ہے اس سلسلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

"آج بھی کسی نے کہا کہ خلافت کے متعلق بڑا اختلاف ہے حق کسی کا تھا اور دی گئی کسی اور کو۔ میں نے کہا کبھی رافضی کو جا کر کہہ دو کہ علی کا حق تھا ابوبکر نے لے لیا"

پھر فرماتے ہیں:۔

"میں نہیں سمجھتا کہ اس قسم کی بحثوں سے تمہیں کیا اخلاقی یا روحانی فائدہ پہنچتا ہے جس کو خدا تعالیٰ نے چاہا خلیفہ بنا دیا اور تمہاری گردنیں اس کے سامنے جھکا دیں خدا تعالیٰ کے اس فضل کے

بعد بھی تم اس پر بحث کرو تو سخت حماقت ہے۔"

حضور کا ایک اور ارشاد بھی جاننے کے لائق ہے:-

"یہ اعتراض کرنا کہ خلافت حقدار کو نہیں پہنچی رافضیوں کا عقیدہ ہے اس سے توبہ کرلو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے جس کو حقدار سمجھا خلیفہ بنادیا جو اس کی مخالفت کرتا ہے وہ جھوٹا اور فاسق ہے فرشتے بن کر اطاعت و فرمانبرداری اختیار کرو ابلیس نہ بنو۔"

پھر فرماتے ہیں

"اب سوال ہوتا ہے کہ خلافت کس کا حق ہے؟ ایک میرا نہایت ہی پیارا محمود ہے جو میرے آقا اور محسن کا بیٹا ہے پھر دامادی کے لحاظ سے نواب محمد علی خاں کو کہہ دیں پھر خسر کی حیثیت سے ناصر نواب کا حق ہے یا ام المومنین کا حق ہے جو حضرت صاحب کی بیوی ہیں یہی لوگ ہیں جو خلافت کے حقدار ہو سکتے ہیں مگر یہ کیسی عجیب بات ہے کہ جو لوگ خلافت کے متعلق بحث کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کا حق کسی اور نے لے لیا اور وہ اتنا نہیں سوچتے کہ یہ سب کے سب میرے فرمانبردار اور وفادار ہیں اور انہوں نے اپنا دعویٰ میرے سامنے پیش نہیں کیا۔"

پھر فرماتے ہیں:-

"مرزا صاحب کی اولاد دل سے میری فدائی ہے میں سچ کہتا ہوں کہ جتنی فرمانبرداری میرا پیارا محمود، بشیر، شریف اور نواب ناصر نواب محمد علی خان کرتا ہے تم میں سے ایک بھی نظر نہیں آتا میں کسی لحاظ سے نہیں کہتا بلکہ میں ایک امر واقعہ کا اعلان کرتا ہوں ان کو خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے محبت ہے بیوی صاحبہ کے منہ سے بیسیوں مرتبہ میں نے سنا ہے کہ میں تو آپ کی لونڈی ہوں۔

انہیں یہ فرض تھا کہ وہ ایسی تحریر کی فوراً تردید کرتا اور لکھ دیتا کہ یہ جھوٹ ہے۔

میاں محمود بالغ ہے اس سے پوچھ لو کہ وہ سچا فرمانبردار ہے۔ ہاں ایک معترض کہہ سکتا ہے کہ سچا فرمانبردار نہیں۔ مگر نہیں میں خوب جانتا ہوں کہ وہ میرا سچا فرمانبردار ہے اور ایسا فرمانبردار کہ تم میں سے ایک بھی نہیں جس طرح پر علی فاطمہ عباس نے ابوبکر کی بیعت کی تھی اس سے بھی بڑھ کر مرزا صاحب کے خاندان نے میری فرمانبرداری کی اور ایک ایک ان میں سے مجھ پر فدا ہے کہ مجھے کبھی وہم بھی نہیں آسکتا کہ میرے متعلق انہیں کوئی وہم آتا ہو۔ سنو میرے دل میں کبھی یہ غرض نہ تھی کہ میں خلیفہ بنتا۔ میں جب مرزا صاحب کا مرید نہ تھا۔ تب بھی میرا یہی لباس تھا۔ میں امراء کے پاس گیا معزز حیثیت میں گیا مگر تب بھی یہی لباس تھا مرید ہو کر بھی اسی حالت میں رہا مرزا صاحب کی وفات کے بعد جو کچھ کیا خدا تعالیٰ نے کیا۔ میرے خیال و وہم میں بھی یہ بات نہ تھی مگر اللہ تعالیٰ کی مشیت نے چاہا اور اپنے مصالح سے چاہا مجھے تمہارا امام اور خلیفہ بنادیا اور جو تمہارے خیال میں حقدار تھے۔ ان کو بھی میرے سامنے جھکادیا۔ اب تم اعتراض کرنے والے کون ہو۔ اگر اعتراض ہے تو جاؤ خدا پر اعتراض کرو مگر اس گستاخی اور بے ادبی کے وبال سے بھی آگاہ رہو۔"

خلیفہ اپنے وقت کا آدم ہوتا ہے

صرف یہی نہیں کہ خلیفہ کا انتخاب دراصل خدا تعالیٰ ہی کا انتخاب ہوتا ہے بلکہ حضورؓ کی نظر میں تو خلیفہ کا مقام اتنا بلند ہوتا ہے کہ وہ اپنے وقت کا آدم ہوتا ہے اور اس کے دشمنوں اور نافرمانوں سے اللہ تعالیٰ ویسا ہی سلوک فرماتا ہے جیسے آدم اوّل کے دشمن ابلیس سے فرمایا۔

حضورؓ اس حقیقت کا اظہار یوں فرماتے ہیں:-

"اس خلافت آدم پر فرشتوں نے اعتراض کیا کہ حضور وہ مفسد فی الارض اور سفاک الدم ہے مگر انہوں نے اعتراض کرکے کیا پھل پایا۔ تم قرآن مجید میں پڑھ لو کہ آخر انہیں آدم کے لئے سجدہ کرنا پڑا۔ پس اگر کوئی مجھ پر اعتراض کرے اور وہ اعتراض کرنے والا فرشتہ بھی ہو تو میں اسے کہہ دوں گا کہ آدم کی خلافت کے سامنے سربسجود ہو جاؤ تو بہتر ہے اگر وہ اباء و استکبار کو اپنا شعار بناکر ابلیس بنتا ہے تو پھر یاد رکھے کہ ابلیس کو آدم کی مخالفت نے کیا پھل دیا۔ میں پھر کہتا ہوں اگر کوئی فرشتہ بن کر بھی میری خلافت پر اعتراض کرتا ہے تو سعادت مند فطرت اسے اسجدوا لآدم کی طرف لے آئے گی اور اگر ابلیس ہے تو دربار سے نکل جائے گا۔"

خلیفہ کا انکار بھی کفر کی ایک قسم ہے

اس حیثیت سے کہ خلیفہ راشد خدا تعالیٰ کا مقرر کردہ ہوتا ہے تمام قوم کا اس کے ہاتھ پر جمع ہونا ضروری ہے اور یہ خیال کر لینا کہ خلیفہ چونکہ نبی یا مامور نہیں اسلئے اس کی بیعت کرنا یا نہ کرنا برابر ہے۔ محض ایک جاہلانہ خیال ہے اور حقیقت اسلام سے لاعلمی کے نتیجہ میں پیدا ہوتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے عقیدہ کے مطابق جو یقیناً قرآن و حدیث پر مبنی تھا خلیفہ کا انکار بھی انسان کو ایک قسم کے کفر دون کفر میں مبتلا کر دیتا ہے۔ چنانچہ حضورؓ کے مسئلہ کفر و اسلام کے متعلق [illegible] ہیں۔ جن سے اس مسئلہ کی خوب وضاحت ہوجاتی ہے۔ فرماتے ہیں:-

"دوسرا مسئلہ جس پر اختلاف ہوتا ہے وہ انکار کا مسئلہ ہے اپنے مخالفوں کو کیا سمجھنا چاہیئے۔ اس مسئلہ کے متعلق تم آپس میں جھگڑتے ہو۔ بادشاہ ہمارے آقا مرزا صاحب نے اس کو کھول کر بیان کر دیا ہے مگر تم پھر بھی جھگڑتے ہو ... ...

حضرت صاحب خدا کے مرسل ہیں۔ اگر وہ نبی کا لفظ اپنی نسبت نہ بولتے تو بخاری کی حدیث کو نعوذ باللہ غلط قرار دیتے جس میں آنے والے کا نام نبی اللہ رکھا۔ پس وہ نبی کا لفظ بولنے پر مجبور ہیں۔ آپ کے ماننے اور انکار کا مسئلہ صاف ہے عربی بولی میں کفر انکار ہی کو کہتے ہیں ایک شخص اسلام کو مانتا ہے اس حصہ میں اس کو اپنا قریبی سمجھ لو جس طرح یہود کے مقابلے پر عیسائیوں کو قریبی سمجھتے ہو، اسی طرح پر یہ مرزا صاحب کا انکار کرکے بھی ہمارے قریبی ہو سکتے ہیں اور پھر مرزا صاحب کے بعد میرا انکار بھی ایسا ہی ہے جیسے رافضی صحابہ کا کرتے ہیں۔ ایسا صاف مسئلہ ہے مگر نکمے مگر اس میں ہی جھگڑتے رہتے ہیں نکمے لوگ ہیں اور کام نہیں ایسی باتوں میں لگے رہتے ہیں ایک تو وہ ہیں جو قطعے ختم کرتے ہیں اور ایک یہ ہیں۔"

خلیفہ کے مقابل پر انجمن کی حقیقت

بعض نادان یا شریر لوگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رسالہ الوصیت کی بعض عبارتوں سے یہ مطلب نکالنے کی کوشش کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اصل جانشین انجمن تھی۔ اور انجمن نے اپنے اختیارات وقتی طور پر حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کو سونپے تھے اس کا جواب خود حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے الفاظ میں سنیئے فرماتے ہیں:-

"حضرت صاحب کی تصنیف میں معرفت کا ایک نکتہ ہے وہ میں تمہیں کھول کر سناتا ہوں جس کو خلیفہ بنانا تھا اس کا معاملہ تو خدا کے سپرد کر دیا اور ادھر چودہ اشخاص کو فرمایا کہ تم بحیثیت مجموعی خلیفۃ المسیح ہو۔ تمہارا فیصلہ قطعی فیصلہ ہے اور گورنمنٹ کے نزدیک بھی وہ قطعی ہے پھر ان چودہ کے چودہ کو باندھ کر ایک شخص کے ہاتھ پر بیعت کرادی کہ اسے خلیفہ مانو اور اس طرح

تمہیں اکٹھا کر دیا۔ پھر نہ چودہ کا بلکہ تمام قوم کا میری خلافت پر اجماع ہو گیا۔ اب جو اجماع کا مخالف ہے وہ خدا کا مخالف ہے۔"

عزل خلیفہ کا مسئلہ

ظاہر بات ہے کہ خلیفہ خدا ہی بناتا ہے جیسا کہ ثابت ہے وہی بناتا ہے۔ تو پھر غیر اللہ کی مجال کیا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے بنائے ہوئے خلیفہ کو معزول کر سکے خواہ وہ کوئی شخص ہو یا جماعت یا انجمن۔ چنانچہ اسی کا ذکر کرتے ہوئے حضور فرماتے ہیں:۔

"پھر سن لو کہ مجھے نہ کسی انسان نے نہ کسی انجمن نے خلیفہ بنایا اور نہ میں کسی انجمن کو اس قابل سمجھتا ہوں کہ وہ خلیفہ بنائے پس مجھ کو نہ کسی انجمن نے بنایا اور نہ میں اس کے بنانے کی قدر کرتا اور اس کے چھوڑ دینے پر تھوکتا بھی نہیں۔ اور نہ اب کسی کی طاقت ہے کہ وہ اس خلافت کی ردا کو مجھ سے چھین لے۔"

اسی سلسلہ میں حضور کے یہ الفاظ بھی ملاحظہ فرمائیے۔

"خدا نے جس کام پر مجھے مقرر کیا ہے میں بڑے زور سے خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اب میں اس کرتے کو ہرگز نہیں اتار سکتا۔ اگر سارا جہان بھی اور تم بھی میرے مخالف ہو جاؤ تو میں تمہاری بالکل پرواہ نہیں کرتا۔ اور نہ کروں گا۔"

خلافت راشدہ احمدیہ خلافت راشدہ اولیٰ کے مسلک پر ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے نزدیک خلافت احمدیہ انہی خطوط پر جاری ہے جس پر خلافت راشدہ اولیٰ جاری ہوئی تھی۔ اور اسی طرح خلافت احمدیہ کا سلسلہ بھی خدا تعالیٰ کے منشاء اور تصرف کے تحت جاری ہوا ہے یہ کوئی اتفاقی حادثہ نہیں جو صرف حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی زندگی تک محدود ہو بلکہ ایک الٰہی سلسلہ ہے جو خلافت راشدہ اولیٰ کی مطابقت میں قائم کیا گیا۔ اسی مضمون کو حضور ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں

"آدم اور داؤد کا خلیفہ ہونا میں نے پہلے بیان کیا۔ اور پھر آنحضرتؐ کے خلیفہ ابوبکرؓ اور عمرؓ کا ذکر کیا اور یہ بھی بتلایا کہ جس طرح پر ابوبکر اور عمر خلیفہ ہوئے رضی اللہ عنہما اسی طرح پر خدا تعالیٰ نے مجھے مرزا صاحب کے بعد خلیفہ کیا۔"

اب رہا یہ سوال کہ کیا یہ خلافت حضور کی زندگی تک تو محدود نہیں اور کیا بعد میں علیٰ منہاج نبوت اس خلافت نے جاری رہنا ہے یا نہیں تو اس کا جواب بھی حضور ہی کے الفاظ میں سن لیجئے۔

"خلافت کیسری کی دکان کا سوڈا واٹر نہیں تم اس بکھیڑے سے کچھ فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ نہ تم کو کسی نے خلیفہ بنانا ہے نہ میری زندگی میں کوئی اور بن سکتا ہے۔ میں جب مر جاؤں گا (اللھم متعنا بطول حیاتہ) تو پھر وہی کھڑا ہو گا جس کو خدا چاہے گا۔ اور خدا اس کو آپ کھڑا کر دے گا۔ تم نے میرے ہاتھوں پر اقرار کئے ہیں تم خلافت کا نام نہ لو مجھے خدا نے خلیفہ بنا دیا ہے اور اب نہ تمہارے کہنے سے معزول ہو سکتا ہوں اور نہ کسی میں طاقت ہے کہ وہ معزول کرے اگر تم زیادہ زور دو گے تو یاد رکھو میرے پاس ایسے خالد بن ولید ہیں جو تمہیں مرتدوں کی سزا دیں گے۔"

اس کے بعد ایک موقعہ پر واضح طور پر ایک اور خلیفہ راشد کے آنے کی خبر دیتے ہیں جو جلال شان کا مالک ہو گا چنانچہ فرمایا:۔

"تھوڑے دن صبر کرو پھر جو پیچھے آئے گا اللہ تعالیٰ جیسا چاہے گا وہ تم سے معاملہ کرے گا۔"

اسی پیچھے آنے والے کے متعلق واضح طور پر لفظ خلیفہ استعمال کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"بعض لوگ کہتے ہیں ہم تمہاری نسبت نہیں بلکہ اگلے خلیفہ کے اختیارات کی نسبت بحث کرتے ہیں مگر تمہیں کیا معلوم کہ وہ ابوبکر اور مرزا صاحب سے بھی بڑھ کر آئے۔"

خلیفہ وقت کا علم قرآن وحدیث

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی نظر میں خدا تعالیٰ جسے منصب خلافت کے لئے چنتا ہے اس کے مقابل پر کسی قسم کی علمی برتری کا دعویٰ نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اس سے بڑھ کر قرآن و حدیث کا فہم اس زمانہ میں اور کسی کو عطا نہیں کیا جاتا۔

"سنو تمہاری نزاعیں تین قسم کی اوّل ان امور اور مسائل کے متعلق جن کا فیصلہ حضرت صاحب نے کر دیا ہے جو حضرت صاحب کے فیصلہ کے خلاف کرتا ہے وہ احمدی نہیں ہے جن پر حضرت صاحب نے گفتگو نہیں کی ان پر بولنے کا تمہیں خود کوئی حق نہیں۔ جب تک ہمارے دربار سے تم کو اجازت نہ ملے۔ پس جب تک خلیفہ نہیں بولتا اور خلیفہ کا خلیفہ دنیا میں نہیں آتا ہے ان پر رائے زنی نہ کرو۔"

پھر فرمایا

"خدا نے چاہا ہے کہ خلیفہ رہوں تم کیا حق رکھتے ہو جو نہ میرے دربار سے اجازت ہوتی ہے نہ خدا کی طرف سے تمہیں امر ہوتا ہے اور تم جرأت کرتے ہو۔"

خلیفہ کا تعلق باللہ

اللہ تعالیٰ جس انسان کو رسول کی نیابت کے لئے چن لے اور دنیا میں اپنا خلیفہ مقرر کرے اس کے لئے وہ بڑی غیرت رکھتا ہے۔ اور اس کے ساتھ اس کا ایک خاص وراء الوراء تعلق ہوتا ہے جو اس زمانہ کے کسی اور انسان کو نصیب نہیں ہوتا عموماً خلفاء اس تعلق کے اظہار سے گریز کرتے ہیں لیکن بعض اوقات وقت کی مصالح انہیں اس کے اظہار پر مجبور کر دیتی ہیں چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے بھی ایک موقع پر اپنے اس مقام کی طرف اشارہ کر کے فرمایا:۔

"دیکھو میری دعائیں عرش پر بھی سنی جاتی ہیں۔ میرا مولا میرے کام میری دعا سے بھی پہلے کر دیتا ہے میرے ساتھ لڑائی کرنا خدا سے لڑائی کرنا ہے تم ایسی باتوں کو چھوڑ دو اور توبہ کرو۔"

اسی مضمون کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس شعر میں یوں بیان فرماتے ہیں:۔

"مجھ سے لڑو اگر تم میں لڑنے کی تاب ہے"

خلیفۂ وقت اور مقام عدل

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی نظر میں خلافت کا مقام جس شان کا حامل ہے اس کی کچھ جھلکیاں گزر چکی ہیں۔ ان پر ایک نظر ڈالنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایسے عظیم وجود کے مقابل پر زبان اجتہاد دراز کرنا یا اس زعم میں مبتلا ہونا کہ خلیفہ ہماری نصائح کا محتاج ہے ایک ردی اور بد خیال ہے اسی سلسلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل بعض ایسے ہی غلطی خوردہ ناصحین اور مجتہدین کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں

"پس میں تم کو نصیحت کرتا ہوں۔ پھر نصیحت کرتا ہوں پھر نصیحت کرتا ہوں پھر نصیحت کرتا ہوں پھر کرتا ہوں۔ پھر کرتا ہوں، پھر کرتا ہوں پھر پھر پھر کرتا ہوں کہ آپس کے تباغض اور تحاسد کو دور کرو۔ یہ مجتہدانہ رنگ چھوڑ دو۔ جو مجھے نصیحت کرنے میں وقت سوچ کرتے ہو وہ دعا میں خرچ کرو اور اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل چاہو تمہارے ڈھکوسلوں کا اثر مجھ پر نہیں ہو گا۔ ادب کو ملحوظ رکھ کر ہر ایک کام کرو۔"

دوم :۔

خلیفہ راشد پر کئے جانے والے اعتراضات

مقام خلافت کی اس وضاحت کے بعد جو گزر چکی ہے ایک صحیح العقل انسان یہ وہم بھی

دل میں نہیں آسکتا کہ خدا کے قائم کردہ کسی خلیفہ پر زبان طعن دراز کی جا سکتی ہے لیکن ایسے بدبخت انسان بھی ہمیشہ ہوتے ہیں جو مغلوب الحسد ہونے کی وجہ سے چاند پر تھوکنے میں عمر گنوا دیتے ہیں اور خدا کے پاک اور مقرب بندوں پر طرح طرح کے ظالمانہ اعتراض کرتے ہیں۔ نہ تو خدا کے انبیاء علیہم السلام کبھی ان ناپاک زبانوں کے چرکوں سے بچ سکے ہیں اور نہ ہی ان کے خلفاء کے دلوں کو یہ زخمی کرنے سے چوکی ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر جو اعتراض کئے گئے اور اب بھی بعض بدبختوں کی طرف سے کئے جا رہے ہیں۔ بعینہٖ ایسے اعتراضات قبل ازیں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل پر بھی کئے جا چکے ہیں۔ گو من وعن تو وہ اعتراضات یہاں پیش نہیں کئے جا سکتے لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے خود مختلف مقامات پر بڑے دکھ کے ساتھ ان کا ذکر فرمایا ہے۔ چنانچہ فرمایا:۔

"توبہ کرو اور دعا کرو اور پھر دعا کرو میں فوری گیا نو ماہ سے اس دکھ میں مبتلا ہوں اب تم اس بڈھے کو تکلیف میں نہ ڈالو اس پر رحم کرو اگر میں نے کسی کا مال کھایا تو میں دس گنا دینے کی طاقت رکھتا ہوں۔ اگر میں نے کسی سے ظلم کیا ہے تو میں لعنت کر کے کہوں گا کہ ایسا آدمی ضرور بول اٹھے میں اپنے آپ کو لعنتی تو سمجھونگا۔ اگر میں نے تمہارے مالوں میں کچھ لینے کا خیال کیا ہو۔"

اس عبارت سے ظاہر ہے کہ بعض بدبخت حضورؓ پر دینی اموال پر ناجائز تصرف کا الزام لگاتے تھے لیکن ایسے بدفطرت لوگ کسی پہلو سے بھی اعتراض سے نہیں چوکتے اگر خلیفہ وقت کوئی ذریعہ معاش اختیار نہ کرے تو دینی اموال کھانے اور غبن کا الزام لگ جاتا ہے اگر وہ کوئی ذریعہ معاش اختیار کرے تو اسے دنیا کمانے والا کہہ دیا جاتا ہے چنانچہ یہ دوسرا الزام بھی حضورؓ پر لگایا گیا اور اس کے لئے

"نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن"

والی کیفیت ہو جاتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ پر دوسری قسم کا الزام بھی لگایا جاتا ہے چنانچہ حضورؓ فرماتے ہیں:۔

"جس طرح دکاندار صبح اپنی دکان کھولتا ہے اسی طرح میں بھی اپنی دکان کھولتا ہوں اور بیماروں کو دیکھتا ہوں میں تمہارے ابتلاء سے بہت ڈرتا ہوں اس لئے مجھے کمانے کا زیادہ فکر ہوتا ہے بم کے گولے اور زلزلے سے بھی زیادہ یہ خوفناک بات ہے کہ تم میں وحدت نہ ہو۔"

اگرچہ خلیفۂ وقت علیحدگی اختیار کرے تو کہنے والے اسے متکبر اور عوام الناس سے بے تعلق محلوں میں رہنے والے بتاتے ہیں۔ اور اگر وہ سب سے مل جل کر اختلاط کے ساتھ رہے تو ان کی نظر میں یہ بھی قابل اعتراض ٹھہرتا ہے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل اس بارہ میں فرماتے ہیں:۔

"پھر مجھے کہتے ہیں کہ لوگوں سے اختلاط کرتا ہے اس کا جواب تمہارے لئے جو میرے مرید ہیں یہی کافی ہے کہ تم میرے آمر نہیں بلکہ مامور ہو۔"

اگر خلیفہ وقت فتنہ پردازوں سے نرمی اور پردہ پوشی کا سلوک کرتا ہے تو معترضین اسے انتظامی لحاظ سے نااہل اور بے نظمی پھیلانے والا قرار دیتے ہیں۔ اور اگر وہ قوم کو ہلاکت سے بچانے کے لئے فتنہ پردازوں کو سختی سے دبائے تو کہتے ہیں

"کہ وہ فتنہ دور کرنے کی بجائے یہ زبردستی لوگوں کی زبان بند کر رہے ہیں"۔ اس قسم کے ایک اعتراض کے جواب میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے فرمایا:۔

"ہم نے آگوں کو دبا کر بھی بجھاتے دیکھا ہے۔ میری ماں دہکتے ہوئے کوئلے گڑھے میں ڈال کر بند کر دیتی تھی تھوڑی دیر میں سب بجھ جاتے تھے دیکھو میں نے پانی کے لحاظ سے تو وعظ کیا (یعنی گویا کہ وجہ فتنہ دور کرنے کی سعی بھی کی۔ ناقل) اور دبانے کے لئے کوشش میں ہوں ہم اور تم سب مر جائیں گے مگر کچھ نقاد ہم میں باقی ہیں تو پچھلی قوموں میں تفرقہ پڑ جائے گا اور وہ ہم پر لعنتیں کریں گی مجھے کہیں گے کسی خبیث نے یہ گندہ بیج بو دیا۔"

بعض اوقات معترض خلیفہ وقت پر علم کی تلوار سے حملے کی کوشش کرتا ہے اور عوام کو بتاتا ہے کہ فلاں آیت یا فلاں حدیث سمجھنے میں خلیفہ وقت نے غلطی کی اور بعض اوقات اس پر کجروی اور اخلاق گندگی کا الزام لگانے سے بھی باز نہیں آتا چنانچہ ایسے ہی معترضین کو جواب دیتے ہوئے حضورؓ فرماتے ہیں:۔

"اس کا میرے ساتھ وعدہ ہے کہ میں تمہارا ساتھ دونگا مجھے دوبارہ بیعت لینے کی ضرورت نہیں تم اپنے پہلے معاہدہ قائم رہو ایسا نہ ہو نفاق میں مبتلا ہو جاؤ۔ اگر تم مجھ میں کوئی اعوجاج کجروی۔ شیعہ پن دیکھو تو اس کی استقامت کی دعا سے کوشش کرو مگر یہ گمان نہ کرو کہ تم مجھ بڈھے کو آیت یا حدیث یا مرزا صاحب کے کسی قول کے معنے سمجھا دو گے۔ اگر میں گندہ ہوں تو یوں دعا مانگو کہ خدا مجھے دنیا سے اٹھا لے پھر دیکھو کہ دعا کس پر الٹی پڑتی ہے۔"

درحقیقت خلیفہ وقت پر اعتراضات محض بغض اور حسد کی بنیاد پر قائم کئے جاتے ہیں۔ اسی لئے اس امر سے بے نیاز ہو کر خلیفہ وقت کیا کرتا ہے ہر کام جو وہ کرتا ہے حاسد کی نظر میں قابل اعتراض ٹھہرتا ہے نہ اس کا اٹھنا اسے ایک آنکھ بھاتا ہے نہ بیٹھنا نہ سونا نہ جاگنا دراصل خلیفہ کا وجود ہی اس کے نزدیک قابل اعتراض ہوتا ہے چنانچہ ایسے ہی بد باطنوں سے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کو بھی واسطہ پڑا تو آپ نے بہت بیزاری کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا

"جیسا میں نے ابھی کہا ہے یہ رافضی کا شعبہ ہے جو خلافت کی بحث تم چھیڑتے ہو یہ تو خدا سے شکوہ کرنا چاہیے کہ بصرہ کا رہنے والا خلیفہ ہو گیا کون کہتا ہے کہ خلیفہ کرتا ہی کیا ہے لڑکوں کو پڑھاتا رہتا ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ کتابوں کا عشق ہے اسی میں مبتلا رہتا ہے۔ ہزار نالائقیاں مجھ پر تھوپو مجھ پر نہیں یہ خدا پر لگیں گی جس نے مجھے خلیفہ بنایا یہ لوگ ایسے ہیں جیسے ناقض ہیں جو ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما پر اعتراض کرتے ہیں غرض کفر و ایمان کے اصول تم کو بتا دیئے گئے ہیں۔"

بعض اوقات یہ معترضین جو درحقیقت باغی اور طاغی ہوتے ہیں خلیفہ وقت کے ارشادات کا انکار کرنے پر یہ بہانہ ڈھونڈ لیتے ہیں کہ ہم نے تو صرف معروف کاموں میں آپ کی اطاعت کرنے کا عہد باندھا ہے اور فلاں فلاں کام ہماری نظر میں معروف نہیں ایسے لوگ خود اپنے نفس کو بھی دھوکہ دیتے ہیں اور دوسروں کو بھی چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ اس دھوکے کی حقیقت کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"ایک اور غلطی ہے وہ طاعت در معروف کے سمجھنے میں ہے کہ جن کاموں کو ہم معروف نہیں سمجھتے اس میں اطاعت نہیں کریں گے یہ لفظ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی آیا ہے ولا یعصینک فی معروف اب کیا ایسے لوگوں نے حضرت محمد رسول اللہ کے عیوب کی بھی کوئی فہرست بنا لی ہے اسی طرح حضرت صاحب نے بھی شرائط بیعت میں طاعت در معروف لکھا ہے اس میں ایک سر ہے۔"

اگرچہ اس میں شک نہیں کہ خلیفہ ایک انسان ہوتا ہے اور کلیتہً غلطی سے پاک نہیں۔ لیکن مبائع کو یہ مقام ہرگز نہیں پہنچتا کہ وہ معاملات پر کسی قسم کی گرفت کرے اور ادنیٰ کا یہ کام نہیں کہ وہ اعلیٰ کی عیب جوئی کرے۔ ہاں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب جوابدہ ہیں اور صرف اور صرف وہی پاک ذات ہے جو درحقیقت محاسبہ کرنے کی اہل اور حق دار ہے اسی لطیف نکتے کو بیان کرتے ہوئے معترضین کے لئے تنبیہ کے طور پر حضورؓ نے فرمایا:۔

"ایک خلیفہ آدم تھا۔ اس کی نسبت فرمایا انی جاعل"

فی الارض خلیفۃ اب خود بھی اس کے بارے میں ارشاد ہے عصیٰ آدم ربہ فغویٰ لیکن جب فرشتوں نے کہا من یفسد فیھا ویسفک الدماء ونحن نسبح بحمدک ونقدس لک تو ان کو ڈانٹ بتائی کہ تم کون ہوتے ہو ایسا کہنے والے ہیں۔ اسجدوا لآدم تم آدم کو سجدہ کرو چنانچہ ان کو ایسا کرنا پڑا دیکھو خود تو عصیٰ اور غویٰ تک کہہ دیا مگر فرشتوں نے چوں کی تو اس کو ناپسند فرمایا ...... پھر داؤد کے لئے کیا کیا مشکلات پیش آئے ...... فاستغفر ربہ وخر راکعا وانابَ ہے تو ہوا جاتا ہے کہ کچھ نہ کچھ تو تھا۔ عمر کے لئے یہ الفاظ آئے نعم الخلیفۃ ابوبکر ہے اس کے مقابلہ میں شیعہ جو کچھ اعتراض کرتے ہیں۔ وہ اٹھے کہ ۱۳۰۰ برس گزر گئے مگر وہ اعتراض ختم ہونے کو نہ آئے گا

حصول کمال کے لئے مجاہدہ شرط ہے

"اس قسم کے لوگ ہمیشہ گذرے ہیں جو چاہتے ہیں کہ بغیر کسی قسم کی محنت اور تکلیف اٹھانے اور مجاہدہ کے وہ کمالات حاصل کرلیں جو مجاہدات سے حاصل ہوتے ہیں، صوفیائے کرام کے حالات میں لکھا ہے کہ بعض لوگوں نے آکر ان سے کہا کہ کوئی ایسا انتظام ہو کہ ہم پھونک مارنے سے ولی ہوجاویں ایسے لوگوں کے جواب میں انہوں نے یہی فرمایا کہ پھونک کے واسطے بھی تو قریب ہونے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ پھونک بھی دور سے نہیں لگتی۔"

(ملفوظات جلد ششم صفحہ ۲۲۲، ۲۲۳۔)

حسین ایفائے عہد

(رقم فرمودہ حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ مدظلہا العالی)

> ایک بچے نے اپنے خدا سے ایک عہد باندھا اس نے کہا میں خدائے قدوس سے یہ عہد کرتا ہوں کہ جس مقصد کے لئے حضرت مسیح موعود مبعوث ہوئے ان کے بعد میں اسی مقصد کی خاطر اسی روح اور جذبہ کے ساتھ آخر دم تک۔ کوشاں رہوں گا ———
> آئیے دیکھئے کہ اس بچے نے اس غیر معمولی عہد کو جو اس نے اپنے قادر و توانا سے کیا کس طرح پورا کیا!

ایک بچہ ملائکہ کے گھیرے میں ایک مقدس و ارفع شخصیت کے پلنگ کے پاس جس کا بے جان جسد مبارک نور کے ہالہ میں لپٹا پڑا تھا۔ آیا اور اس نے معصومانہ انداز میں اس جسد طیب پر ہاتھ رکھتے ہوئے اپنے خدا سے ایک عہد باندھا ——— عہد کیا تھا! وہ عہد یہ تھا کہ اے جانے والی مقدس روح! میں تیرے جسد مبارک کے سامنے کھڑے ہوکر خدائے قدوس سے یہ عہد کرتا ہوں کہ آپ جس مقصد کے لئے مبعوث کئے گئے ——— اب آپ کے بعد میں اس مشن کو اسی روح و جذبہ اور محبت کے ساتھ آخر دم تک پورا کروں گا۔

آپ آئے تھے اللہ تعالیٰ کی بادشاہت کو قائم کرنے۔ آپ آئے تھے اس کے محبوب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی شان کو دوبالا کرنے۔ آپ آئے تھے قرآن کریم کی عزت و عظمت اور اس کی حکومت کو دوبارہ قائم کرنے کے لئے۔ آپ اپنا کام کما حقہ پورا کرچکے ——— اور اب میں اس کے بعد اپنے محبوب حقیقی سے آپ کے جسد مبارک کے سامنے یہ عہد کرتا ہوں کہ اس کام کو میں آخر دم تک نبھاؤں گا۔

اور پھر! اس بچے نے بھیگے ہوئے اشکوں کے ساتھ خدا تعالیٰ سے یوں التجا کی ——— کہ میں کمزور ہوں ——— اس عہد کو نبھانے اس بوجھ کو اٹھانے کی تُو توفیق دے۔ کیونکہ تیری نصرت، رحمت اور فضل کے بغیر یہ عہد کیونکر نبھ سکتا ہے۔

آئیے دیکھیں! کہ اس غیر معمولی بچے نے وہ عہد جو اس نے اپنے قادر خدا سے کیا تھا ——— اس نے کیونکر پورا کیا۔ اور کس طرح پورا کیا!

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال پر ——— اس معصوم بچے کی عمر صرف اور صرف ۱۹ سال تھی۔ یہ عمر کھیل کود کی عمر کہلاتی ہے ——— اس بچے نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جسد اطہر کے پاس کھڑے ہوکر خدا تعالیٰ سے یہ عہد کیا تھا کہ اگر ساری دنیا بھی اس مقصد کو چھوڑ دے جو حضور علیہ السلام کو عزیز تر تھا تو وہ بچہ انشاء اللہ اکیلے ہی اس مقصد کو اپنائے رکھے گا۔

اس نے اس عہد کو نبھایا اور خوب نبھایا۔ یہاں تک کہ اس مقصد کے حصول کے لئے اس نے اپنا سب کچھ قربان کر دیا۔ اپنا مال اپنی اولاد۔ اپنی صحت۔ اپنی جان بھی کچھ اسی مقصد اعلیٰ کے حصول کے لئے لگا دیا۔

بظاہر تو اللہ اور اس کے رسول کو ماننے والے۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے والے بہت تھے لیکن کردار مشرکانہ تھے۔ قولاً شرک سے انکار ضرور تھا لیکن عمل اس کے خلاف تھے۔ خدائے واحد کی مخلوق اپنے خالق پر یہ ظن رکھتی تھی کہ خدا تعالیٰ اپنی مخلوق کو پہلے تو ہمکلامی کا شرف بخشتا تھا ——— اور اپنی ہدایت کے لئے اس نے مامورین بھیجے تھے مگر نبی اکرم محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد اب اس نے یہ سلسلہ بند کر دیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ببانگ دہل پوری تحدی کے ساتھ ——— یہ اعلان فرمایا کہ جب تک دنیا کا سلسلہ جاری و ساری ہے۔ جب تک زمین و آسمان قائم ہیں۔ جب تک چاند اور سورج کا وجود دنیا میں موجود ہے۔ جب تک اس بات کی احتیاج رہے گی۔ کہ خدا تعالیٰ اپنی مخلوق کی ہدایت و رہنمائی فرمائے اس وقت تک وہ ضرور کوئی نہ کوئی رسول ——— کوئی نہ کوئی رہبر بھیجتا رہے گا

ہاں! نئی شریعت اور نئی کتاب لانے والے نبی کی آمد بے شک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وجود پر ختم ہو چکی۔ لیکن تابع شریعت مامور جو سیدنا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوگا۔ وہ آپ کی شریعت کو اپنی صحف میں اسی صورت میں مخلوق خدا کی ہدایت کے لئے پیش کرے گا ——— اس نے اعلان کیا کہ مسیح موعود جس کے آنے کی پیشگوئیاں آج سے کئی سو سال پہلے تمام انبیاء علیہم السلام کر گئے وہ میرا ہی وجود ہے ——— جو دنیا میں توحید کو دوبارہ قائم کرنے۔ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی شان کو دوبالا کرنے۔ قرآن کریم کی عظمت کا سکہ پھر سے مخلوق خدا کے دلوں میں بٹھانے کے لئے آیا ہے۔

پس میں خدا تعالیٰ کی توحید کو قائم کرنے اس کی ہستی کو ہمیشہ زندہ ثابت کرنے اور اس کے متعلق یہ مشرکانہ گمان مٹانے، اور یہ بتانے آیا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے جس طرح پہلے اپنے پیاروں سے ہمکلام ہوا کرتا تھا وہ اب بھی اسی طرح اپنے پیاروں کو اپنی ہمکلامی کا شرف بخشتا رہے گا۔ اور اس ہمکلامی کا یہ سلسلہ ہمیشہ جاری رہے گا

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنا یہ مشن کما حقہ پورا کرکے، خدائی وعدوں کے مطابق اس کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس کے حضور حاضر ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے ذریعے قدرت ثانیہ قائم کردی تاکہ آپ کی جماعت آپ کے مشن کو پورا کرنے کے لئے سرگرم عمل رہے۔

یہ معصوم بچہ ——— پسر موعود فضل عمر

اپنے پاکیزہ عہد کے ایفاء کے لئے اُٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ اس نے اعلائے کلمۃ الحق پہنچانے کے لئے اور توحید باری تعالیٰ کے جھنڈے کو چار دانگ عالم میں گاڑنے کے لئے خدائی سپاہیوں کی فوج تیار کی انہیں روحانی ہتھیاروں سے لیس کیا اور ان کو دنیا کے گوشے گوشے میں پھیلا دیا تاکہ وہ ان ہتھیاروں سے کفر کی جڑیں اکھاڑ کر وہاں توحید کے پرچم لہرا دیں۔

اس نے توحید کو قائم کرنے کے لئے اندرون پاکستان کے علاوہ بیرون پاکستان بھی مبلغ بھجوائے۔ پھر یورپ میں بھی مبلغ بھیجے جو دجالیت و کفر کا گڑھ ہے۔ باوجود نامساعد حالات کے، باوجود خوفناک اور خطرناک حالات کے آپ نے خدائے واحد کے ترانے گانے کے لئے جگہ جگہ خدا کے گھر تعمیر کروائے وہاں — جہاں ناقوس کی بے ہنگم آواز دلوں کو دہلا دیا کرتی تھی اب پانچوں وقت لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ کی صدا گونجتی ہے جو دلوں کو مسخر کرتی چلی جاتی ہے افریقہ کے تپتے ہوئے صحراؤں سے لے کر یورپ و امریکہ کے شاہی ایوانوں تک میں اسلام کا پیغام پہنچا اور صدائے اللّٰہ اکبر بلند ہوئی۔

وہ قلوب جو مدت سے مردہ ہو چکے تھے انہیں اسلام کے آبِ حیات سے سیراب کیا گیا۔ اللّٰہ اکبر کے نعروں سے تثلیث و الحاد کے بتوں کو چکنا چور کر کے نورِ اسلام کی شمعیں روشن کی گئیں، دنیا کے کونے کونے تک خانہ ہائے خدا کی تعمیر ہوتی چلی گئی۔ تا ان ممالک میں اس حقیقی آقا اور اس کے حبیبؐ کا نام بلند ہو۔

یہاں تک کہ اس ذہین و فہیم بچے کے متعلق دشمنوں نے بھی یہ اعتراف کیا کہ یہ بچہ اگرچہ دنیاوی لحاظ سے اعلیٰ تعلیم کا حامل نہیں مگر اس سے انکار نہیں کہ وہ دنیا بھر کے علوم و فنون پر حاوی ہے اور [illegible]۔

دقیق ترین انجیلی عقیدوں کو اپنی فہم و فراست سے اس طرح سلجھایا کہ عقل انسانی دنگ رہ گئی۔ ایسے معرکے سر انجام دئے کہ تثلیث و دہریت کے نرغہ میں گھری ہوئی انسانیت نے بھی تسلیم کر لیا کہ یہ وجود غیر معمولی ہے۔

افریقہ، یورپ، اور امریکہ میں بیسیوں مشن اور مساجد۔ اس کا ثبوت پیش کر رہے ہیں اور مزید بن رہے ہیں اور انشاء اللّٰہ یہ گھر بنتے ہی چلے جائیں گے

تمام دنیا کے مسلمان حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللّٰہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتے ہیں اور بظاہر حضورؐ کے ساتھ عشق کا دعوٰے کرتے ہیں

مگر حالت یہ ہوتا ہے کہ ان میں سے اکثر کبھی بھول کر آنحضرتؐ کے فرمان پر عمل نہیں کرتے۔ نہ عمل کرتے ہیں اور نہ ہی خدا تعالیٰ کے اس کلام پر کبھی تدبر کرتے ہیں۔ اکثریت کا یہ حال ہے کہ قرآن کریم پر عمل درآمد تو الگ رہا قرآن کریم ناظرہ سے واقفیت نہیں رکھتے

نبی اکرم حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللّٰہ علیہ وسلم سے محبت رکھنے والوں کا اولین فرض ہونا چاہیئے تھا کہ وہ آپ کے اقوال۔ آپ کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرتے۔ فسق و فجور چھوڑتے، شرک چھوڑتے توحید پر ایمان کامل رکھتے ہوئے اس پر قائم رہتے مگر انہوں نے کیا تو یہی کیا کہ آنحضرتؐ کے رتبہ اور آپ کے مقام کو گھٹانے کی عملاً کوشش کی۔ کس طرح؟

اپنے خود ساختہ غلط عقیدہ کی وجہ سے قرآن کی آیات کے غلط معنی اور غلط مفہوم سمجھنے کی وجہ سے — یا عیسٰی انّی متوفیک
...... واذ قال اللّٰہ یعیسٰی
ابن مریم انت قلت للناس ......
ما قلت لھم الا ما امرتنی ......
فلما توفیتنی کنت انت الرقیب ......
علیٰ شیءٍ شھید ......
کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام آسمان پر اسی جسم عنصری کے ساتھ زندہ موجود ہیں اور ایک وقت آئے گا کہ پھر ان کا نزول اس سرزمین پر اسی خاکی وجود کے ساتھ ہوگا۔

اب یہ عقیدہ اور اعلان خدائی قانون سنت اور کلام الٰہی کی تعلیم کے خلاف ہے اور یہ آنحضرتؐ کی شان کی ہتک ہے۔ وہ جو دو جہانوں کا بادشاہ ہے اس کے لئے تو خدا تعالیٰ نے اسی قسم کی موت جو عام مخلوق کے لئے رکھی ہے وہ مقرر کر دی ہے مگر حضرت عیسٰے علیہ السلام کو زندہ آسمان پر جسم عنصری کے ساتھ بٹھا دیا۔ جب قرآنی آیات و تعلیم اور احادیث کے ذریعے صحیح عقیدہ بتایا گیا تو پھر یہی لوگ الٹے معترض ہوئے اور خدا تعالیٰ کے ان برگزیدہ اور موعود شخصیتوں کو الزام دینے لگے کہ نعوذ باللّٰہ انہوں نے آنحضرت صلے اللّٰہ علیہ وسلم کے رتبہ کو گھٹایا ہے ان۔ اُن معصوم و برگزیدہ شخصیتوں پر الزام عائد کیا جو محمد مصطفےٰ صلے اللّٰہ علیہ وسلم کے عشق میں مخمور ہو کر یہ کہتے ہیں

بعد از خدا بعشقِ محمدؐ مخمرم
گر کفر این بود بخدا سخت کافرم
(مسیح موعودؑ)

(۲) مجھے اس بات پر ہے فخر محمود
مرا معشوق محبوب خدا ہے
تو جاں کے نام پر قربان سب کچھ
کہ وہ شاہنشہِ ہر دو سرا ہے
اسی سے میرا دل پاتا ہے تسکین
وہی آرام میری روح کا ہے
خدا کو اس سے مل کر ہم نے پایا
وہی اک راہ دیں کا رہنما ہے
(مصلح موعودؓ)

معترضین کے اس قسم کے اعتراضات کے جواب میں حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں

"نادان انسان ہم پر الزام لگاتا ہے کہ مسیح موعود علیہ السلام کو نبی مان کر گویا ہم آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی ہتک کرتے ہیں۔ اسے کسی کے دل کا احساس کیا معلوم! اسے اس محبت و پیار اور عشق کا کیا علم جو کس طرح ہو جو میرے دل کے ہر گوشہ میں محمد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے لئے ہے۔ وہ کیا جانے! کہ محمدؐ کی محبت میرے دل میں کس طرح سرایت کر گئی ہے۔ وہ میری جان ہے، میرا دل ہے، میری مراد ہے، میرا مطلوب ہے اس کی غلامی میرے لئے عزت کا باعث ہے اس کی کفش برداری مجھے تخت شاہی سے بڑھ کر معلوم دیتی ہے۔ اس کے گھر کی جاروب کشی کے مقابلہ میں بادشاہتِ ہفت اقلیم ہیچ ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کا پیارا ہے۔ پھر میں کیوں نہ اسے پیار کروں وہ اللّٰہ تعالیٰ کا محبوب ہے پھر میں کیوں اس سے محبت نہ کروں۔ وہ خدا تعالیٰ کا مقرب ہے پھر میں کیوں اس کا قرب تلاش نہ کروں"

یہ عشقِ محمدؐ ہی تھا جس کے لئے عیسائیت اور دجالیت سے ٹکر لی اور کسرِ صلیب کا بیڑا اٹھایا۔ تاکہ محمد مصطفےٰؐ کے مقام اور آپ کی شان کو دوبالا کیا جائے اسی کے لئے آپ کی تقریریں، تحریریں خطبات اور منظوم لٹریچر بھرا پڑا ہے۔

بفضلہ تعالیٰ ان تمام پاک روحوں نے جنہیں حق کی تلاش و جستجو تھی۔ آپ کے ارشادات کو سنا اور ان پر غور کیا اور آخر اپنے اس غلط عقیدہ کا اعتراف کرتے ہوئے تسلیم کر لیا کہ ان کا یہ بیجا عقیدہ دراصل خدائی قانون قدرت کے اور محمد مصطفےٰ صلے اللّٰہ علیہ وسلم کے مقام و عظمت کے خلاف ہے۔

آپ نے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی شان کو بلند کرنے کی کوشش میں ساری دنیا کی دشمنی مول لی جس کی وجہ سے آپ پر قاتلانہ حملے تک کئے گئے اور آپ کا خون بہایا گیا۔ لیکن پسر موعود ان تمام دکھوں اور آلام سے لاپرواہ ہو کر محمد مصطفےٰ کی شان کو بلند کرنے کے لئے مسلسل جدوجہد کرتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ اس نام کو بلند کرنے کے لئے یورپی ممالک میں ایسے مشن قائم کئے جنہوں نے مادیت پرست دنیا میں محمد صلعم کے فدائی پیدا کر دیئے۔

کتنا حسین اور کس قدر شاندار تھا
تیرا عہد!

اس نے قرآن کریم کی عزت و عظمت کو قائم کرنے کا بیڑا اٹھایا۔ خدا کے کلام کو ساری دنیا میں پھیلانے اور تمام مخلوق خدا کو اس کلام سے روشناس کرنے کے لئے۔ آپ نے مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم کروائے۔ جو کم از کم ایک درجن زبانوں پر مشتمل ہیں۔ ان زبانوں میں انگلش۔ ڈچ۔ جرمن۔ انڈونیشی سواحیلی وغیرہ شامل ہیں۔ پھر قرآن کریم کی تفاسیر لکھیں۔ تفسیر کبیر و صغیر و معرکۃ الآراء تفاسیر ہیں کہ مخالف بھی خدا تعالیٰ کی راہ میں آپ کی جدوجہد کا لوہا مان گئے۔

مگر معترضین! اپنی فرسودہ عادت کے مطابق [illegible] قدم قدم پر اعتراض کرتے رہے تنقید ہوتی رہی لیکن اس اولوالعزم کے پائے ثبات میں ذرا بھی لغزش نہ آئی۔ وہ اپنے مشن میں تن من دھن سے برابر کوشاں رہے۔

پسر موعود کا مرسلہ اس امر کے لئے وقف تھا کہ قرآن کریم جو خدائے عزوجل کا کلام ہے۔ اس کا نور اکناف عالم میں پھیلے اور پھیلتا چلا جائے۔ اور اس صفحہ ہستی پر کوئی بھی قلب سلیم اس کے نور سے محروم نہ رہے

آپ نے اس نور آسمانی، اس نعمتِ عظمیٰ کو ایک درجن سے زائد زبانوں میں ترجمہ کروا کر بنی نوع انسان کی فلاح و بہبود کے لئے دنیا کے ہر کونے میں پہنچایا۔

آپ کی دوربین اور متجسس نگاہوں نے دنیا کے ہر اس گوشے کا جائزہ لے لیا جہاں کی پیاسی روحیں اس نور کے چشمہ کے لئے

جان جب تھیں، آپ نے ان تمام کوششوں سے اپنے مبلغین بھجوائے تا اسلام کا سورج اپنی پوری آب و تاب سے چمکے۔ اور محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم کے نام لیوا پیدا ہوتے رہیں۔

آپ نے قرآن کریم کی عظمت کو پھر سے قائم کرنے کے لئے تفسیر لکھ کر جس انبار سے علوم روحانی کا دریا بہایا اس سے کون واقف نہیں! ان علوم کو دیکھ کر عقل انسانی یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہو جاتی ہے کہ یہ علوم محض اور محض خدا تعالیٰ نے خود آپ پر روشن کئے۔ قرآن کریم کے دقیق ترین مسائل کو جس خوبی سے آپ نے حل کیا اس کا اعتراف بڑے بڑے علماء کو بھی کرنا پڑا۔

اے ایفائے عہد کے شمل بکسیاں!

تو نے جو عہد کیا تھا اسے کس قدر احسن طریق سے پورا کیا۔ تو نے اپنی زندگی کا ہر لمحہ خدا تعالیٰ کے نام کو بلند کرنے۔ محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے رتبے کی عظمت کو منوانے اور خدا کے کلام۔ قرآن حکیم کی عظمت کو قائم کرنے میں وقف رکھا۔ تیری تمام زندگی پر نظر ڈالی جائے تو تیری زندگی کا ہر ثانیہ دین محمد کی سربلندی کے لئے معروف کار نظر آتا ہے۔

اندرونی تنظیم کا قیام، درس قرآن غیر ممالک میں مشنوں کا قیام، یورپی ممالک میں تبلیغی سرگرمیاں ارتداد کے فتنہ کا سدباب مساجد کی تعمیر۔ تحریک جدید کا آغاز۔ انصاراللہ کا قیام۔ سکولوں کالجوں کا قیام اور خود ربوہ کا وجود۔ یہ تمام کے تمام ایک ہی طرح ایک ہی جذبہ کے تحت قائم کئے گئے۔ جن کے ذریعہ ہر عہد سے لپٹے ہوئے عہد۔ ہاں! حسین عہد کو پیدا کرنے کا مظاہرہ کیا۔

آپ کا دل تو تمام بنی نوع انسان کے لئے ہر وقت درد مند رہتا تھا۔ آپ نے تمام مخلوق خدا کی بہبودی کے لئے اپنے رات دن وقف رکھے۔ مسلم لیگ کے مقاصد کی تائید آپ نے کی۔ قیام پاکستان کے لئے آپ نے رات دن کام کیا۔ اور اس کے حصول کے لئے کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ تحریک آزادی کشمیر میں نمایاں کامیابی کا سہرا آپ کے سر ہے۔ آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی صدارت کے فرائض سرانجام دیئے۔ شدھی کی تحریک جس میں آریہ سماجیوں نے مسلمانوں کو ہندو بنانا شروع کر دیا تھا اسے کچلا۔

آپ کا وجود ساری دنیا کے لئے ابر کرم تھا اور صنف نازک کے لئے یہ وجود تو خاص ابر کرم ثابت ہوا۔ آپ نے اس کے لئے حقوق وراثت قائم کروائے اسے سوسائٹی میں جگہ دی اس کی تعلیم و تربیت ضروری قرار دی۔

آپ نے ہر موقعے پر اس کی بہبودی تربیت و اصلاح کی نگرانی کی۔ آپ کی خواہش تھی کہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ میں بھی قرون اولیٰ کی سی مثالی خواتین جنم لیں۔ جو اپنے اندر اسلام کے لئے سچی تڑپ۔ دینی محبت دینی روح۔ سچی جذبہ رکھنے والی ہوں۔ وہ سادگی کا مرقع۔ قرآن کریم کی عاشق زار توحید کی پرستار۔ محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی عاشق صادق۔ مسیح موعود علیہ السلام کی جان نثار۔ اور امام وقت کی اطاعت گزار ہوں۔ وہ بہادر۔ دلیر محب وطن۔ اور دین محمد کے لئے سخت غیرت رکھنے والی ہوں۔ وہ ایسی مرد اور ایسے باسعل کو جنم دینے والی ہوں جو لوائے احمدیت کو اٹھائے جارالعلیم جارالمسیح کا ڈنکا بجاتے ہوئے تمام ربع ملکوں پر حاوی ہو جائیں۔ وہ جئیں تو اسلام کے لئے۔ مریں تو اسلام کے لئے۔

خواتین کی تعلیم و تربیت آپ کے نزدیک بہت لازمی تھی۔ آپ فرماتے تھے کہ عورت کی تعلیم و تربیت کے بغیر تنہا مرد کی کوششیں بار آور نہیں ہو سکتیں اس لئے اسی ضمن میں خواتین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

"حقیقت یہی ہے کہ عورتوں کی تعلیم کے بغیر کام نہیں چل سکتا۔ مجھے خدا تعالیٰ نے الہاماً فرمایا کہ اگر پچاس فیصدی عورتوں کی اصلاح کرلو تو اسلام کو ترقی حاصل ہو جائے۔ گویا خدا تعالیٰ نے اسلام کی ترقی کو تمہاری اصلاح کے ساتھ وابستہ کر دیا ہے۔ جب تک تم اپنی اصلاح نہ کرلو ہمارے مبلغین خواہ کچھ کریں کوئی فائدہ نہ ہوگا"

(تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۴۴ء)

آپ نے عورتوں کی اصلاح کے لئے لجنہ کی تنظیم قائم کی جس کی بدولت کئی ناخواندہ بے بس بیگانہ خواتین نے تعلیمی۔ تنظیمی۔ مالی۔ تربیتی میدانوں میں حیرت انگیز ترقی کی۔ انہوں نے تھوڑے ہی عرصہ میں اسلام کی ترقی کے لئے ایسی عظیم۔ انفرادی و اجتماعی قربانیوں کا مظاہرہ کیا جو قرون اولیٰ کی یاد کو تازہ کر دیتا ہے۔

۱۵ دسمبر ۱۹۲۲ء کو تنظیم لجنہ کو وجود میں لایا گیا۔ ابتداء میں یہ تنظیم چند ممبرات پر مشتمل تھی۔ جس کی صدارت حضرت ام المؤمنینؓ نے فرمائی۔ اور پھر یہ چھوٹی سی محدود تنظیم اس حد تک پھیلی اور پھولی کہ اس کی شاخیں برصغیر پاک و ہند کی حدود سے تجاوز کرتے ہوئے لندن۔ امریکہ۔ مشرقی افریقہ۔ مغربی افریقہ۔ جرمنی۔ ہالینڈ۔ ماریشس۔ ایڈنبرو۔ انڈونیشیا ملایا اور دیگر ان تمام ملکوں تک بھی جا پہنچیں جہاں جہاں پر احمدیت قائم ہے۔

ابتدا میں تعلیم عام نہ تھی۔ عورتوں کی حالت اس میدان میں ناگفتہ بہ تھی لیکن جب تعلیم عام ہوئی تو وہ افسوسناک حد تک مغربیت کے رنگ میں رنگین تھی جو کہ روحانیت کے لئے سم قاتل اور دین سے بیگانہ کر دینے والی تھی۔ حضرت مصلح موعود تعلیم نسواں کے حامی دل سے یہ چاہتے تھے کہ جماعت کی خواتین میں سے کوئی بھی غیر تعلیم یافتہ نہ ہو مگر آپ تعلیم۔ دینی و دنیوی دونوں ہی ساتھ ساتھ چاہتے تھے کیونکہ آپ نے جس راہ پر اپنی جماعت کو گامزن کیا تھا اس کے لئے یہ ضروری تھا کہ دونوں قسم کی تعلیم ایک دوسری کے بغیر نامکمل ادھوری ناقص اور بے فائدہ محض تھیں چنانچہ اس نظریہ کے تحت آپ نے فرمایا کہ زیادہ سے زیادہ تعلیمی ادارے ہندوستان پاکستان اور بیرون پاکستان کھولے جائیں۔ قادیان میں مڈل سکول نصرت گرلز ہائی سکول، مدرسۃ الخواتین احمدیہ گرلز سکول سیالکوٹ۔ اس نظریہ کی جیتی جاگتی تصویر ہیں۔ پھر پارٹیشن کے بعد ربوہ میں نصرت گرلز ہائی سکول۔ مڈل سکول۔ جامعہ نصرت فضل عمر جونیئر ماڈل سکول۔ نصرت انڈسٹریل سکول۔ جاری کئے گئے۔ علاوہ ان کے مختلف گاؤں میں بھی تعلیمی ادارے کھولے گئے۔ گھٹیالیاں۔ بلال پور۔ منگلا وغیرہ۔ جو لجنہ کے زیر انتظام چل رہے ہیں۔

احمدی خواتین کی بہبودی کے لئے علمی ادبی۔ مذہبی جریدے کا اجراء بھی کیا۔ مثلاً مصباح جو ۱۹۲۶ء میں جاری ہوا پھر دینی معلومات کے لئے ۱۹۳۳ء میں خواتین کے لئے الگ "امۃ الحی لائبریری" کا قیام کیا۔ تربیتی کلاسز کا اجراء کیا گیا۔

اس ساری جدوجہد کی غرض کیا تھی! اس کے اندر وہ کون سا جذبہ وہ کونسی روح کارفرما تھی جس کے لئے یہ سب کچھ کیا گیا۔ وہ یہی جذبۂ عشق الٰہی، عشق رسول اور عشق کلام الٰہی تھا۔ آپ اس عشق کو اپنے تک محدود رکھنا نہیں چاہتے تھے۔ آپ اسی حقیقی عشق کی آگ ساری مخلوق خدا کے دل میں لگانا اپنا مقصد اولیٰ سمجھتے تھے۔ ساری مخلوق خدا تک توحید کا پیغام پہنچایا۔ تا سعید روحیں اس روحانی چشمہ سے سیراب ہونے سے محروم نہ رہ جائیں۔

نتیجہ یہ ہوا کہ آپ کی شبانہ روز تگ و دو جس کے ساتھ آپ نے اپنی صبح اپنی جان کو بھی پگھلا کر رکھ دیا۔ آخر رنگ لائی خواتین میں بھی وہ روح پیدا ہوئی کہ انہوں نے مردوں کے ساتھ مل کر ہر جہاد و قربانی میں آگے بڑھ کر حصہ لیا مساجد برلن۔ ہالینڈ۔ ڈنمارک۔ لندن یہ تمام انہی خواتین کی قربانیوں کے عظیم نشان ہیں۔ وہ ہر قسم کی مالی تحریکوں میں مردوں کے دوش بدوش حصہ لیتی ہیں۔ خواتین کے بھی اسٹیج پر سالانہ اجتماعات، شوریٰ وغیرہ ہوتی ہیں جو انتظام کے لحاظ سے کسی سے کم نہیں۔

آپ نے فرمایا عورت قوم کا لازمی جزو ہے اگر قوم کے اس لازمی جزو کی صحیح معنوں میں تعلیم و تربیت کی جائے تو قوم یقیناً بلند کردار ہوگی۔ کیونکہ قوم کے نونہالوں کی باگ ڈور اسی لازمی جزو کے ہاتھ میں ہے چنانچہ آپ نے خدا تعالیٰ سے یہ خبر پاکر فرمایا کہ

"اسلامی فتوحات جو آئندہ آنے والی ہیں ان میں عورتوں کی اصلاح کا بڑا دخل ہے اگر پچاس فی صدی عورتوں کی اصلاح ہو جائے تو ترقی اسلام کے سامان ہو جائیں گے"

آپ نے قوم کے اسی لازمی جزو یعنی خواتین کی تعلیم و تربیت پر خاص توجہ دی۔ جس کے نتیجہ میں آج ہم تقریباً ہر احمدی بچی اور ہر احمدی عورت کو مقابلہ دوسروں کے اس میدان میں معیاری حیثیت میں دیکھ رہے ہیں۔

اے مقدس و مطہر روح! تجھ پر ہزاروں سلام اور ہزاروں رحمتیں! تو نے اپنے حسین عہد کو خوب نبھایا۔ تو نے روئے زمین پر اس محبوب حقیقی کے عشق کی آگ لگا دی۔ تو نے اس محبوب خدا کا نام بلند کر دیا تو نے اس کے حبیب کی شان کو دوبالا کر کے چھوڑا تو نے قرآن کریم کی عظمت کا سکہ منوا ڈالا۔

تیرے اسی بے مثل گفتار و کردار کو دیکھتے ہوئے غیر از جماعت احباب بھی بے ساختہ کہہ اٹھے ...

گزشتہ نصف صدی کے دوران علم و فضل سے کر تبلیغ و اشاعت کے نظام تک اور مزید براں سیاسی قیادت تک مسلک و ملک کا شاید ہی کوئی ایسا شعبہ ہوگا جس پر آپ کے منفردانہ اثر کا گہرا نقش نہ ہو۔ دنیا بھر میں پھیلا ہوا اسلامی مشنوں کا جال اطراف و جوانب میں تعمیر ہونے والی مساجد اور عرصہ دراز سے قائم شدہ عیسائی مشنوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے والی تبلیغ اسلام کا افریقہ میں وسیع و عمیق نفوذ، یہ وہ کارہائے نمایاں ہیں جو آپ کی تخلیقی منفرد نابغہ تنظیمی صلاحیت اور انتھک جدوجہد کے حق میں ایک مستقل پائیدار یادگار کی حیثیت رکھتے ہیں۔ آپ علوم و فنون پر حاوی ایک نابغہ روزگار وجود اور بے پناہ قوت عمل سے مالامال تھے"

اے اسلام کے اُس جلیل جرنیل جس کی تڑپ ہوتی آرزو صرف اور صرف یہ تھی کہ اسلام کا پرچم تمام دنیا پر لہرا جائے۔ تو اپنا مشن پورا کرکے اپنے سے کئے ہوئے حسین وعدہ کے مطابق اپنے مالک حقیقی کے حضور پہنچ گیا۔

اے خدا کے نور! جس نے زمین کے کناروں تک شہرت پائی۔ وہ نور جس سے دنیا کی قوموں نے برکت پائی۔ تو فی الحقیقت مجسم رحمت تھا۔ تو نے ہمارے لئے علم و عرفان کا ایک ذخیرہ چھوڑا جو ختم ہونے والا نہیں۔

اے ہمیشہ کے لئے بچھڑ جانے والے مقدس وجود! تجھ پر سلام۔ تو نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جد اطہر پر خدا تعالیٰ نے جو عہد باندھا اس کا ایفا کس خوبصورتی سے کیا۔ تو

مَنْ اَسْلَمَ وَجْھَہٗ لِلّٰہِ
وَھُوَ مُحْسِنٌ

کا زندہ نشان تھا۔ تو اللہ تعالیٰ کی قدرت و رحمت کا نشان تھا۔ تیرے ذریعہ خدا تعالیٰ کی قدرت جلوہ گر ہوئی۔ اور تمام دنیا نے اس کی رحمت و قربت سے حصہ پایا۔ تو کامیاب و کامران ہو کر اسی کے حضور اسی کی ہی آواز پر لبیک کہتے ہوئے حاضر ہو گیا۔

اسلام ہی زندہ مذہب ہے

بقیہ صفحہ ۱۲

اس مذہب میں خدا تعالیٰ کی نسبت کیا تعلیم ہے۔ اس کی توحید۔ قدرت علم۔ کمال رحمت سزا وغیرہ کے متعلق کیا بیان کیا گیا ہے اور انسانوں کے آپس کے حقوق کے متعلق کیا تعلیم ہے۔ پہلی کتب نے توحید کو بالکل سطحی بیان کیا ہے انجیل میں توحید کا نشان ہی نہیں ملتا لیکن قرآن مجید پڑھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ شرک کے خلاف ایک شمشیر براں ہے کہ شرک کی جڑیں کاٹ کر پھینک دیں۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت اس کی قدرت اس کی صفات کے متعلق جو تعلیم قرآن نے دی ہے اس کا ہزارواں بلکہ کروڑواں حصہ بھی دوسری کتب میں نظر نہیں آتا۔ شریعت کے دوسرے پہلو حقوق العباد کو دیکھتے ہیں تو تورات کی تعلیم بڑی سخت ہے دانت کے بدلے دانت اور آنکھ کے بدلے آنکھ۔ انجیل کی تعلیم دیکھو تو نرمی کی حد سے زیادہ مزید ہے کہ ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسرا بھی پیش کردو۔ الفاظ بظاہر خوبصورت ہیں لیکن قابل عمل نہیں۔ لیکن قرآن مجید کی تعلیم ہر قسم پر اعتدال کو مدنظر رکھتی ہے خدا تعالیٰ کے قانون قدرت کے خلاف نہیں۔ تورات اور انجیل کے برعکس قرآن مجید فرماتا ہے

جَزٰٓؤُا سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ
مِّثْلُھَا فَمَنْ عَفَا
وَاَصْلَحَ فَاَجْرُہٗ
عَلَی اللّٰہِ

اگر تمہیں کسی سے تکلیف پہنچے اور سزا دینا ضروری ہو تو اتنی ہی سزا دے سکتے ہو جتنی تمہیں پہنچی ہے زیادہ نہیں لیکن اگر اپنے بھائی کا قصور معاف کردو تو اس کا اجر خدا کی طرف سے ملے گا اور تمہارا یہ فعل اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا موجب ہوگا۔

قرآن کریم کی چار خاص خوبیاں

قرآن مجید کی چار عظیم الشان خوبیاں ایسی ہیں جو پہلی کتب میں نہیں پائی جاتیں۔ قرآن کریم کی تعلیم عالمگیر ہے مکمل ہے مدلل ہے اور آسان ہے وہ اپنا ہر دعویٰ دلیل کے ساتھ پیش فرماتا ہے اور دلیل کے لئے کسی اور کا محتاج نہیں جیسا کہ فرماتا ہے

ھُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ
مِّنَ الْھُدٰی وَالْفُرْقَانِ

کہ قرآن مجید صرف ہدایت ہی نہیں بلکہ ہدایت کا راستہ دکھانے کے ساتھ واضح دلائل بھی دیتا ہے غرض قرآن اپنے دعویٰ کے مطابق

ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْہِ

ہر قسم کے شک اور نقص سے پاک ہے ہر قسم کی تعلیم اس میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ کی معرفت کے متعلق، ملائکہ کے متعلق انسانی حقوق کے متعلق، اخلاقی تعلیم حکومت کے فرائض حکومتوں کے آپس کے تعلقات کے متعلق ما بعد الموت زندگی کے متعلق غرض زندگی کا کوئی شعبہ نہیں جس کے متعلق اصول ہدایات قرآن میں موجود نہ ہوں غرض قرآن مجید ایک ایسا مکمل ضابطہ حیات ہے جس پر عمل کرنے سے ایک طرف انسان اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرسکتا ہے اور دوسری طرف اس کے احکام پر عمل کرنے سے ایک مثالی معاشرہ دنیا میں قائم ہو سکتا ہے۔ قرآن جیسی کامل تعلیم کسی مذہب نے پیش نہیں کی اور نہ ہی پیش کرنا ممکن ہے۔ قرآن مجید چودہ سو سال سے یہ چیلنج ساری دنیا اور سارے مذاہب کو دے رہا ہے کہ

اِنْ کُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا
نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَاْتُوْا
بِسُوْرَۃٍ مِّنْ مِّثْلِہٖ وَادْعُوْا
شُھَدَآءَکُمْ مِّنْ دُوْنِ
اللّٰہِ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ

یہ چیلنج ہی قرآن مجید کے زندہ کتاب ہونے کا سب سے بڑا ثبوت ہے چیلنج آج بھی قائم ہے اور کسی کو مقابلہ پر آنے کی جرأت نہ ہوئی اور نہ ہو سکتی ہے کلام الٰہی کا مقابلہ کون کر سکتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام قرآن کریم کے متعلق فرماتے ہیں:

"تم ہوشیار رہو اور خدا کی تعلیم اور قرآن کی ہدایت کے برخلاف ایک قدم بھی نہ اٹھاؤ۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں اور باقی سب اس کے ظل تھے سو تم قرآن کو تدبر سے پڑھو اور اس سے بہت ہی پیار کرو ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو کیونکہ جیسا کہ خدا نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا

اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْاٰنِ

تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں یہی بات سچ ہے افسوس ان لوگوں پر جو کسی اور چیز کو اس پر مقدم رکھتے ہیں تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے۔"

(کشتی نوح)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قرآن سے محبت ان اشعار سے بھی ظاہر ہوتی ہے۔

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

اور

جمال و حسن قرآں نور جان ہر مسلماں ہے!
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

قرآن کریم پڑھنا اور اس پر عمل کرنا فرض ہے

لیکن افسوس کہ جو کتاب ہمیں نجات کا راستہ دکھاتی ہے جو کتاب ہمارے لئے مکمل ضابطہ حیات ہے ہماری ہر الجھن کا حل جس میں موجود ہے اس کی طرف سے مسلمان اتنے غافل ہیں کہ اس زمانہ میں جب کہ تعلیم عام ہے ہر قسم کا علم حاصل کیا جا رہا ہے تو جہالت اگر ہے تو قرآن کی طرف سے اور پھر جو قرآن پڑھتے بھی ہیں وہ قرآن مجید کی تعلیم اور احکام کی صریحاً خلاف ورزی کرتے ہیں۔ اور یہ سمجھتے ہیں کہ یہ تعلیم وقتی تھی اب اس پر عمل کرنا ضروری نہیں حالانکہ قرآن زندہ کتاب ہے اس کی تعلیم دائمی ہے اس کی برکات دائمی ہیں۔ جب بھی دنیا کو کوئی مشکل پیش آئے گی اس کا حل قرآن سے ہی نکلے گا۔ ہماری جماعت کے ہر فرد کو

بہترین مال ۔ شیخ جنرل سٹور بالمقابل ایوان محمود گول بازار ربوہ ۔ بارعایت دام

قرآن مجید کا ترجمہ سیکھنا چاہئے۔ یاد رہے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ

قرآن پر عبور، تدبر کرنے اور اس کے معارف سے آگاہ ہونے کے لئے خود پاک ہونے کی ضرورت ہے دل پاک ہو خیالات پاک ہوں تب قرآن مجید کی گہرائیوں میں غوطہ لگانے کے قابل ہو سکتا ہے اور اس کے حقائق سے حصہ پا سکتا ہے۔ قرآن مجید کا معجزہ سب سے بڑا معجزہ ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا گیا جس نے دنیا میں ایک انقلاب عظیم برپا کر دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو عطا فرمایا گیا جس نے دنیا میں ایک انقلاب عظیم برپا کر دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ اپنی کتاب ازالہ اوہام میں تحریر فرماتے ہیں :۔ "جاننا چاہئیے کہ کھلا کھلا اعجاز قرآن شریف کا جو ہر ایک قوم اور ہر ایک اہل زبان پر روشن ہو سکتا ہے جس کو پیش کر کے ہر ایک ملک کے آدمی کو خواہ ہندی ہو یا پارسی یا یورپین یا امریکن یا کسی اور ملک کا ہو ملزم و ساکت و لاجواب کر سکتے ہیں وہ غیر محدود معارف و حقائق و علوم حکمیہ قرآنیہ ہیں جو ہر زمانہ میں اس زمانہ کی حاجت کے موافق کھلتے جاتے ہیں اور ہر ایک زمانہ کے خیالات کا مقابلہ کرنے کے لئے مسلح سپاہیوں کی طرح کھڑے ہیں۔ اگر قرآن شریف اپنے حقائق و دقائق کے لحاظ سے ایک محدود چیز ہوتی تو ہرگز وہ معجزہ تامہ نہ ٹھہر سکتا فقط بلاغت و فصاحت ایسا امر نہیں ہے جس کی اعجازی کیفیت ہر ایک خواندہ ناخواندہ کو معلوم ہو جائے کھلا کھلا اعجاز اس کا تو یہی ہے کہ وہ غیر محدود معارف و دقائق اپنے اندر رکھتا ہے جو شخص قرآن شریف کے اس اعجاز کو نہیں مانتا وہ علم قرآن سے سخت بے نصیب ہے۔"

(ازالہ اوہام ص ۱۵۵)

اس حقیقت سے تو کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ اسلام زندہ مذہب ہے اس کے اصول زندگی بخش اس کی تعلیم آب بقا۔ لیکن اس پر عمل نہ کرنے کے باعث مسلمان اپنی شان و شوکت کھو بیٹھے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا تھا

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا

لیکن مسلمانوں نے جب سے اللہ تعالیٰ کی اس نصیحت کو بھلا دیا۔ غیر اقوام کا ان پر غلبہ ہو گیا۔ الحمد للہ کہ آج تمام مسلمانوں میں یہ احساس پیدا ہو چکا ہے کہ جب تک وہ متحد نہ ہوں گے ان کا ایک مرکز نہ ہوگا ایک امام نہ ہوگا وہ کھوئی ہوئی شان و شوکت مل نہیں سکتی۔ ہمارے اخبارات بھی وقتاً فوقتاً اس رائے کا اظہار کرتے رہتے ہیں ابھی حال ہی میں ایک شاعر کی دل کی گہرائیوں سے نکلی ہوئی نظم ایک رسالہ میں میں نے پڑھی۔ لیکن افسوس بھی ہوا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے نور سورج طلوع ہو چکا ہے اب جان بوجھ کر کوئی آنکھیں بند کرے یا دھوپ دیکھ کر بھی اندھیرا کہے تو اس کا کیا علاج وہ شعر یہ ہیں۔

شق ہے زندوں پہ اور انصار دیں بھی چھپ گئے
ہے ہلال کا دور ابرار دیں ناپید ہیں
ذہن پہ چھایا ہے ابتک علم مغرب کا اثر
فلسفہ کا زور ہے افکار دیں ناپید ہیں
کاش کوئی ہادی برحق ہو ظاہر غیب سے
اتنی تاریکی ہے کہ انوار دیں ناپید ہیں
ہر طرف پھیلا ہوا ہے جوش طغیانی و فساد
کفر کہتا ہے کہ اب اسرار دیں ناپید ہیں

کاش ان اشعار لکھنے والے پر یہ حقیقت کھل جائے کہ ہادی برحق نے تو تیرہ سو سال پہلے ہی خبر دے دی تھی کہ تین صدیوں کے بعد فیج اعوج کا زمانہ آئے گا ہر طرف فساد ہی فساد ہو گا۔ اور پھر آیت استخلاف کے مطابق اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق اس فساد کو دور کرنے کے لئے ایک مصلح آئے گا جس کے ذریعہ لوگوں کی روحانی اور اخلاقی حالتوں میں اسی طرح انقلاب آجائے گا جس طرح عرب کے وحشیوں میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے عظیم الشان تبدیلی پیدا ہوئی۔

خدا کے فرستادوں کی پہچان

خدا کے فرستادوں کی پہچان کوئی مشکل بات نہیں ہے کیونکہ جس طرح دنیوی حکومت میں یہ ناممکن ہے کہ کوئی شخص کسی عہدہ یا افسری کا جھوٹا دعویٰ کرے حکومت کے نام سے کسی قسم کا فرمان جاری کرے اور پکڑا نہ جائے گرفتار نہ ہو اسی طرح یہ بھی ممکن نہیں کہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ کا نبی اور رسول ہونے کا جھوٹا دعویٰ کرے اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہامات شائع کرے اور اللہ تعالیٰ کی گرفت میں نہ آئے اگر وہ ایسا کرے گا تو قرآن مجید، تورات، اور انجیل کے قانون کے مطابق الٰہی گرفت میں آجائے گا پھر یہ بھی الٰہی قانون ہے کہ رسالت کے جھوٹے مدعی کا سلسلہ پھولتا پھلتا نہیں۔ اللہ تعالیٰ اسے ترقی نہیں دیتا اس کی بتائی ہوئی پیشگوئیاں کبھی پوری نہیں ہوتیں۔ اور قرآن کے قانون کے مطابق ایک مصلح کا دعویٰ اسی وقت قابل قبول ہو سکتا ہے جب کہ اس کا یہ بھی دعویٰ ہو کہ اس کا دعویٰ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں ہوتے ہوئے آپ کی پیشگوئیوں کے عین مطابق ہے۔ آپ کی غلامی سے باہر اب کوئی روحانی مصلح نہیں آسکتا کیونکہ زندہ مذہب صرف اسلام ہی ہے اور اسلام سے باہر اب کسی مصلح کے آنے کا سوال ہی نہیں۔

ان سب شرائط کو دیکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے اسلام کی حفاظت کے لئے جس انسان کو مبعوث فرمایا اس کا نام ہے۔ مرزا غلام احمد۔ اگر آپ اپنے دعویٰ میں صادق نہ ہوتے تو قرآن مجید اور بائبل کی پیشگوئیوں کے مطابق قتل کر دیئے جاتے مگر آپ نے اس کے خلاف اعلان کیا کہ مجھے ہرگز کوئی قتل نہیں کر سکتا کیونکہ جس نے مجھے مبعوث فرمایا ہے وہی میرا حافظ ہے پھر صرف یہی نہیں کہ اپنی زندگی کے متعلق ہی دعویٰ کیا بلکہ اللہ تعالیٰ کے الہام سے خبر پا کر آپ نے یہ بھی اعلان کیا کہ ایک بابرکت نسل کی بنیاد آپ سے ڈالی جائے گی آپ کے آباؤ اجداد کا خاندان سب ختم کر دیا جائے گا۔ سوائے ان کے جو توبہ کر کے اس خاندان سے آملیں نئے خاندان کی ابتدا آپ سے ہوگی۔ اور دین کی حمایت اور نصرت میں کھڑے ہونے والے لوگ انشاء اللہ آپ کی نسل میں سے پیدا ہوتے رہیں گے پھر آپ کی خاندانی عظمت کے خاتمہ پر بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک خاص شان کا بیٹا مدت مدید کے انتظار اور ضعف عمر میں عطا فرمانے کی بشارت بھی دی۔ کوئی انسان جب تک اسے خدائی نصرت حاصل نہ ہو اور اس سے خاص طور پر وعدہ نہ کیا گیا ہو اپنی زندگی اتنی بڑی عمر میں اولاد ہونے ایک بیٹے کا خاص خصوصیت کا حامل ہونے کے متعلق کہہ سکتا ہے اور پھر ایک ایک پیشگوئی اپنی پوری شان کے ساتھ پوری ہوئی ہے۔ اور دنیا پر ثابت کر دیتی ہے کہ ایک زندہ اور قادر خدا موجود ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم زندہ نبی ہیں جن کے فیض سے اب تک دنیا فیضیاب ہو رہی ہے اور اپنی روحانی قوت سے اپنے ماننے والوں کا تزکیہ نفس کرتے رہے تھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ایک وقت آئے گا جب میری امت ۷۳ فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی ان میں سے ایک جماعت وہ ہوگی کہ

ما انا علیہ واصحابی

یعنی جو کام میں اور میرے اصحاب کرتے ہیں وہ کام کرنے والی جماعت ہوگی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کا کام اسلام کی تبلیغ کو دنیا والوں تک پہنچانا اور شرک کی بیخ کنی کرنی تھی۔ یہی کام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کر رہی ہے تمام غیر ممالک میں مشن اور مساجد تعمیر کی جا رہی ہیں۔ دجالیت اور دہریت کے خلاف ایک فیصلہ کن جنگ لڑی جا رہی ہے۔ اسلام کی خاطر ہزارہا انسان اپنی زندگیاں وقف کر رہے ہیں۔ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی علامات کے مطابق صرف احمدیہ فرقہ ہی ایک امام اور ایک مرکز کے باعث جماعت کہلانے کا صحیح رنگ پا سکتی ہے۔ اسلام کے چمن میں پھر سے بہار آئی ہے آؤ اور اس سے فائدہ اٹھاؤ۔ بار بار گلستان اسلام میں بہار آنا اور پھول کھلنا ہی اسلام کے زندہ مذہب ہونے کا ثبوت اور خدا تعالیٰ کے قادر ہونے کی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اب نجات کا دروازہ صرف اسلام اور حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اطاعت میں سے ہو کر نکلتا ہے

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

خوبصورت اور مضبوط دانت
جدید ترین طریقہ سے بغیر تالو کے لگائے جاتے ہیں، دانت بغیر درد کے نکالے جاتے ہیں، دانتوں کی جملہ امراض کا علاج کیا جاتا ہے۔ ڈاکٹر شریف احمد [illegible] چنیوٹ

عیسائیوں کو دعوتِ اسلام کا بہترین طریقہ

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بائیبل کی چار واضح پیشگوئیاں

(محترم مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل)

عیسائیت کا دائرۂ عمل

عیسائی اہلِ کتاب ہیں۔ انبیاء پر ایمان لاتے ہیں۔ اگرچہ مسیح علیہ السلام نے اپنے حواریوں کو ہدایت فرمائی تھی کہ "غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا بلکہ اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جانا اور چلتے چلتے یہ منادی کرنا کہ آسمان کی بادشاہت نزدیک آ گئی ہے" (متی ۱۰/۵-۷)۔ مگر آج عیسائی پادری دنیا میں عیسائیت کی منادی کرتے ہیں۔ وہ پورے زور کے ساتھ مسلمانوں کو بھی عیسائی بنانے کے درپے ہیں کروڑوں روپیہ اس کام پر خرچ کر رہے ہیں اور ہزاروں مشنری دنیا بھر میں اس کام کے لئے عمریں صرف کر رہے ہیں۔

مذہباً مسلمان کا عیسائی ہونا غیر معقول ہے

ایک مسلمان کا عیسائی ہونا عقلاً بالکل غیر مناسب ہے۔ کیونکہ عیسائی لوگ صرف بنی اسرائیل کے انبیاء اور حضرت مسیح پر ایمان لاتے ہیں مگر ایک سچا مسلمان دنیا بھر کے تمام نبیوں کو راستباز یقین کرتا ہے ان کی صداقت پر ایمان لاتا ہے۔ وہ مسیح کو بھی برگزیدہ رسول یقین کرتا ہے اور رسولِ اکرم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ایمان لاتا ہے۔ ایسے شخص کا اپنے ایڑیوں کے بل پھر کر یہ کہہ دینا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے دعویٰ میں (معاذ اللہ) جھوٹے تھے اور اسرائیلی نبیوں کے علاوہ جو انبیاء بھی (معاذ اللہ) کاذب اور مفتری تھے۔ بہت بڑی بات ہے بہت بڑی جسارت ہے عقل اس قسم کے ارتداد کو گوارا کرنے کے لئے تیار نہیں۔ یہ درست ہے کہ فقر و فاقہ کے شکار لوگ، اور عقل و فہم سے عاری لوگ، دنیا کی حرص و آز میں مبتلا لوگ پادری صاحبان کے چکر میں آ جاتے ہیں وہ دنیوی طمع و لالچ کی وجہ سے عیسائیت قبول کر لیتے ہیں پادری صاحبان ہسپتالوں کے ذریعہ بیماروں کو سکولوں اور کالجوں کے ذریعہ نوآموز بچوں کو، اپنے زر و جواہر کے ذریعہ محتاج لوگوں کو عیسائی بناتے ہیں اور انہی طریقوں سے مسلمان کہلانے والے بھی ان کا شکار ہو جاتے ہیں۔

مسلمانوں کیلئے لمحۂ فکریہ

یہ سب کچھ درست ہے مگر پھر بھی کیا یہ بات درگزر کرنے کے قابل ہے؟ اور کیا مسلمانوں کے لئے، ان کے مفکرین اور دردمند اہلِ علم کے لئے یہ لمحۂ فکریہ نہیں کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟ ایک مسلمان جس کا عقلاً عیسائی ہونا بے معنی سی بات ہے اس کے ہزاروں بھائی بند آئے دن عیسائیت کی آغوش میں جا رہے ہیں آخر اس کا علاج کیا ہے؟ تازہ اطلاع ہے کہ:۔

"اعداد و شمار کی رو سے مغربی پاکستان میں عیسائی آبادی ۸۰ فی صدی بڑھی ہے ۱۹۵۱ء میں ان کی تعداد ۴۰۶ر۲۳ لاکھ تھی ۱۹۶۱ء میں یہ تعداد بڑھ کر ۵۸۳۸۸۴ ہو گئی۔"

(چٹان لاہور ۱۱ر دسمبر ۱۹۶۷ء)

عیسائی ہونے والوں کی ایک تعداد غربت و افلاس سے مخلصی کی خاطر اس دین کو اختیار کر لیتی ہے اور ایک حصہ عیسائی عیسائی ہونے والوں کا غلط نظریات اور غلط عقائد اور بے عملی کے باعث عیسائیت کی آغوش میں جاتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ کچھ لوگ واقعی عیسائیت کو ذریعۂ نجات سمجھ کر بھی اسے اختیار کرتے ہوں۔ ہمارا حق نہیں کہ سب لوگوں کو یکساں سمجھیں بہرحال مسلمانوں میں سے عیسائی ہونے والوں کا تدارک کرنا مسلمان قوم کا فرض ہے۔ ان کی تنگدستی اور فقر و فاقہ کا علاج کرنا بھی قوم کے ذمہ ہے ان کے غلط عقائد اور بے عملی کا ازالہ اور درستی بھی قوم کے فرائض میں داخل ہے۔ درحقیقت یہ صورتِ حال مسلمانوں کے ذمہ دار حکام اور علماء کی بہت بڑی بے پرواہی اور مجرمانہ غفلت سے پیدا ہوتی ہے۔

زندہ ایمان مفقود ہے

سچ تو یہ ہے کہ اگر علماء اپنے فرض ادا کرتے تو یہ صورت کبھی پیدا نہ ہو سکتی تھی۔ درست ہے کہ غربت و افلاس بھی انسان کی عقل کو مار دیتے ہیں اور انسان کفر کو اختیار کر لیتا ہے مگر جب کسی شخص کے دل میں سچا ایمان ہو، زندہ یقین ہو تو وہ تنگدستی کے باعث ایمان سے کبھی دست بردار نہیں ہو سکتا۔ وہ موت کو قبول کر لیتا ہے ہر ذلت کو گوارا کر لیتا ہے۔ مگر ایمان کی بجائے کفر کی آغوش میں نہیں جاتا۔ یہ حقیقت ایک ثابت شدہ حقیقت ہے اسلامی تاریخ ایسے واقعات سے لبریز ہے جو ثابت کر رہے ہیں کہ سچا مومن ایمان کی خاطر ہر قربانی کر سکتا ہے۔ پس اصل خرابی تو یہ ہے کہ مسلمان کہلانے والوں کے دلوں میں سچا اور پکا ایمان موجود نہیں ورنہ دنیا بھر کے پادری مل کر بھی ان کے پائے استقامت میں ذرہ بھر لغزش پیدا نہ کر سکتے۔ آج یہ سب کچھ محض اسلئے ہو رہا ہے کہ اس وقت مسلمان نام کے مسلمان ہیں اسلام کی حقیقی روح ان میں موجود نہیں۔ زندہ ایمان ان میں پایا نہیں جاتا

اسلام ایک تبلیغی مذہب ہے

حقیقی اسلام کی روح تبلیغی ہے۔ سچا مسلمان تمام غیر مسلموں کو عموماً اور عیسائیوں کو خصوصاً پیغامِ حق پہنچانا اپنا فرض سمجھتا ہے اس میدان میں نہ عزت و امارت کا سوال ہے اور نہ ہی اقتدار کا کوئی مسئلہ پیدا ہوتا ہے یہاں تو صرف ایمان کے زندہ اور جاندار ہونے کا سوال ہے۔ قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کا نمونہ دنیا کے سامنے ہے وہ غربت اور ظاہری بے علمی کے باوجود زندہ ایمان کے زور پر کفر سے ٹکر لیتے تھے دلائل سے براہین سے اور آسمانی بینات سے غیر مسلموں کو حق کی راہ دکھاتے تھے۔ انہیں اسلام کی دعوت دیتے تھے اور حلقہ بگوش بناتے تھے۔ اگر موجودہ مسلمانوں میں زندہ ایمان پیدا ہو جائے تو آج بھی سب کچھ دہرایا جا سکتا ہے اور پھر اسلام کی عظمتِ رفتہ کو دوبارہ قائم کیا جا سکتا ہے۔

عیسائیوں کو کس طرح تبلیغ کی جائے؟

ایک سچا مسلمان اپنے ایمان کی وجہ سے مبلغ ہوتا ہے وہ دوسروں کو علیٰ وجہ البصیرت اسلام کی طرف دعوت دیتا ہے خود اس کے عیسائی ہو جانے کا تو سوال ہی نہیں ہوتا، وہ دلائل کی رو سے بہت سے عیسائیوں کو اسلام میں داخل کرنے کا موجب بنتا ہے پس سب سے پہلے ایمان کی ضرورت ہے اور پھر اس صحیح علم کی جس کے ذریعہ ایک عیسائی کو دعوتِ اسلام دی جا سکے۔ یاد رہے کہ قرآن مجید نے اہلِ کتاب یہود و نصاریٰ کو جن متعدد طریقوں سے اسلام کی طرف بلایا ہے ان میں ایک بہترین طریقہ یہ ہے کہ قرآن مجید نے عیسائیوں کو ان پیشگوئیوں کی طرف توجہ دلائی ہے جو اسی تک بائیبل میں موجود ہیں اور جن کے مصداق ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔

یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر تورات و انجیل کی پیشگوئیوں کا پورا ہونا بہت بڑا ثبوت ہے اس امر کا کہ رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم خدا کے برگزیدہ رسول ہیں نیز یہ کہ عیسائیوں کا فرض ہے کہ آپ پر ایمان لا کر دینِ حق کو قبول کریں۔ یہ طریقِ گفتگو بہترین ہے۔ اس میں کسی قسم کی بدتہذیبی کا سوال نہیں اور نہ ہی دلآزاری کی ضرورت ہے۔ پیشگوئی سامنے رکھی جائے اور اس پر واقعات کی روشنی میں غور کیا جائے اگر یہ ثابت ہو جائے کہ یہ پیشگوئی فی الواقع رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم یا قرآن مجید پر منطبق ہے تو مقصود کو قبول کر لیا جائے اور آپ کی وہی شان اور وہی مرتبہ تسلیم کیا جائے جو آسمانی صحیفوں میں پہلے سے مقرر ہے۔

قرآن مجید کا طریقِ دعوت

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں متعدد مقامات پر اہلِ کتاب کو اس امر کی طرف توجہ دلائی ہے ایک جگہ فرماتا ہے:۔

اَلنَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ (اعراف ع ۱۹)

کہ وہ لوگ خدا کی خاص رحمت کے مستحق قرار پائیں گے جو اس امی نبی موعود (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لائیں گے۔

جیسے وہ اپنے ہاں تورات وانجیل میں لکھا پاتے ہیں۔ یعنی اس کے لئے واضح پیشگوئیاں ان کی تورات وانجیل میں موجود ہیں۔ میرا یقین ہے کہ اہل کتاب پر اتمام حجت کے لحاظ سے انہیں دعوت اسلام دینے کا یہ ایک بہترین طریقہ ہے۔ میں نے اسے بارہا آزمایا ہے اور ہمیشہ مفید اور کارآمد پایا ہے۔ مخاطب یہودی یا عیسائی کا ایمان لانا یا نہ لانا تو اس کے اختیار میں ہوتا ہے مگر یہ طریق بلاشبہ لاجواب ہے۔

یہودیوں کو تبلیغ اسلام کا ایک واقعہ

ایک دفعہ اپنے قیام فلسطین کے زمانہ (۱۹۳۱ء سے ۱۹۳۶ء) میں میرے عبرانی کے استاد نے مجھے اپنے ہاں چائے پر بلایا۔ چند یہودی علماء بھی مدعو تھے۔ میں نے ان کے سامنے عبرانی تورات سے استثناء کی کتاب سے مثیل موسیٰ والی پیشگوئی کھول کر رکھی اور استفسارانہ رنگ میں دریافت کیا کہ آپ لوگوں کے نزدیک اس پیشگوئی کا مصداق کون ہے؟ ان میں سے بڑے عالم نے مجھے کہا کہ آپ خود بتائیں کہ آپ کے خیال میں اس پیشگوئی کا مصداق کون ہے؟ میں نے موقعہ کو غنیمت جان کر وضاحت سے مدلل رنگ میں بتایا کہ از روئے تورات یہ پیشگوئی ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر چسپاں ہوتی ہے۔ میری باتوں کو سب نے غور سے سنا۔ ان کے بڑے عالم نے جواب میں صرف یہ کہا کہ اچھا آپ پہلے یہ بتائیں کہ ہم اگر رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مان کر مسلمان ہو جائیں تو کیا ہمیں عیسیٰ (علیہ السلام) کو بھی سچا نبی ماننا پڑے گا؟ میں یہود کے عناد و تعنت کو جانتا تھا۔ میں نے نرمی سے کہا کہ قرآن مجید میں جس جس نبی کو سچا قرار دیا گیا ہے آپ ان سب پر ایمان لائیں گے کہنے لگا کہ صاف طور پر بتائیں کہ ہمیں عیسیٰ (علیہ السلام) کو سچا ماننا لازمی ہوگا۔ میں نے کہا کہ ہاں لازمی ہوگا۔ میرا یہ کہنا تھا کہ ان لوگوں نے تورات بند کر دی اور گفتگو کو غیر ضروری قرار دیا اور کہہ دیا کہ عیسیٰ (علیہ السلام) کو تو ہم جانتے ہیں وہ ہم میں سے تھا۔ اگر اسلام اس کو سچا نبی قرار دیتا ہے تو پھر ہمارے لئے اسلام کے قبول کرنے کی کوئی صورت نہیں۔ میں نے اس وقت محسوس کیا تھا کہ ان لوگوں کو پیشگوئی کے لحاظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے سے گریز کی راہ نہیں مل سکتی انہوں نے یہ عذر خام بنا رکھا ہے کہ چونکہ اسلام حضرت عیسیٰؑ کو راستباز قرار دیتا ہے لہٰذا ہم مسلمان نہیں ہو سکتے۔

مسلمانوں کی رہنمائی

اسلام اور موجودہ عیسائیت کے اصولوں میں نمایاں امتیاز ہے اور دونوں کے مسلک و عقائد میں بُعد المشرقین ہے۔ صحیح اسلامی عقائد کے سامنے عیسائیت ٹھہر نہیں سکتی۔ اسلئے پاکستان کے مسلمانوں کے لئے پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اگر عوام مسلمان اسلام اور عیسائیت کے موازنہ کا علم حاصل کر لیں اور بالخصوص بائیبل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں پیشگوئیوں کا پورا علم حاصل کر لیں تو علاوہ کی غفلت انہیں کوئی ضرر نہ دے گی اور وہ عیسائیوں کو پورے وثوق سے اسلام کی دعوت دے سکتے ہیں بائیبل کی ساری پیشگوئیوں کا اس مختصر مقالہ میں درج کرنا مشکل ہے۔ نمونہ کے طور پر اس جگہ چار واضح پیشگوئیاں درج کی جاتی ہیں

۱۔ نسل اسمٰعیل کے لئے برکات کی پیشگوئی

بائیبل کے شروع میں یہ خبر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فرزند حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے بھی عظیم برکات کا وعدہ فرمایا تھا لکھا ہے:۔

(۱) حضرت ہاجرہ سے فرشتہ نے کہا "تیری اولاد کو بہت بڑھاؤں گا کہ وہ کثرت سے گنی نہ جائے اور خداوند کے فرشتے نے کہا کہ تو حاملہ ہے اور بیٹا جنے گی۔ اس کا نام اسمٰعیل رکھنا کہ خداوند نے تیرا دکھ سن لیا" (پیدائش ۱۶/۱۰-۱۱)

(۲) حضرت ابراہیم سے خدا نے فرمایا "اسمٰعیل کے حق میں میں نے تیری سنی دیکھ میں اسے برکت دوں گا اور اسے برومند کروں گا اور اسے بہت بڑھاؤں گا اور اس سے بارہ سردار پیدا ہوں گے اور میں اسے بڑی قوم بناؤں گا" (پیدائش ۱۷/۲۰)

(۳) حضرت اسمٰعیلؑ کے فرزند قیدار کی بستیوں اور مدینہ منورہ سے نور خدا کی تجلی کی خبر یوں دی گئی ہے کہ:۔

"خداوند کے لئے ایک نیا گیت گاؤ۔ اے تم جو سمندر پر گزرتے ہو اور تم جو اس میں بستے ہو اے بحری ممالک اور ان کے باشندو۔ تم زمین پر سرتاسر اسی کی ستائش کرو۔ بیاباں اور اسکی بستیاں، قیدار کے آباد دیہات اپنی آواز بلند کریں گے سلع کے بسنے والے ایک گیت گائیں گے۔ پہاڑوں کی چوٹیوں پر سے للکاریں گے وہ خداوند کا جلال ظاہر کریں گے اور بحری ممالک میں اسکی ثناخوانی کریں گے خداوند ایک بہادر کی مانند نکلے گا۔ وہ جنگی مرد کی مانند اپنی غیرت کو اسکائیگا وہ چلائیگا۔ ہاں وہ جنگ کے لئے بلائے گا وہ اپنے دشمنوں پر بہادری کرے گا"۔

(یسعیاہ ۴۲/۱۰-۱۳)

(۴) پولوس اپنے خط میں لکھتے ہیں:۔ "لکھا ہے کہ ابراہیم کے دو بیٹے تھے ایک لونڈی سے دوسرا آزاد سے۔ مگر لونڈی کا لڑکا جسمانی طور پر اور آزاد کا لڑکا وعدہ کے سبب پیدا ہوا۔ ان باتوں میں تمثیل پائی جاتی ہے اسلئے کہ یہ عورتیں گویا دو عہد ہیں۔ ایک کوہ سینا پر جس سے غلام ہی پیدا ہوتے ہیں اور وہ ہاجرہ ہے۔ اور ہاجرہ عرب کا کوہ سینا ہے اور موجودہ یروشلم اس کا جواب ہے کیونکہ وہ اپنے لڑکوں سمیت غلامی میں ہے"

(گلتیوں ۴/۲۲-۲۵)

مؤخرالذکر اقتباس حضرت اسمٰعیل کی مخالفت کے زہر سے مسموم ہے تاہم یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کے دو عہد تھے۔ اور یہ عہد ان کی دونوں بیویوں حضرت سارہؓ اور حضرت ہاجرہؓ سے وابستہ ہیں۔ سارہ کی اولاد سے حضرت اسحاقؑ کا عہد ہے جو بنی اسرائیل کے لئے ہے اور ہاجرہ کی اولاد سے حضرت اسمٰعیلؑ کا عہد ہے جو بنی اسمٰعیل کیلئے ہے یہ ایک واضح حقیقت ہے جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا کہ حضرت اسمٰعیل سے بھی خدائی برکتوں کا وعدہ ہے اور اس کا ظہور ضروری ہے۔

۲۔ مثیل موسیٰ نبی کی بشارت

حضرت موسیٰ سے خداوند خدا نے فرمایا:۔

(۱) "میں ان (بنی اسرائیل) کے لئے ان کے بھائیوں میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اسکے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اُسے فرماؤں گا وہ سب ان سے کہے گا اور ایسا ہوگا کہ جو کوئی میری باتوں کو جنہیں وہ میرا نام لیکے کہے گا نہ سنے گا تو میں اس کا حساب اس سے لونگا"۔

(استثناء ۱۸/۱۸-۱۹)

(۲) اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کی معرفت فرمایا۔ "خداوند تیرا خدا تیرے لئے تیرے ہی درمیان سے تیرے ہی بھائیوں میں سے میری مانند ایک نبی برپا کرے گا تم اسکی طرف کان دھریو"۔

(استثناء ۱۸/۱۵)

(۳) تورات میں لکھا ہے:۔ "خداوند سینا سے آیا اور شعیر سے ان پر طلوع ہوا۔ فاران ہی کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا۔ دس ہزار قدسیوں کے ساتھ آیا اور اس کے دہنے ہاتھ ایک آتشی شریعت ان کے لئے تھی ہاں وہ اس قوم سے بڑی محبت رکھتا ہے اس کے سارے مقدس تیرے ہاتھ میں ہیں اور وہ تیرے قدموں کے نزدیک بیٹھے ہیں اور تیری باتوں کو مانیں گے"

(استثناء ۳۳/۲-۳)

(۴) حبقوق نبی کے ذریعہ خبر دی گئی ہے کہ:۔ "خدا تیمان سے اور جو قدوس ہے کوہ فاران سے آیا سلاہ اس کی شوکت سے آسمان چھپ گیا اور زمین حمد سے معمور ہوئی" (حبقوق ۳/۳)

(۵) انجیل یوحنا میں لکھا ہے کہ:۔ "یوحنا کی گواہی یہ ہے کہ جب یہودیوں نے یروشلم سے کاہن اور لیوی یہ پوچھنے کو اسکے پاس بھیجے کہ تو کون ہے تو اس نے اقرار کیا اور انکار نہ کیا بلکہ اقرار کیا کہ میں تو مسیح نہیں ہوں انہوں نے اس سے پوچھا پھر کون ہے تو ایلیاہ ہے؟ اس نے کہا میں نہیں ہوں۔ کیا تو وہ نبی ہے اس نے جواب دیا کہ نہیں...... انہوں نے اس سے یہ سوال کیا کہ اگر تو نہ مسیح ہے نہ ایلیاہ ہے نہ وہ نبی ہے۔ تو پھر بپتسمہ کیوں دیتا ہے"؟

(یوحنا ۱/۱۹-۲۱-۲۵)

(باقی دیکھیں صفحہ ۲۵ پر)

کلامُ الامام امامُ الکلام

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غیر مطبوعہ کلام

(مرسلہ حضرت سیدہ اُم متین صاحبہ مدّ ظلّہا العالی)

(یہ اشعار جون ۱۹۵۸ء میں سندھ کے سفر میں کہے گئے تھے)

خدا کی رحمت سے مہرِ عالم اُفق کی جانب سے اُٹھ رہا ہے

خدا کی رحمت سے مہرِ عالم اُفق کی جانب سے اُٹھ رہا ہے
رگِ محبت پھڑک رہی ہے دل ایک شعلہ بنا ہوا ہے

تمہارے گھٹتے ہوئے ہیں سائے ہمارے بڑھتے ہوئے ہیں سائے
ہماری قسمت میں یہ لکھا ہے تمہاری قسمت میں وہ لکھا ہے

اِدھر بھی دیکھو اُدھر بھی دیکھو زمیں کو دیکھو فلک کو دیکھو
تو راز کھُل جائیگا یہ تم پر کہ بندہ بندہ، خدا خدا ہے

وہ شمسِ دنیائے معرفت جو چمک رہا تھا کبھی فلک پر
خدا کے بندوں کی غفلتوں سے وہ دلدلوں میں پھنسا ہوا ہے

کلامِ یزداں پہ آج مُلّا نے ڈھیروں کپڑے چڑھا رکھے ہیں
کبھی جو تھا زندگی کا چشمہ وہ آج جوہڑ بنا ہوا ہے

نگاہِ کافر زمیں سے نیچے نگاہِ مومن فلک سے اوپر
وہ قعرِ دوزخ میں جل رہا ہے یہ اپنے مولا سے جا ملا ہے

تلاش اس کی عبث ہے واعظ کجا ترا دل کجا وہ دلبر
وہ تیرے دل سے نکل چکا ہے نگاہِ مومن میں بس رہا ہے

ہیں مجھ میں لاکھوں ہی عیب پھر بھی نگاہِ دلبر پہ چڑھ گیا ہوں
جو بات سچی ہے کہہ رہا ہوں نہ کچھ چھپا ہے نہ کچھ ریا ہے

کَلَامُ الْاِمَامِ اِمَامُ الْکَلَامِ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا غیر مطبوعہ کلام

مرسلہ حضرت سیدہ اُم متین صاحبہ مدظلہا العالی

قطعہ

(مندرجہ ذیل قطعہ اندازاً ۳۹-۱۹۳۸ء کا کہا ہوا ہے)

رہے حسرتوں کا پیارے مری جاں شکار کب تک؟
ترے دیکھنے کو ترسے دلِ بے قرار کب تک؟
شبِ ہجر ختم ہوگی کہ نہ ہوگی یا الٰہی
مجھے اتنا تو بتا دے کروں انتظار کب تک؟
کبھی پوچھوگے بھی آ کر کہ بتا تو حال کیا ہے
یونہی خوں بہائے جائے دلِ داغدار کب تک؟

رُباعیات

(۱)

(یہ رباعی اندازاً ۱۹۳۸ء یا ۱۹۳۹ء میں کہی گئی)

اے مسیحا کبھی پوچھوگے بھی بیمار کا حال
کون ہے جس سے کہے جاکے دلِ زار کا حال
آنکھ کا کام نکل سکتا ہے کب کانوں سے
دل کے اندھوں سے کہوں کیا ترے دیدار کا حال

(۲)

(یہ رباعی ۲۰ جولائی ۱۹۵۰ء کو نوشہرہ میں کہی گئی تھی)

یہ متاعِ ہوش و پنداری کبھی لُٹنا بھی ہے
اس جہاں کی قید و بندش سے کبھی چھٹنا بھی ہے
کر توکل جس قدر چاہے کہ اک نعمت ہے یہ
یہ بتا دے باندھ رکھا اونٹ کا گُھٹنا بھی ہے؟

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی بعثت کی غرض و غایت

حضور کے اپنے الفاظ میں

(بقلم عطاء المجیب صاحب راشد ایم اے ابن محترم مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل)

اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت رحمانیت کے تحت بنی نوع انسان کی ہدایت اور نجات کے لئے یہ سلسلہ ابتدائے آفرینش سے شروع کر رکھا ہے کہ وہ عین ضرورت کے وقت اپنے کسی بندے کو اپنے الہام اور تائیدات سے خاص طور سے مشرف فرما کر مبعوث کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے کثرت امور غیبیہ پر اطلاع پانے والے اور مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کا شرف حاصل کرنے والے یہ بزرگ انسان بارگاہ احدیت سے نبی کا خطاب پاتے ہیں۔ اور اپنی ساری زندگی بلکہ زندگی کا ایک ایک لمحہ خدائی احکام کی اشاعت اور ان پر عمل کرنے میں گزار دیتے ہیں۔ اگر انبیاء علیہم السلام کی بعثت کے مقصد پر غور کیا جائے تو صاف نظر آتا ہے کہ ان کے آنے کا مقصد وحید توحید الٰہی کا قیام اور آسمانی پیغام کی اشاعت اور غلبہ ہوتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے جا بجا انبیاء علیہم السلام کا ذکر فرمایا ہے۔ ان کی آمد کا بنیادی مقصد بھی یہی بیان ہوا ہے۔ سید الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے مقصد کے بارہ میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَكِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ (الجمعہ آیت ۳)

یعنی اللہ تعالیٰ ہی وہ ہستی ہے جس نے بالکل ان پڑھ لوگوں میں ایک عظیم الشان رسول مبعوث فرمایا۔ جو اگرچہ انہی میں سے ایک فرد تھا لیکن خدا نے اس کو کچھ اس طرح پر علوم سکھائے کہ وہ دنیا کا استاد بن گیا۔ وہ قرآن مجید کی آیات پڑھ کر سناتا اور ان کے دلوں کو پاکیزگی عطا کرتا تھا وہ ان کو کتاب کا علم عطا کرتا اور اس کی حکمتیں بیان کرتا تھا۔ اور ان لوگوں کی حالت یہ تھی کہ وہ اس سے قبل دور کی جہالت میں مبتلا تھے۔

ایک دوسرے موقعہ پر خدا تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:۔

هُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِیْدًا (الفتح ۲۹)

یعنی خدا تعالیٰ نے ہی اپنے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے تا وہ اس دین کامل کو سب ادیان پر غالب کر دکھائے۔ اور یقیناً اللہ تعالیٰ کی اس بارے میں گواہی کافی ہے۔

ان دونوں آیات کریمہ میں رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے مقاصد بیان ہوئے ہیں اور کمال جامعیت سے تمام بنیادی مقاصد کا ذکر کیا گیا ہے۔ لیکن ان کی تفصیل کا یہ موقعہ نہیں ہے۔ مقصود اس تمہیدی بیان سے یہ ہے کہ ہمارے اس زمانہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں ماموریت کی خلعت عطا فرمائی ہے۔ آپ کا مشن سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے مشن سے جداگانہ یا مختلف نہیں۔ ایک شاگرد کامل کا اپنے استاد سے اختلاف ہو بھی کیسے سکتا ہے۔ چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سورۃ الجمعہ کی آیت

وَّ اٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ وَ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ○

کے مصداق ہیں اس لئے آپ کا مشن وہی ہے جو آپ اور ہم سب کے آقا محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم کا تھا۔ اس مضمون کو سمجھنے کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کی روشنی میں اس امر کا جائزہ لیا جائے۔ اور بچشم خود اس حقیقت کا مشاہدہ کیا جائے کہ شاگرد کامل یعنی مسیح پاک علیہ السلام کے آنے کی غرض استاذ اکمل یعنی حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے کامل موافقت رکھتی ہے۔ چنانچہ حضور علیہ السلام کی عبارات درج ذیل کرتا ہوں۔

(۱)

حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے فرمایا:۔

"وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا میں اور اس کی مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت واقع ہو گئی ہے اس کو دور کر کے محبت اور اخلاص کے تعلق کو دوبارہ قائم کروں ..... اور سب سے زیادہ یہ کہ وہ خالص اور چمکتی ہوئی توحید جو ہر ایک قسم کے شرک کی آمیزش سے خالی ہے جو اب نابود ہو چکی ہے اس کا دوبارہ قوم میں دائمی پودا لگا دوں۔ اور یہ سب کچھ میری قوت سے نہیں ہوگا بلکہ اس خدا کی طاقت سے ہوگا۔ جو زمین و آسمان کا خدا ہے۔" (لیکچر لاہور ص ۴۷)

(۲)

پھر فرمایا:۔

"خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا۔ ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا ہوں۔" (الوصیت ص ۱۰، ۱۱)

(۳)

اپنے مقصد بعثت کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:۔

"میں اتمام حجت کے لئے یہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں ...... خدا تعالیٰ نے اس زمانہ کو تاریک پا کر اور دنیا کو غفلت اور کفر اور شرک میں غرق دیکھ کر اور ایمان اور صدق اور تقویٰ اور راستبازی کو زائل ہوتے ہوئے مشاہدہ کر کے مجھے بھیجا ہے تاکہ وہ دوبارہ دنیا میں علمی اور عملی اور اخلاقی اور ایمانی سچائی کو قائم کرے۔" (آئینہ کمالات اسلام ص ۲۵)

(۴)

آپ نے تحریر فرمایا ہے:۔

"یہ عاجز تو محض اسی غرض کے لئے بھیجا گیا ہے کہ تا یہ پیغام خلق اللہ کو پہنچا دے کہ دنیا کے مذاہب موجودہ میں سے وہ مذہب حق پر اور خدا تعالیٰ کی مرضی کے موافق ہے جو قرآن کریم لایا ہے اور دارالنجات میں داخل ہونے کے لئے دروازہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہے۔" (حجۃ الاسلام)

(۵)

فرمایا:۔

"ہمارے اس زمانے میں ..... خدا تعالیٰ نے مجھے چودھویں صدی کے سر پر اس تجدید ایمان اور معرفت کے لئے مبعوث فرمایا ہے۔" (اربعین ۲)

(۶)

آپ نے تحریر فرمایا ہے:۔

"خدا تعالیٰ نے ضرورت کے وقت میں اور گہری تاریکی کے دنوں میں ایک آسمانی روشنی نازل کی۔ اور ایک بندہ کو مصلحت عام کے لئے خاص کر کے بغرض اعلائے کلمۂ اسلام اور اشاعت نور حضرت خیر الانام اور تائید مسلمانوں کے لئے اور نیز ان کی اندرونی حالت کے صاف کرنے کے ارادہ سے دنیا میں بھیجا۔" (فتح اسلام)

(۷)

عیسائیت کی شکست کے ضمن میں حضور نے فرمایا:۔

"اس خدا نے اپنے اس مسیح کو بھیجا۔ تا وہ دلائل کے حربہ سے اس صلیب کو توڑے جس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے بدن کو توڑا تھا اور زخمی کیا تھا۔"
(تریاق القلوب صفحہ ۱۶۲)

—— (۸) ——

ایک موقعہ پر تحریر فرمایا:۔
"اس تاریکی کے زمانہ کا نور میں ہوں جو شخص میری پیروی کرتا ہے۔ وہ ان گڑھوں اور خندقوں سے بچایا جائیگا۔ جو شیطان نے تاریکی میں چلنے والوں کے لئے تیار کئے ہیں۔ مجھے اس نے بھیجا ہے۔ کہ تا میں امن اور حلم کے ساتھ دنیا کو سچے خدا کی طرف رہبری کروں۔ اور اسلام میں اخلاقی حالتوں کو دوبارہ قائم کردوں۔"
(مسیح ہندوستان میں صفحہ ۱۱)

—— (۹) ——

مسیح پاک علیہ السلام نے رقم فرمایا:۔
"میرے آنے کی غرض اور مقصد صرف اسلام کی تجدید اور تائید ہے۔ اس سے یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ میں اس لئے آیا ہوں کہ کوئی نئی شریعت سکھاؤں یا نئے احکام دوں یا کوئی نئی کتاب نازل ہوگی۔ ہرگز نہیں۔ اگر کوئی شخص یہ خیال کرتا ہے۔ تو میرے نزدیک وہ سخت گمراہ اور بے دین ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر شریعت اور نبوت کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ اب کوئی شریعت نہیں آسکتی۔ قرآن مجید خاتم الکتب ہے۔ اس میں اب ایک شعشہ یا نقطہ کی کمی بیشی کی گنجائش نہیں ہے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے برکات اور فیوضات اور قرآن شریف کی تعلیم اور ہدایت کے ثمرات کے لئے خدا تعالےٰ نے مجھے کھڑا کیا ہے۔"
(دیکھو لدھیانہ صفحہ ۳۱)

—— (۱۰) ——

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:۔
"اب صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو کامل اور زندہ مذہب ہے اور اب وقت آگیا ہے کہ پھر اسلام کی عظمت اور شوکت ظاہر ہو۔ اور اسی مقصد کو لے کر میں آیا ہوں۔"
(دیکھو لدھیانہ صفحہ ۳۲)

—— (۱۱) ——

نیز تحریر فرمایا:۔
" ونظر اللہ الی الارض فوجدھا مسلوۃ من اخطاء ابن مریم ومن التفریط فی خیر ولد آدم ورأی الابتلاء فی اشد حاجۃ الی وجود یطہر من اہل الصلبان فضل خاتم المرسلین ویدافع عن المسلمین۔ فبعثنی لھذا المقصود وکان امرًا مقضیاً من اللہ الودود۔
(مواہب الرحمٰن صفحہ ۸)

اس کا مفہوم ہے کہ اللہ تعالےٰ نے زمین کی طرف نگاہ کی تو اس کو حضرت مسیح کی شان میں غلو اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم جو سید ولد آدم ہیں کی شان میں تفریط سے پُر پایا اور اس نے محسوس کیا کہ دنیا کو ایک ایسے وجود کی شدید ضرورت ہے۔ جو صلیب پرستوں پر حضرت خاتم النبیینؐ کی فضیلت ظاہر کرے۔ اور مسلمانوں کی طرف سے دینِ اسلام کا دفاع کرے۔ پس خدا نے اس غرض کے لئے مجھے مبعوث کیا۔ اور یہ رحیم و شفیق خدا کی طرف سے ایک فیصلہ شدہ امر تھا۔

—— (۱۲) ——

اپنی آمد کا ذکر کرتے ہوئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔
"دنیا میں ایک عظیم الشان نبی انسانوں کی اصلاح کے لئے آیا یعنی سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم اور اس نے اس سچے خدا کی طرف لوگوں کو بلایا جس کو دنیا بھول گئی تھی لیکن اس زمانہ میں اس کامل نبی کی ایسی توہین اور تحقیر کی جاتی ہے جس کی نظیر کسی زمانہ میں نہیں مل سکتی۔ پھر خدا نے چودھویں صدی کے سر پر اپنے ایک بندہ کو جو یہی لکھنے والا ہے بھیجا۔ تا اس نبی کی سچائی اور عظمت کی گواہی دے۔ اور خدا کی توحید اور تقدیس کو دنیا میں پھیلاوے۔
(نسیم دعوت صفحہ ۵)

—— (۱۳) ——

نیز فرمایا:۔
وانی بعثت علیٰ رأس ھذہ المائۃ المبارکۃ الربانیۃ لاجمع شمل الملۃ الاسلامیۃ وادفع ما صیل علیٰ کتاب اللہ وخیر البریۃ واکسر عصا من عصیٰ واقیم جدران الشریعۃ وقد بیّنت مرارًا واظہرت للناس اظہارًا انی انا المسیح الموعود والمھدی المعہود۔
(اعجاز المسیح صفحہ ۶)

جس کا مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اسلام کی کمزور حالت کو دیکھ کر اس صدی کے سر پر مجھے اس غرض سے بھیجا ہے تا میں اسلام کی شیرازہ بندی کروں۔ اور کتاب اللہ اور رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم پر کئے جانے والے حملوں کا جواب دوں۔ نافرمانوں کے حربوں کو ناکام کروں اور شریعت کی دیواروں کو قائم کروں۔ میں نے بار بار وضاحت کی ہے۔ اور لوگوں کو خوب کھول کر بتایا ہے۔ کہ یقیناً میں ہی وہ مسیح ہوں جس کا وعدہ کیا گیا تھا۔ اور وہ مہدی ہوں جس کی پہلے خبر دی گئی تھی۔

—— (۱۴) ——

بعثت انبیاء کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔
والمقصود من بعثی وبعث عیسیٰ واحدٌ وھو اصلاح الاخلاق ومنع الجہاد وارائۃ الآیات لتقویۃ ایمان العباد
(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۶)

یعنی میری اور عیسیٰؑ کی بعثت کی غرض ایک جیسی ہے یعنی یہ کہ اخلاق کی اصلاح کی جائے۔ مذہبی جنگوں سے روکا جائے اور نشانات دکھانے کے ذریعہ لوگوں کے ایمانوں کو مضبوط کیا جائے

—— (۱۵) ——

پھر آگے چل کر فرمایا:۔
نازل مسیحہ الموعود والمھدی المعہود لیعصم قلوب الناس من وساوس الشیطان وتجارتھم من الخسرات
(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۸)

یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے اس مسیح موعود اور مہدی معہود کو اس لئے مبعوث کیا ہے کہ تا وہ لوگوں کو تازہ ایمان عطا کرکے شیطانی وساوس سے بچائے اور ان کی تجارتوں کو خسارہ سے محفوظ رکھے۔

—— (۱۶) ——

حضرت مسیح علیہ السلام کے ان معجزات کا رد کرتے ہوئے جن کی وجہ سے ان کو خدا کا مرتبہ اور خدائی میں شریک سمجھا جاتا ہے حضور نے فرمایا:۔
" مجھے خدا نے اس تجدید کے لئے بھیجا ہے کہ میں لوگوں پر ظاہر کروں کہ ایسا کہنا کفر اور صریح کفر اور سخت کفر ہے۔ بلکہ اگر واقعی طور پر مسیح نے کوئی معجزہ دکھلایا ہے یا کوئی اعجازی صفت حضرت موصوف کے کسی قول یا فعل یا دعا یا توجہ میں پائی جاتی ہے تو بلاشبہ وہ صفت کم و بیش اور انسانوں میں بھی پائی جاتی ہے۔"
(تحفہ گولڑویہ حاشیہ صفحہ ۱۵۱ و ۱۵۲)

گویا شرک کا رد اور توحید الٰہی کا قیام آپ کی بعثت کی ایک اہم غرض ہے۔

—— (۱۷) ——

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مقابل پر بانیٔ اسلام حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی انتہائی بلند و بالا شان کا اظہار بھی آپ کی آمد کی ایک غرض ہے چنانچہ اس غرض کے پورا ہونے کا ذکر کرتے ہوئے حضور علیہ السلام نے فرمایا:۔
" وہ تمام باتیں جن سے مسیح کو زندہ آسمان پر چڑھایا گیا۔ اور فقط اس کو زندہ رسول اور معصوم رسول اور مس شیطان سے پاک اور خوارق العادت مردوں کو زندہ کرنے والا اور بے شمار پرندوں کو پیدا کرنے والا اور قریباً نصف میں خدا کا شریک سمجھا گیا تھا۔ اور دوسرے تمام نبی مردے اور عاجز اور مس شیطان سے آلودہ سمجھے گئے تھے جنہوں نے ایک مکھی بھی پیدا نہ کی۔ یہ تمام افترا اور جھوٹ کے طلسم خدا نے مجھے مبعوث فرما کر ایسے توڑ دیئے کہ جیسے ایک کانچ کا تختہ لپیٹ دیا جائے اور خدا نے عیسیٰ بن مریم سے تمام وہ تمغہ کو الگ کرکے معمولی انسانی درجہ پر بٹھا دیا۔ اور اس کو دوسرے نبیوں کے افعال اور خوارق کی نسبت ایک ذرہ فوقیت نہ رہی۔ اور ہر ایک پہلو سے ہمارے سید و مولانا نبی الوریٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم مجلو و عالیہ آفتاب کی طرح چمک اٹھے۔"
(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۹۵)

—— (۱۸) ——

اپنی آمد کی غرض بتاتے ہوئے لکھا ہے کہ
" میں اخلاقی و اعتقادی و ایمانی کمزوریوں اور غلطیوں کی اصلاح کے لئے دنیا میں بھیجا گیا ہوں ...... مجھے حکم دیا گیا ہے کہ محض فوق العادت نشانوں اور پاک تعلیم کے ذریعہ سے سچائی اور دنیا میں پھیلاؤں۔ میں مامور ہوں کہ جہاں تک مجھ سے ہو سکے ان تمام غلطیوں کو مسلمانوں میں سے دور کردوں اور پاک اخلاق اور بردباری اور علم اور انصاف اور راستبازی کی راہوں کی طرف ان کو بلاؤں۔"
(اربعین صفحہ ۲)

اکسیر پائیوریا۔ دانتوں اور مسوڑھوں کی امراض میں شافی علاج۔ قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے۔ ناصر دواخانہ ربوہ۔

—— (۱۹) ——

اپنے مقام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:۔

"وجئتکم حکماً عدلاً لا بیّن لکم بعض الذی تختلفون فیہ ولاقتل کل حیّة تسعی"

(خطبہ الہامیہ صفحہ ۹۹)

یعنی میں حَکم اور عدل ہو کر آیا ہوں تا میں ان امور کے بارہ میں وضاحت کروں جن میں تم اختلاف کرتے ہو اور تا میں ہر راہ پانے والی بدعت کا قلع قمع کروں

—— (۲۰) ——

فرمایا:۔

انی بعثت فیکم من اللہ الذی لا توقرونہ لانذرکم قوماً اطروا ابن مریم۔

(خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۳)

یعنی میں تم لوگوں میں اس خدا کی طرف سے مبعوث ہوا ہوں جس کی تم عزت نہیں کرتے تا میں ان لوگوں کو دکھی توحید کی خبر دیتے ہوئے ڈراؤں جو حضرت عیسےٰ ابن مریم کے حق میں مبالغہ اور ان کی شان میں غلو کرتے ہیں۔

—— (۲۱) ——

دنیا کا فسق و فجور اور ضلالت کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا:۔

فارسل رسولہ کما جرت سنتہ فی قرون اولیٰ لیحیی الموتیٰ

(خطبہ الہامیہ صفحہ ۳۲۳)

یعنی اس طوفان ضلالت و گمراہی میں خدا تعالیٰ نے اپنی سنت مستمرہ کے مطابق ایک رسول (یعنی خود مسیح موعودؑ کو) بھیجا ہے۔ تا وہ روحانی مردوں کو زندگی عطا کرے۔

—— (۲۲) ——

پھر فرمایا:۔

بعثنی ربی لاقیم الشریعة واحی الدین واتم الحجة علی المنکرین۔

یعنی خدا نے مجھے اس غرض سے مبعوث کیا ہے کہ میں شریعت کو پھر سے قائم کروں۔ دین اسلام کو جو مر چکا ہے زندہ کروں۔ اور منکرین اسلام پر حجت تمام کروں۔

—— (۲۳) ——

فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے عیسائیت کے بڑھتے ہوئے زور کے مقابل پر مسلمانوں کی بے بسی پر نظر کی تو

انزل مسیحہ الموعود لیکسر صلیب الاعداء

یعنی اس نے اپنے مسیح موعود کو اس غرض کے لئے نازل کیا کہ وہ مسلمانوں کے ان دشمنوں یعنی عیسائیوں کی صلیب (جس سے مراد ان کے عقائد ہیں) کو پاش پاش کر دے۔

(الحجة النور صفحہ ۳)

—— (۲۴) ——

پھر اسی طرح ایک اور جگہ فرمایا ہے:۔

"اس خدا نے اپنے اس مسیح کو بھیجا تا وہ دلائل کے حربہ سے اس صلیب کو توڑے جس نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے بدن کو توڑا تھا۔ اور زخمی کیا تھا۔"

(تریاق القلوب صفحہ ۱۳ و ۱۴)

—— (۲۵) ——

اپنے زمانہ کے مسلمانوں کا جو حالت اور یورپ کے فلسفہ کی طرف مائل تھے ذکر کرنے کے بعد حضور نے تحریر فرمایا کہ:۔

فبعث اللہ فیھم مصلحاً منھم لیرد الیھم اموالھم ویفیض المال ویؤمنھم من اھوالھم

(الحجة النور صفحہ ۵)

یعنی تب اللہ تعالیٰ نے ان میں انہیں میں سے ایک شخص کو مصلح بنا کر مبعوث کیا۔ تا کہ وہ ان کے اموال ان کو واپس دلا دے۔ اور ان میں مال بکثرت تقسیم کرے۔ اور ان کو پریشانیوں سے نجات دے

—— (۲۶) ——

پھر فرمایا:۔

و واللہ انی جئت الناس لاجرھم من المحل الی خضراء الخصیب ومن الجھل الی العلوم النخب ومن التقاعس الی الطلب ومن الحزینة المخزیة الی الفتح والطرب ومن الشیطان الی اللہ ذی العجب (الحجة النور صفحہ ۲۹)

ترجمہ۔ اور بخدا میں اس لئے لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہوں کہ تا ان کو خشک سالی سے نکال کر گھنے باغوں میں لے آؤں۔ اور جہالت سے نکال کر علوم کی طرف اور شکست سے فتح و ظفر کی طرف لے آؤں اور ان کو شیطان کے پنجہ سے چھڑا کر خدائے ذوالعجائب کے آستانہ پر جھکا دوں۔

—— (۲۷) ——

اپنی بعثت کے مقصود کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:۔

"خدا نے مجھے دنیا میں اس لئے بھیجا کہ تا میں حلم اور خلق اور نرمی سے گم گشتہ لوگوں کو خدا اور اس کی پاک ہدایتوں کی طرف کھینچوں۔ اور وہ نور جو مجھے دیا گیا ہے۔ اس کی روشنی سے لوگوں کو راہ راست پر چلاؤں"

(تریاق القلوب صفحہ ۱۵)

—— (۲۸) ——

پھر فرمایا:۔

"مجھے جو میں مسیح موعود ہوں۔ زمین کی بادشاہت سے کچھ تعلق نہیں بلکہ ضرور تھا کہ میں غربت اور مسکینی سے آتا تا اس اعتراض کو دنیا پر سے اٹھا دیتا کہ گویا اسلام تلوار سے پھیلا ہے نہ آسمانی نشانوں سے"

(تریاق القلوب صفحہ ۱۶)

—— (۲۹) ——

"خدا نے مجھے بھیجا ہے کہ تا پرہیزگاری اور پاک اخلاق اور صلح کاری کی راہوں کو دوبارہ دنیا میں قائم کروں"

(ستارہ قیصریہ صفحہ ۱۲)

—— (۳۰) ——

اللہ تعالیٰ کو مخاطب کرتے ہوئے اپنے مشن کی بابت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام نے تحریر فرمایا کہ:

"تو نے ہی اس چودھویں صدی کے سر پر مجھے مبعوث کیا اور فرمایا کہ اٹھ کہ میں نے تجھے اس زمانہ میں اسلام کی حجت پوری کرنے کے لئے اور اسلامی سچائیوں کو دنیا میں پھیلانے کے لئے اور ایمان کو زندہ اور قوی کرنے کے لئے چنا . . . . . .

. . . .

. . . . اور تو نے ہی مجھے کہا کہ میں نے تجھے اس لئے بھیجا ہے کہ تا اسلام کو تمام قوموں کے آگے روشن کرکے دکھلاؤں اور کوئی مذہب ان تمام مذہبوں میں سے جو زمین پر ہیں برکات میں، معارف میں تعلیم کی عمدگی میں، خدا کی تائیدوں میں، خدا کے عجائب خوارق نشانوں میں اسلام سے برابری نہ کر سکے۔"

(تریاق القلوب صفحہ ۴۷ و ۴۸)

—— (۳۱) ——

"خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ نرمی اور آہستگی اور حلم اور غربت کے ساتھ اس خدا کی طرف لوگوں کو توجہ دلاؤں جو سچا خدا، قدیم اور غیر متغیر ہے اور کامل تقدس اور کامل علم اور کامل رحم اور کامل انصاف رکھتا ہے"۔

(مسیح ہندوستان میں صفحہ ۱۳)

—— (۳۲) ——

ملکہ معظمہ والیٔ انگلستان کے نام حضور علیہ السلام نے جوبلی کے موقعہ پر ایک مضمون مبارکباد کے طور پر لکھ کر ارسال کیا۔ اس مضمون کے تعارف میں حضور نے اپنی بعثت کی وضاحت کرتے ہوئے تحریر فرمایا:۔

"یہ عریضہ مبارکبادی اس شخص کی طرف سے ہے جو یسوع مسیح کے نام پر طرح طرح کی بدعتوں سے دنیا کو چھڑانے کے لئے آیا ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ امن اور نرمی کے ساتھ دنیا میں سچائی قائم کرے۔ اور لوگوں کو اپنے پیدا کنندہ سے سچی محبت اور بندگی کا طریق سکھلائے اور اپنے بادشاہ ملکہ معظمہ سے جس کی وہ رعایا ہیں سچی اطاعت کا طریق سمجھائے اور بنی نوع میں باہمی سچی ہمدردی کرانے کا سبق دیوے اور نفسانی کینوں اور جوشوں کو درمیان سے اٹھا دے۔ اور ایک پاک صلح کاری کو خدا کے نیک نیت بندوں میں قائم کرے جس کی نفاق سے ملونی نہ ہو۔"

(تحفہ قیصریہ صفحہ ۱)

—— (۳۳) ——

پھر اس کتاب کے آخر میں تحریر فرمایا:۔

"وہ خدا جو کبھی اپنے وجود کو بے دلیل نہیں چھوڑتا وہ جب کہ تمام نبیوں پر ظاہر ہوا اور جب اسے زمین کو تاریکی میں پا کر روشن کرتا آیا ہے۔ اس نے اس زمانہ کو بھی اپنے فیض سے محروم نہیں رکھا بلکہ جب دنیا کو آسمانی روشنی سے دور پایا، تب اس نے چاہا کہ زمین کی سطح کو ایک نئی معرفت سے منور کرے اور نئے نشان دکھلائے اور زمین کو روشن کرے۔ سو اس نے مجھے بھیجا"

(تحفہ قیصریہ صفحہ ۱۳)

—— (۳۴) ——

اپنی آمد کی بابت فرمایا:۔

سرمہ نور چشم۔ آنکھوں کے لئے مفید ٹھنڈا سرمہ۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ۔ ناصر دواخانہ ربوہ

"خدا اس لئے نے مجھ کو اس زمانہ کی اصلاح کے لئے بھیجا ہے۔ تا وہ غلطیاں جو بجز خدا تعالیٰ کی خاص تائید کے نکل نہیں سکتی تھیں۔ وہ مسلمانوں کے خیالات سے نکالی جائیں۔ اور منکرین کو سچے اور زندہ خدا کا ثبوت دیا جائے اور اسلام کی عظمت اور حقیقت تازہ نشانوں سے ثابت کی جائے۔"

(برکات دعا صفحہ ۲)

(۳۵)

اپنے زمانہ کے امراء و رؤسا اور سربرآوردہ شخصیت کو مخاطب کرکے اپنے آنے کا مقصد ان الفاظ میں واضح فرمایا:۔

"مجھے خدا تعالیٰ نے اس چودھویں صدی کے سر پر اپنی طرف سے مامور کرکے دین متین اسلام کی تجدید اور تائید کے لئے بھیجا ہے۔ تا میں اس پُر آشوب زمانہ میں قرآن کی خوبیاں اور حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمتیں ظاہر کروں۔ اور ان تمام دشمنوں کو جو اسلام پر حملہ کر رہے ہیں ان نوروں اور برکات اور خوارق اور علوم لدنیہ کی مدد سے جواب دوں جو مجھ کو عطا کئے گئے ہیں۔" (برکات دعا صفحہ ۳)

(۳۶)

اور کتاب کے آخر میں تحریر فرمایا:۔

"بالآخر میں ہر ایک مسلمان کی خدمت میں نصیحتاً کہتا ہوں کہ اسلام کے لئے جاگو کہ اسلام سخت فتنہ میں پڑا ہے۔ اس کی مدد کرو کہ یہ اب غریب ہے اور میں اسی لئے آیا ہوں"

(برکات دعا صفحہ ۵)

(۳۷)

"فاقامنی برحمۃ خاصۃ فی ایام الکلال وخصاصۃ لیجعل المسلمین من المنعمین ویعطیھم ما لم یحطوا بانھم ویرحم الضعفاء وھو ارحم الراحمین"

پس اللہ تعالیٰ نے اس تنگی اور فقر کے زمانہ میں اپنی خاص رحمت سے مجھ کو کھڑا کیا ہے تا وہ مسلمانوں کو انعام یافتہ لوگوں میں سے بنائے اور ان کو وہ کچھ دے۔ جو ان کے باپ دادوں کو بھی نہیں دیا گیا اور کمزوروں پر رحم کرے۔ اور وہ سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ (اتمام الحجۃ صفحہ ۱)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ھوالشافی

"کیور یو سسٹم" یعنی جدید ہومیوپیتھی کے

مجرب نسخے SPECIFICS

ٹانکس TONICS (مقویات)

(۱) "بے بی ٹانک" بچوں کی کمزوری، سوکھے پن اور بدہضمی وغیرہ کے لئے۔	۲/-
(۲) "برین ٹانک" دماغی تھکان اور حافظہ کی کمزوری کے لئے۔	۳/-
(۳) "جنرل ٹانک" دماغی اور اعصابی کمزوری کے لئے۔	۴/-
(۴) "سپیشل ٹانک" ہر قسم کی کمزوری اور کمی خون کے لئے۔	۵/-
(۵) "سپیشل کورس" خاص کمزوری کا خاص علاج۔	۱۰/-
(۶) "ریجووی نیٹنگ کورس" سپیشل کورس سے بھی طاقتور نسخہ۔	۳۰/-

FACE CLEANER فیس کلینر

کھانے سے چہرے کے کیل چھائیاں اور داغ وغیرہ صاف ہو جاتے ہیں۔ ۳/-

آرنیکا ہیئر آئل

گرتے بالوں کو روکتا اور نئے بال اُگاتا ہے ۵/- چھوٹی شیشی ۳/-

عام استعمال کی ادویات

"کیور یٹو" کھانسی، زکام، بخار اور نمونیہ وغیرہ کا فوری علاج ۲/- چھوٹی شیشی ۱/-
"ڈائی جسٹین"۔ بدہضمی اور بھوک کی کمی وغیرہ کے لئے۔ ۲/- چھوٹی شیشی ۱/-

عورتوں کی ادویات

(۱) "لیکورین" لیکوریا (سیلان الرحم) کا کامیاب علاج۔	۴/-
(۲) "مینسلین نمبر ۱" ایام کی درد اور رکاوٹ کا کامیاب علاج۔	۳/-
(۳) "مینسلین نمبر ۲" خون کے زیادہ اخراج کو روکتی ہے۔	۳/-
(۴) "سٹے ریلیٹی کورس" بانجھ پن کا مکمل کورس۔	۲۰/-

دانتوں کی ادویات

(۱) "اینٹی پائیوریا" مسوڑوں سے خون یا پیپ وغیرہ آنے۔ گوشت خوردہ مسوڑوں کی بیماریوں کیلئے	۱۰/-
(۲) "اینٹی کیریز" دانتوں کے گھن کا مستقل علاج۔	۱۰/-
(۳) "اینٹی کیریز فار بے بیز" بچگانہ کورس۔	۵/-
(۴) "ٹوتھ کیورنمبر ۲" دانت درد کا فوری علاج۔	۲/-

حیوانات کی دوائیں

"اکسیر اپھارہ" "اکسیر منہ کھر -/۱" "اکسیر کنار -/۱" "اکسیر گل گھوٹو -/۲" "خناق روک -/۱" اور "تریاق زہر باد -/۱"۔

● درجن یا زیادہ پر ۳۳ فیصدی کمیشن ● دو درجن یا زیادہ پر ڈاک خرچ بذمہ کمپنی

● بواسیر ● دمہ ● اور دردوں کے لئے دس ۱۰/- دس ۱۰/- روپیہ کی چار خوراکی اکسیر ہیں نہایت کامیاب ہیں ●

کیور یو میڈیسن کمپنی (رجسٹرڈ) ۳۵ کمرشل بلڈنگ مال لاہور ❋ ڈاکٹر راجہ ہومیو اینڈ کمپنی متصل ڈاکخانہ گول بازار ربوہ

(۳۸)

حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے فرمایا:-

"سنت اللہ کے موافق یہ عاجز صلیبی شوکت کے توڑنے کے لئے مامور ہے۔ یعنی خدا تعالےٰ کی طرف سے اس خدمت پر مقرر کیا گیا ہے۔ کہ جو کچھ عیسائی پادریوں نے کفارہ اور تثلیث کے باطل مسائل کو دنیا میں پھیلایا ہے اور خدائے وحدہ لا شریک کی کسر شان کی ہے۔ یہ تمام فتنہ سچے دلائل اور روشن براہین اور پاک نشانوں کے ذریعہ سے فرو کیا جائے۔"

(اشتہار مباہلہ کتاب انجام آتھم)

(۳۹)

فرمایا:- "صلح کاری سے حق کو پھیلانا میرا مقصد ہے" (انجام آتھم ص۶۱)

(۴۰)

"میں ہر ایک طالب حق کو یاد دلاتا ہوں کہ وہ دین حق کے نشان اور اسلام کی سچائی کے آسمانی گواہ جس سے ہمارے نابینا علماء بے خبر ہیں وہ مجھ کو عطا کئے گئے ہیں مجھے بھیجا گیا ہے تا میں ثابت کروں کہ ایک اسلام ہی ہے جو زندہ مذہب ہے۔" (انجام آتھم ص۳۴۵)

(۴۱)

انزلنی ربی لاصلاح الضالین لانصر الدین وارجم الشیاطین

یعنی خدا تعالےٰ نے مجھے گمراہ لوگوں کی اصلاح کی خاطر بھیجا ہے۔ اور اس لئے کہ میں دین کی تائید و نصرت کروں۔ اور شیاطین کو ہلاک کروں۔ (کرامات الصادقین ص۲۹)

(۴۲)

اپنے زمانہ میں موجود دینی، مذہبی، اخلاقی اور معاشرتی فسادوں کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا:-

فامرت وارسلت لاصلاح ھذہ الفساد وازالۃ ذلک الشرار.... فبعث اللہ رجلاً لاعلاء شان کلامہ واظہار اسرارہ واعلان معارفہ وادارۃ تضوع مسکہ وفض ختامہ

(آئینہ کمالات اسلام ص۱۹)

یعنی خدا نے مجھے زمانہ کے مفاسد کی اصلاح کا حکم دے کر بھیجا ہے تا میں اس فتنہ کی آگ کو ٹھنڈا کروں.... خدا نے اس زمانے میں اپنے اس بندہ کو کلام اللہ کی بلند شان ظاہر کرنے، اپنے اسرار کو کھولنے اور معارف کو بیان کرنے، اپنی محبت و وفا کی جھلک دکھانے اور اپنی جود کے دریا جاری کرنے کے لئے بھیجا ہے۔

(۴۳)

حضرت مسیح پاک علیہ السلام اپنے بارہ میں تحریر فرماتے ہیں:

"الحمد للہ خدا نے مجھ پر کامل طور پر اپنی برکتیں نازل کی ہیں۔ اور اتباع میں ایک گوہر فطرت بخش کر مجھے بھیجا ہے کہ تا حقیقی متابعت کی راہیں لوگوں کو سکھلاؤں۔ اور ان کو اس علمی و عملی ظلمت سے باہر نکالوں۔ جو بوجہ کم توجہی ان پر محیط ہو رہی ہے.... اس کام پر جس نے آپ مجھے مامور کیا ہے۔ اب کسی کے کہنے سے میں رک نہیں سکتا۔" (آئینہ کمالات اسلام ص۳۵)

(۴۴)

"اب اتمام حجت کے لئے میں یہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ...... خدا تعالےٰ نے اس زمانہ کو تاریک پا کر اور دنیا کو غفلت اور کفر اور شرک میں غرق دیکھ کر اور ایمان اور صدق اور تقویٰ اور راستبازی کو زائل ہوتے ہوئے مشاہدہ کر کے مجھے بھیجا ہے۔ کہ تا وہ دوبارہ دنیا میں علمی اور اخلاقی اور ایمانی سچائی کو قائم کرے اور تا اسلام کو ان لوگوں کے حملہ سے بچائے جو فلسفیت اور نیچریت اور اباحت اور شرک اور دہریت کے لباس میں اس الٰہی باغ کو کچھ نقصان پہنچانا چاہتے ہیں۔"

(آئینہ کمالات اسلام ص۲۵۱)

(۴۵)

صراحت سے اعلان کرنے کی بجائے غائب کے صیغہ میں اپنے بارہ میں تحریر فرمایا ہے:

"ایک مسلمان جسے تائید اسلام کے لئے خدا تعالےٰ نے بھیجا۔ جس کے مقاصد میں سے ہے کہ تا دین اسلام کی خوبیاں لوگوں پر ظاہر کرے۔ اور مخالفوں کے فلسفی وغیرہ اعتراضات سے اسلام کا پاک ہونا ثابت کر دیوے اور مسلمانوں کو اللہ اور رسول کی محبت کی طرف رجوع دلاوے۔"

(آئینہ کمالات اسلام ص۳۳۹)

دوائی فضل الٰہی

جن عورتوں کے ہاں لڑکیاں ہی لڑکیاں پیدا ہوتی ہوں۔ اس کے استعمال سے بفضلہ تعالےٰ لڑکا پیدا ہوتا ہے بارہا تجربہ میں آچکی ہے مگر شرط یہ ہے حمل کے پہلے مہینہ سے شروع کی جائے۔

قیمت مکمل کورس ۱۶ روپے

دواخانہ خدمت خلق رجسٹرڈ ربوہ

هوالشافی

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

کامیاب علاج

دمہ اور پرانی کھانسی، دائمی نزلہ و زکام، تبخیر معدہ، مراق، مالیخولیا، بواسیر خونی و بادی، مرض اٹھرا، ماہواری کورس کی خرابی، بچوں کی مرض سوکھا، پرانی خارش و چنبل، پائیوریا، دیگر مردانہ و زنانہ پیچیدہ امراض کا بفضلہ تعالےٰ کامیاب علاج کروائیں۔

اپنی بیماری کی مکمل کیفیت تحریر فرماویں

ناصر دواخانہ رجسٹرڈ گولبازار ربوہ فون ۳۲

لاہور میں قیام وطعام کیلئے

گراؤن ہوٹل اینڈ ریسٹورنٹ

چوک برانڈرتھ روڈ لاہور

میں تشریف لاویں

فرنیچر اور فلش سے آراستہ کمرے

لذیذ کھانے

ہر قسم کا چمڑا۔ کنوس کے ٹرنک۔ سوٹ کیس۔ ہولڈال۔ ہینڈ بیگ۔ سامان سیڈلری۔ سفر کی ضروریات کا سامان اور جہیز میں دینے والے تحائف وغیرہ خریدنے کے لئے ہمارے شوروم میں تشریف لائیں۔

ایم الٰہی بخش حسین بخش ۱۳۱۔ انارکلی لاہور

اُمّتِ محمدیہ میں روحانی انعامات کا چشمہ قیامت تک جاری رہے گا

مکرم مولوی غلام احمد صاحب فرخ مربی سلسلہ احمدیہ حیدر آباد

مولانا احتشام الحق تھانوی کا درس القرآن روزنامہ جنگ کراچی ہر جمعہ کو شائع کرتا ہے۔ اسی سلسلہ میں ۸ جولائی ۱۹۶۶ء کے شمارہ میں سورۃ فاتحہ کی آیت "صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ" کی تفسیر بیان کی گئی ہے۔ چنانچہ مولانا لکھتے ہیں:-

"یہاں وہ اخروی نعمتیں مراد ہیں جن کا نتیجہ اور فائدہ آخرت میں ظاہر ہوگا۔ جیسے ایمان۔ عمل صالح۔ توفیق الٰہی وغیرہ کیونکہ دنیاوی و جسمانی نعمتیں عام ہیں۔ مومن اور کافر دونوں کے لئے حتیٰ کہ اللہ کے باغی بھی دنیاوی نعمتوں سے محروم نہیں .... یہ روحانی اور اخروی نعمتیں جن کو عطا کی گئی ہیں۔ وہ ہی منعم علیہم ہیں اور انہیں کی راہ صراط مستقیم ہے۔"

مولانا نے یہ تفسیر بیان کرکے مسلمانوں کو سخت مایوسی کا راستہ دکھایا ہے۔ ظاہر ہے کہ صراط مستقیم پر چل کر جب اس دنیا میں کوئی فیض انعام اور مفید نتیجہ امت محمدیہ کو حاصل نہیں ہو سکتا تو آخرت میں انعام ملنے کا کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔ طرفہ یہ ہے کہ مولانا صاحب گذشتہ دنوں افریقہ کے ایک علاقہ میں اسلام پر لیکچر دینے گئے تھے کیا اسلام کا یہی خشک تصور تھا جس کا اعلان کرنے وہ افریقہ تک پہنچے۔ زمانہ تو اس اسلام کو چاہتا ہے جو تر و تازہ ہو اور جس کی شاخیں پھلوں سے بھری ہوئی ہوں لیکن اگر اسلام میں بھی فیض رسانی کا چشمہ خشک ہو چکا ہے اور سوائے محرومی کے اور تہی دست رہنے کے کوئی نتیجہ ظاہر نہیں ہو سکتا تو اسلام میں اور غیر مذاہب میں کیا فرق رہ گیا؟ گذشتہ قصوں اور کہانیوں کا تو ان کے ہاں بھی انبار موجود ہے۔ اسی طرح آئندہ کے موہوم وعدوں کی ان کے ہاں کوئی کمی نہیں لیکن ہم ببانگ بلند کہتے ہیں کہ اس محرومی کا ذمہ دار اسلام ہرگز نہیں۔ اور نہ وہ اس سلسلہ میں ہمیں مایوس کرتا ہے بلکہ قرآن کریم ہمیں خوشخبری دیتا ہے کہ فیوض و انعامات کا شیریں چشمہ ہمیشہ جاری ہے چنانچہ فرماتا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ۔ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ۔

(حٰم سجدہ)

یعنی "وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ ہمارا رب اللہ ہے اور پھر عملی رنگ میں پوری طرح استقامت دکھاتے ہیں۔ ان پر ملائکہ نازل ہوتے ہیں یہ کہتے ہوئے کہ تم نہ خوف کرو اور نہ غم کھاؤ اور جس جنت کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے اس پر خوش ہو جاؤ۔ ہم تمہارے اس دنیا میں اور آخرت میں بھی دوست ہیں"۔

اس آیت میں کس صفائی سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اسی دنیا میں کامل مومنوں پر ملائکہ نازل ہوتے اور ان کو تازہ بتازہ بشارتوں سے نوازتے ہیں۔ پھر فرمایا:-

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ۔ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ

(یونس ع)

یعنی اللہ تعالیٰ کے اولیاء کو کوئی خوف نہیں ہوتا اور نہ ان کو گذشتہ کا غم لاحق ہوتا ہے یہ ایمان لانے والے اور تقویٰ شعار لوگ ہیں ان کے لئے اس دنیا میں بھی بشارات ہیں اور آخرت میں بھی۔

غرض قرآن کریم ہمیں دوام انعام اور فیض کے عطا کئے جانے کا اعلان کرتا ہے۔ اور وہ تمام برکات اور نعمتیں جو پہلی امتوں کو مل چکی ہیں امت محمدیہ کو بڑھ چڑھ کر دئے جانے کی خوشخبری دیتا ہے۔

علاوہ ازیں "اَلْقُرْاٰنُ يُفَسِّرُ بَعْضُهٗ بَعْضًا" کے اصول کی بناء پر قرآن کریم نے صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کی تفسیر خود بیان کر دی ہے۔ اور بتایا ہے کہ مُنْعَم علیہم کون ہیں؟ چنانچہ فرمایا:-

ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا۔

(نساء ع)

یعنی "جو لوگ اللہ کی اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتے ہیں۔ وہ ان لوگوں میں شامل ہوں گے جو منعم علیہم ہیں۔ یعنی نبیوں صدیقوں، شہیدوں اور صالحین میں شامل ہوں گے۔"

اب ایک طرف سورۃ فاتحہ میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو دعا سکھائی کہ مجھ سے منعم علیہم کا راستہ طلب کرو اور آیت متذکرہ بالا میں وضاحت کر دی کہ منعم علیہم نبی۔ صدیق۔ شہید اور صالح ہیں کیا ان دونوں آیتوں پر غور کرنے سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ امت محمدیہ کو یہ انعامات اور مراتب نہ صرف آخرت میں بلکہ اسی دنیا میں عطا کئے جائیں گے؟

پھر منعم علیہم پر جو انعامات کئے گئے ان کا ذکر قرآن کریم میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبانی کیا گیا۔ چنانچہ فرمایا:-

واذ قال موسیٰ لقومہ یاقوم اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ جعل فیکم انبیاء وجعلکم ملوکا واتاکم مالم یؤت احدا من العلمین

(مائدہ ع)

یعنی "اے میری قوم اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کو یاد کرو جو اس نے تم پر کی۔ جب کہ اس نے تم میں نبی بنائے اور تم کو بادشاہ بنایا اور تم کو وہ نعمتیں دیں جو دنیا میں اور کسی کو نہیں دیں"۔

کیا بنی اسرائیل کو یہ ظاہری اور باطنی انعامات اسی دنیا میں عطا نہیں کئے گئے۔ ایک طرف تو انبیاء کو مبعوث فرما کر ان پر روحانی نعمتوں کی بارش برسائی اور دوسری طرف موعودہ بادشاہت ان کو عطا کرکے ظاہری نعمتوں سے ان کو نوازا۔

پس جبکہ امت موسویہ پر اللہ تعالیٰ نے انعامات کی بارش اسی دنیا میں نازل فرمائی۔ اور اخروی انعامات اور فیوض کا نمونہ اسی دنیا میں ان کو دکھایا گیا۔ تو امت محمدیہ جس کو "خیر امت" کا لقب دیا گیا کیوں ان نعمتوں اور فیوض سے محروم رکھی گئی؟

درحقیقت مسلمانوں کی اس زمانہ میں پستی۔ محرومی اور مایوسی کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ اسی دور کے مسلمان علماء تک بھی سخت مایوسی کا شکار تھے۔ خود تو اس پاکیزہ کوچہ میں قدم رکھنا ان کو نصیب نہ ہوا۔ مگر زیادہ افسوس اس بات کا ہے کہ اس محرومی کو اسلام کی طرف منسوب کرکے اس کو ایک اسلامی عقیدہ کا نام دیا جانے لگا۔ چنانچہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے ۱۸۹۶ء میں لاہور کے جلسہ اعظم مذاہب میں اس بات کا اعلان کیا تھا کہ معجزہ اور کرامت کا ظہور ختم ہو چکا ہوا ہے۔ کیونکہ انبیاء گذر چکے اور اولیاء جو کرامت دکھاتے تھے سب فوت ہو چکے۔ اس لئے ہم گذشتہ کا حوالہ دے سکتے ہیں۔ لیکن معجزہ اور کرامت دکھا نہیں سکتے۔

(رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب)

مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی، مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری۔ مولوی ابوالاعلیٰ صاحب مودودی اور مولوی احتشام الحق صاحب تھانوی سب ایک ہی راستہ پر گامزن ہیں اور یہی نظریہ رکھتے ہیں کہ مکالمہ الٰہیہ اور الہام کا دروازہ اب کلی طور پر مسدود ہو چکا ہے۔ گویا اب اسلام میں کسی انعام۔ فیض اور مفید نتائج کی امید رکھنا لا حاصل ہے۔

حقیقت میں احمدیت کی نمایاں شان اسی سے ظاہر ہوتی ہے۔ جو مسلمان علماء نعمتوں کے جس دروازے کو بالکل مسدود قرار دیتے ہیں۔ احمدیت اس دروازے کو کھلا ہوا قرار دیتی ہے اور اس کے لئے تازہ بتازہ

نبوت پیدا کرتی ہے اور اسی طرح اسلام کی محبت تمام دیگر مذاہب پر قائم کرتی ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نہایت ہی پُر شوکت الفاظ میں اعلان فرمایا:۔

"یہ خیال مت کرو کہ خدا کی وحی آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئی ہے اور روح القدس اب اتر نہیں سکتا بلکہ پہلے زمانوں ہی میں اتر چکا۔ اور میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہر ایک دروازہ بند ہے مگر روح القدس کے اترنے کا دروازہ کبھی بند نہیں ہوتا۔ تم اپنے دلوں کے دروازے کھول دو تا وہ ان میں داخل ہو تم اس آفتاب سے خود اپنے تئیں دور ڈالتے ہو جب کہ اس شعاع کے داخل ہونے کی کھڑکی کو بند کرتے ہو۔ اے نادان! اٹھ اور اس کھڑکی کو کھول دے تب آفتاب خود بخود تیرے اندر داخل ہو جائے گا۔ جبکہ خدا نے دنیا کے فیضوں کی راہیں اس زمانہ میں بند نہیں کیں بلکہ زیادہ کیں تو کیا تمہارا ظن ہے کہ آسمان کے فیوض کی راہیں جن کی اس وقت تمہیں بہت ضرورت تھی وہ تم پر اس نے بند کر دی ہیں۔ ہرگز نہیں بلکہ بہت صفائی سے وہ دروازہ کھولا گیا ہے۔ اب جبکہ خدا نے اپنی تعلیم کے موافق جو سورۃ فاتحہ میں سکھلائی گئی گذشتہ تمام نعمتوں کا تم پر دروازہ کھول دیا ہے تو تم کیوں ان کے لینے سے انکار کرتے ہو؟ اس چشمہ کے پیاسے بنو کہ پانی خود بخود اتر آئے گا۔ رحم کے لائق بنو تا تم پر رحم کیا جائے۔ اضطراب دکھلاؤ تا تسلی پاؤ۔ بار بار چلاؤ تا ایک ہاتھ تمہیں پکڑ لے۔"

(کشتی نوح)

پھر حضور علیہ السلام اپنی کتاب انجام آتھم میں فرماتے ہیں:۔

"بالآخر میں پھر ایک طالب حق کو یاد دلاتا ہوں کہ وہ دین حق کے نشان اور اسلام کی سچائی کے آسمانی گواہ جس

جس سے ہمارے نابینا علماء بے خبر ہیں وہ مجھ کو عطا کئے گئے ہیں۔ مجھے بھیجا گیا ہے تا میں ثابت کروں کہ ایک اسلام ہی ہے جو زندہ مذہب ہے اور وہ کرامات مجھے عطا کئے گئے ہیں جن کے مقابلہ سے تمام غیر مذاہب والے ہمارے اندرونی اندھے مخالف عاجز ہیں۔ میں ہر ایک مخالف کو دکھلا سکتا ہوں کہ قرآن شریف اپنی تعلیموں اور اپنے علوم حکمیہ اور اپنے معارف دقیقہ اور بلاغت کاملہ کی رو سے معجزہ ہے۔ موسیٰ کے معجزہ سے بڑھ کر اور عیسیٰ کے معجزہ سے صدہا درجہ زیادہ۔ میں بار بار کہتا ہوں اور بلند آواز سے کہتا ہوں کہ قرآن اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت رکھنا اور سچی تابعداری اختیار کرنا انسان کو صاحب کرامات بنا دیتا ہے اور اسی کامل انسان پر علوم غیبیہ کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور دنیا میں کسی مذہب والا روحانی برکات میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ چنانچہ میں اس میں صاحب تجربہ ہوں۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ بجز اسلام تمام مذاہب مردے ان کے خدا مردے ہیں اور خدا تعالیٰ کے ساتھ زندہ تعلق ہو جانا بجز اسلام قبول کرنے کے ہرگز ممکن نہیں ہرگز ممکن نہیں۔ اے نادانو! تمہیں مردہ پرستی میں کیا مزہ ہے۔ اور مردار کھانے میں کیا لذت۔ آؤ میں تمہیں بتلاؤں کہ زندہ خدا کہاں ہے۔ اور کس قوم کے ساتھ ہے وہ اسلام کے ساتھ ہے اسلام اس وقت موسیٰ کا طور ہے۔ جہاں خدا بول رہا ہے وہ خدا جو نبیوں

کے ساتھ کلام کرتا ہے۔ اور پھر چپ ہو گیا۔ آج وہ ایک مسلمان کے دل میں کلام کر رہا ہے کیا تم میں سے کسی کو شوق نہیں کہ اسکو پرکھے پھر اگر حق کو پاوے تو قبول کرے۔"

(انجام آتھم ص۶۱)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب فیصلہ آسمانی میں علماء کو دعوت دی اور فرمایا:۔

"اگر آپ لوگ فی الحقیقت مومن ہیں اور آسمان کے ساتھ آپ لوگوں کی کوئی روحانی مناسبت ہے تو آؤ آسمانی تائیدات میں میرا مقابلہ کر کے دیکھ لو اگر آپ لوگ کامل مومن اور متقی ہیں تو اللہ تعالیٰ یقیناً آپ لوگوں کی تائید کرے گا۔ لیکن اگر اس نے آپ لوگوں کو مخذول اور مہجور کر دیا اور تائید الٰہی میرے شامل حال ہو گئی۔ تو پھر تمہیں سمجھ لینا چاہیئے کہ حق کس کے ساتھ ہے اور باطل پر کون ہے؟"

چنانچہ آپ نے اس سلسلہ میں کامل مومن کی چار علامات بیان فرمائیں۔

اوّل۔ یہ کہ کامل مومن کو خدا تعالیٰ سے اکثر بشارتیں ملتی ہیں۔ یعنی پیش از وقوع خوشخبریاں جو اس کی مرادات یا اس کے دوستوں کے مطلوبات ہیں اس کو بتلائی جاتی ہیں۔

دوم۔ یہ کہ مومن کامل پر ایسے امور غیبیہ کھلتے ہیں۔ جو نہ صرف اس کی ذات یا اس کے واسطہ داروں سے متعلق ہوں۔ بلکہ جو کچھ دنیا میں قضا و قدر نازل ہونے والی ہے۔ یا بعض دنیا کے افراد مشہورہ پر کچھ تغیرات آنے والے ہیں۔ ان سے برگزیدہ مومن کو اکثر اوقات خبر دی جاتی ہے۔

سوم:۔ یہ کہ مومن کامل کی اکثر دعائیں قبول کی جاتی ہیں اور اکثر ان دعاؤں کی قبولیت کی پیش از وقت اطلاع بھی دی جاتی ہے

چہارم۔ یہ کہ مومن کامل پر قرآن کریم کے دقائق معارف جدیدہ و لطائف و خواص عجیبہ سب سے زیادہ کھولے جاتے ہیں۔"

کاش کہ علماء وقت اب بھی آنکھیں کھولیں۔ اور اس خدائی نور کو پہچانیں۔ جو عین وقت پر ظاہر ہوا جس نے وقت کے تقاضوں کو پورا کیا اور کرامات و معجزات دکھا کر ثابت کیا کہ اسلام کا خدا زندہ خدا ہے۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم زندہ رسول ہیں۔ قرآن زندہ کتاب ہے اور اسلام زندہ مذہب ہے۔

نفی نبوت و اقرار نبوت

اعتراض ۔ ایک شخص کی طرف سے یہ سوال پیش ہوا کہ مرزا صاحب اپنی تصنیفات میں کہیں نبوت کی نفی کرتے ہیں اور کہیں جواز۔

جواب:۔ فرمایا:۔ یہ اس کی غلطی ہے۔ ہم اگر نبی کا لفظ اپنے متعلق استعمال کرتے ہیں تو ہم ہمیشہ وہ مفہوم لیتے ہیں جو کہ ختم نبوت کا مخل نہیں ہے اور جب اس کی نفی کرتے ہیں تو وہ معنے مراد ہوتے ہیں جو ختم نبوت کے مخل ہیں۔ (ملفوظات جلد پنجم ص۲۸۲)

گورو گوبند سنگھ صاحب اور مسلمان

(مکرم گیانی عباد اللہ صاحب ...)

مشرقی پنجاب سے حال ہی میں ایک ضخیم کتاب "گورو گوبند سنگھ سمرتی" کے نام پر گورمکھی میں شائع کی گئی ہے۔ اس میں گورو گوبند سنگھ جی کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر بھارت کے مشہور بیدار مغز ادیبوں کے مضامین درج ہیں جن میں ڈاکٹر رادھا کرشنن اور راجندر ناتھ جیسے بھارتی نیتا بھی شامل ہیں۔

اس کتاب میں ایک قابل قدر مضمون ص ۱۳۱ سے ص ۱۵۱ تک گیانی عباد اللہ صاحب کا بھی ہے جو "گوبند سنگھ صاحب اور مسلمان" کے موضوع پر ہے اس مضمون سے متعلق اس کتاب کے مؤلف سردار بیریندر سنگھ صاحب آرگنائزر آل انڈیا سکھ یوتھ فیڈریشن نے اپنی گورمکھی چٹھی مورخہ ۱۹۶۰ء میں گیانی صاحب کو لکھا ہے کہ:-

"آپ کا مضمون کافی لمبا تھا تاہم آپ کے احترام کے پیش نظر پورے کا پورا دے دیا گیا ہے۔ مضمون سکھ حلقوں نے پسند کیا ہے"

ناظرین الفضل کی دلچسپی کے لئے گیانی صاحب کے اس مضمون کا ترجمہ ذیل میں دیا جاتا ہے ——— (ادارہ)

سکھ تاریخ سے یہ امر واضح ہے کہ گورو گوبند سنگھ جی آج تین سو سال قبل بہار کے مشہور شہر پٹنہ میں پیدا ہوئے تھے گورو جی نے خود بھی اپنی جائے پیدائش کے بارہ میں یہ بیان کیا ہے کہ

تہی پرکاش ہمارا بھیو
پٹنہ شہر بکھے بھو لیو

آپ کے قابل احترام والد ہند کی چادر سری گورو تیغ بہادر جی تھے اور والدہ ماجدہ کا اسم گرامی ماتا گوجری جی تھا آپ اپنے والدین کے اکلوتے فرزند ارجمند تھے۔

جب ہم گورو گوبند سنگھ جی اور مسلمان کے موضوع پر اظہار خیال کرنے کے لئے سکھ کتب کی ورق گردانی کرتے ہیں تو یہ امر واضح ہوتا ہے کہ متعدد سکھ ودوانوں کا یہ خیال ہے کہ "ایک بتا الجس کے ہم بارک" کے گیت گانے والے گورو گوبند سنگھ صاحب اسلام کو ایک غیر ملکی مذہب اور مسلمانوں کو ایک بدیشی قوم تصور کرتے تھے اور ان کا مشن بھارت کو اس غیر ملکی مذہب اور غیر ملکی قوم سے پاک کرنا تھا اسی وجہ سے انہوں نے تلوار اٹھائی اور اپنے سکھوں کو ہتھیار بند خالصہ کی شکل دی یہ خیال عام لوگوں کا ہی نہیں بلکہ بڑے بڑے سائنسدان۔ ڈاکٹر۔ پی ایچ ڈی۔ ہسٹورین اور ریسرچ سکالر سکھ بھی اس خیال کے حامل ہیں وہ اپنے اس خیال کے ثبوت میں سکھ لٹریچر سے بعض ایسے حوالہ جات بھی پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں جس سے گورو جی کو اسلام کا بہت بڑا مخالف اور مسلمانوں کا دشمن ثابت کیا جا سکے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے کہ گورو جی نے اپنے سکھوں کو یہ تلقین کی کہ:-

"Mohammadans are my enemies I have lifted up my sword to kill them Those who are their not mine and those who are mine not their.

Sakhi Book
P. 85"

یعنی "ہمارے دشمن مسلمان ہیں۔ ہم نے تلوار اٹھائی ہے۔ جو ان کا ہے وہ میرا نہیں۔ جو میرا ہے ان کا نہیں"۔

(سو ساکھی۔ ساکھی ۲۹)

نیز وہ صاحب گورو گوبند سنگھ کی طرف یہ بات بھی منسوب کرتے ہیں کہ گورو جی نے وید اور قرآن مجید منسوخ کرنے۔ مساجد اور مقابر گرانے اور اذانیں بند کرنے اور نمازیں ادا کرنے والے مسلمانوں کو قتل و غارت کرنے کی تلقین کرتے ہوئے یہ فرمایا تھا کہ:-

دو ہوں پنتھ میں کپٹ دھاہی چالی
بہر ہیرو پنتھ پھیر نیارا چالی
ترکی گور و بید بتبیاں کھپائینگ
تو ہی اکال ہر ہر جا پائینگ
مٹے وید شاستر، اٹھے بانگ اور نماز
مٹے بانگ، صلوٰۃ، سنت قرانگ

(اگر ودھی کی وار۔ نامی سلاطین ۲۳۲)

یاد رہے کہ نامدھاری سکھ اسی واک کو بڑی عقیدت سے پڑھتے ہیں۔ اور اسے اپنی روزمرہ کی پوجا پاٹھ میں شامل کرتے ہیں۔ نیز مشہور سکھ لیڈر ماسٹر تارا سنگھ جی اور بعض دوسرے سکھ ودوان بھی اپنے نظریہ کی تائید میں اس واک کے اکثر حوالہ جات پیش کرتے رہتے ہیں۔ (ملاحظہ ہو ورتمان سکھ راجنیتی ص ۲ ۔ من ماتی ص ۳ ۔ گورمت سدھاکر ص ۱۵۴ ۔ کتھا پرسنگ ص ۲۲ ۔ سکس فلاسفی ص ۲۳۰ ۔ کلید گرنتھ ص ۱۱۳ ۔ رسالہ سنت سپاہی امرتسر جولائی ۱۹۲۰ء ۔ رسالہ خالصہ پارلیمنٹ گزٹ جنوری ۱۹۵۳ء ۔ وغیرہ)

اکثر سکھ ودوانوں کے نزدیک سکھوں نے گورو گوبند سنگھ جی کی اس تعلیم پر عمل بھی کیا تھا اور اپنے اقتدار کے زمانہ میں مسلمانوں کی مساجد اور مقابر مسمار کر دیئے تھے اور لوگوں کو اذانیں دینے اور نمازیں پڑھنے سے جبراً روک دیا تھا۔ چنانچہ اس بارہ میں بھائی گورو داس دوسرے یوں بیان کرتے ہیں کہ:-

گورو براکال کے حکم سیوں اپجیو بگیانا
تب سہجے رچیو خالصہ ثابت مردانا
ایوں اٹھے سنگھ بھبکار کر سب جگ ڈرپانا
مڑھی، گور، دیول، مسیت ڈھاکے میدانا
بانگ، صلوٰۃ، سنت کر مارے سلطانا
میر پیر سب چھپ گئے مذہب الٹانا

(وار ام ہوری ۱۹)

مشہور سکھ ودوان ڈاکٹر گنڈا سنگھ جی نے اس بارہ میں یہ بیان کیا ہے کہ:-

"اس اہم ودیا وار کی ۱۹ ویں پوڑی میں ماضی کے واقعات کا ذکر ہے"

(ڈکھیاں دی وتھیا ص ۶۱)

مشہور سکھ بزرگ اور شاعر بھائی سنتوکھ سنگھ لکھتے ہیں کہ گورو جی نے دیوی کو مخاطب کر کے یہ کہا تھا کہ:-

دیہو برات پنتھ اپاؤ دوں
ترک دھان کو تیغ سناؤوں

مشہور سکھ مؤرخ بھائی ویر سنگھ جی نے بھائی سنتوکھ سنگھ جی کے مندرجہ بالا بیان کی تشریح میں یہ لکھا ہے کہ:

"شاعر کے قول کے مطابق گورو جی کو پنتھ چلانے کا شوق ہے اور دیوی ماتا سے آپ بر مانگ رہے ہیں۔ اس طرح بیان کرنے سے پنتھ نانک کے قول کا رد ہو گیا۔ دونوں میں سے مستند گورو جی کا اپنا ارشاد ہے۔ اسلئے یہاں بیان کردہ بات غلط ہے"

(گور پرتاپ سورج سپارت ص ۱۹۵۹)

اس سے واضح ہے کہ بھائی ویر سنگھ جی کی تحقیق کے مطابق بھائی سنتوکھ سنگھ جی کا یہ بیان کرنا کہ گورو گوبند جی نے دیوی سے بر طلب کیا تھا۔ ایک بالکل بے بنیاد اور من گھڑت بات ہے۔ جو گورو جی کی اپنی بیان کردہ بانی کے سراسر خلاف ہے۔ گورو گوبند سنگھ جی ایسا نہیں کہہ سکتے تھے

جب ہم گورو گوبند سنگھ اپنی بیان کردہ بانی کا بغور مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ گورو جی کے نزدیک بھارت میں قائم شدہ مسلم حکومت خدا تعالیٰ کی منشاء اور مشیت کے ماتحت ہی قائم ہوئی تھی۔ چنانچہ گورو صاحب فرماتے ہیں کہ:-

بابے کے بابر کے دوؤ
آپ کرے پرمیشر سوؤ

وہی شاہ ان کو پہچانو
دنی پت ان کو انو مانو
جو بابے کے دام دئے ہیں
تن لے کچھ باہر کے سے ہیں

(دسم گرنتھ صفحہ ۷۶)

سکھ وودان یہ امر تسلیم کرتے ہیں کہ سکھ گورو صاحبان کے زمانہ میں روزانہ جو اردواس کی جاتی تھی ۔ اس میں یہ پڑھا جاتا تھا :۔

" راجہ راج کرے پرجا سکھی وسے "

چنانچہ مشہور سکھ وودان بھائی ویر سنگھ جی رقم طراز ہیں کہ :۔

" گورو صاحب کے زمانہ سے ہم اردواس کرتے ہیں کہ راجہ راج کرے پرجا سکھی وسے " سکھ روزانہ اپنی اردواس میں یہ فقرہ دوہراتا ہے اور گورو صاحبان کے زمانہ سے اب تک دوہراتا ہے اب بتاؤ کہ کوئی حکومت کا باغی یہ کہہ سکتا ہے "۔

(سری کلغیدھر چمتکار صفحہ ۱۱۲)

الغرض مسلمانوں کی حکومت کے دوران سکھ گورو صاحبان اور ان کے عقیدت مند سکھوں کا اپنی روزمرہ کی اردواس میں " راجہ راج کرے پرجا سکھی وسے " دوہرانا اس امر کا بین ثبوت ہے کہ کوئی بھی سکھ گورو اسلام یا مغلیہ حکومت کا دشمن یا باغی نہ تھا ۔ لیکن عام لوگوں کا تو ذکر ہی کیا ۔ بڑے بڑے وودان اور دانشمند کہلانے والوں کا بھی یہ خیال ہے کہ گورو جی کا مشن ۔ مذہبی ۔ سیاسی ۔ اور اسلام کے مخالف تھا ۔ چنانچہ گورودوارہ ٹربیونل کے ایک فاضل جج نے اپنے ایک فیصلہ میں لکھا ہے کہ :۔

" گورو گوبند سنگھ جی نے
گورو ہرگوبند صاحب جی
ظاہر کردہ خیالات کا پرچار
کرتے ہوئے اپنی جدوجہد کو
سیاسی ۔ مذہبی اور اسلام
کے خلاف بنایا "

(ادہی سکھ نہیں صفحہ ۲۳)

لیکن جہاں تاریخ کا تعلق ہے اس سے اس امر کی تصدیق نہیں ہوتی اگر فی الحقیقت گورو گوبند سنگھ جی اسلام اور مسلمانوں کے دشمن تھے ۔ تو پھر انہیں کسی مسلمان کا اعتماد حاصل نہیں ہو سکتا تھا اور نہ مسلمان ان کے لئے تیار کئے جا سکتے تھے یہ بات ایک اور ایک دو کی طرح ثابت ہے کہ مسلمانوں نے گورو گوبند سنگھ جی کی اس آڑے وقت خدمت کی ۔ جبکہ ان کے اپنے بھی پرائے ہو چکے تھے ۔ اور سنگھ سب بھاگ گئے تھے " والی حالت تھی ۔ لالہ دولت رائے جی مسلمانوں کی گرانقدر خدمت کو مد نظر رکھ کر یہ بیان کیا ہے کہ :۔

" گورو گوبند سنگھ جی بڑی ہمت اور دلیری کو کام میں لائے ۔ کہ مسلمانوں کے ہاں پناہ لی ۔ اور یہ عجب معلوم ہوتا ہے کہ گورو گوبند سنگھ نے ایسے نازک وقت پر مسلمانوں کے ہاں کیسے پناہ لی جہاں خطرہ زیادہ تھا ۔ اور امید کم ۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس نبض شناس کو کوئی سکھ اس نوع میں نظر نہ آیا ہوگا جس کے ہاں وہ پناہ لیتے ۔ ہندوؤں کی بزدلی اور خود غرضی پران کو بھروسہ نہ ہوگا ۔

واقعی اگر وہ کسی
کھتری یا براہمن کے گھر پناہ
لیتے تو ضرور شربت
مرگ اُن کی نذر ہوتا "

(سوانحعمری گورو گوبند سنگھ صفحہ ۱۱۹)

تمام کے تمام سکھ مؤرخین اس امر پر متفق ہیں جب پہاڑی راجاؤں نے گورو جی پر حملہ کیا تھا تو گورو جی کے ٹکڑوں پر پلنے والے متعدد لوگ گورو جی کا ساتھ چھوڑ گئے تھے ۔ اور ادھر اُدھر بھاگ گئے تھے ۔ اس وقت جس نے سینہ تان کر گورو جی کی حمایت کی تھی ۔ اور تلوار کے جوہر دکھائے تھے ۔ وہ سید بدرالدین شاہ المعروف سید بدھو شاہ جی تھے ۔ سکھ وودانوں نے اس بارہ میں یہ بیان کیا ہے کہ :۔

" اداسی جو گورو جی کے ٹکڑوں
پر پل کر بہت فربہ ہو گئے تھے
ضرورت کے وقت گورو جی کا ساتھ
چھوڑ کر بھاگ گئے اس وقت
پیر بدھو شاہ اپنے دو ہزار مریدوں
کو ساتھ لے کر گورو جی کی مدد کے
لئے آیا تھا ۔ جس کا نتیجہ گورو جی
کے حق میں مفید نکلا "۔

(رسالہ سنت سپاہی امرتسر صفحہ ۳۸)

بقول سکھ مؤرخین اس لڑائی میں پیر بدھو شاہ جی کے دو بیٹے اپنی جانیں گورو جی کے لئے نچھاور کر گئے تھے اور شاہ صاحب نے اس پر بڑی خوشی محسوس کی تھی ۔ کہ ان کے بیٹوں نے گورو جی کے لئے اپنی جانیں قربان کر دیں ۔

سکھ تاریخ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ پہاڑی راجاؤں سے گورو جی کی جتنی بھی لڑائیاں ہوئیں ان میں اور بھی متعدد مسلمانوں نے گورو جی کی حمایت میں تلوار چلائی تھی ۔ چنانچہ ایک مغل

ہر قسم کے سامان بجلی مثلاً پنکھے، موٹریں، لیمپ، الیکٹرک کیبلز، سامان وائرنگ کے لئے

ملتان ڈویژن کی واحد بڑی دکان

پاؤنیر الیکٹرک کمپنی

فون ۲۷۳۸

(ڈسٹری بیوٹرز فلپس لیمپس اینڈ الائیڈ آئٹمز برائے ملتان و بہاولپور ڈویژن)

★ بیرون حرم گیٹ ملتان شہر سے رجوع فرماویں ★

(پروپرائٹر چوہدری عبد اللطیف قادیانی)

سید بیگ پانچ ہزاری گورو جی کی طرف سے لڑا تھا۔ (سو ساکھی۔ ساکھی ۶۶) اسی طرح ایک اور مسلمان بہادر نے آپ کی حمایت میں لڑائی میں حصہ لیا تھا (سو ساکھی۔ ساکھی ۶۲) الف خان اور سید خان ایسے نامی جرنیل بھی گورو جی کی حمایت میں لڑے تھے (جیون کتھا گورو گوبند سنگھ جی ۲۸۳)

نیز ایک سکھ ودوان رقمطراز ہیں کہ:۔

"متعدد اور مسلمانوں نے بھی، جو گورو جی کے محب تھے گورو جی کی فوج میں شامل ہو کر لڑائی میں حصہ لیا تھا"

(جیون کتھا گورو گوبند سنگھ جی ۲۸۴)

سکھ تاریخ میں مرقوم ہے کہ جب دغاباز فوجی اور مکار پہاڑی راجاؤں نے گورو جی کو دھوکا دے کر انندپور خالی کروا لیا اور گورو جی آنندپور سے باہر آگئے تو انہوں نے گورو جی پر بھرپور حملہ کر دیا جس کے نتیجہ کے طور پر گورو جی کو ماچھی واڑے کے جنگل میں جانا پڑا اور بعد کو اُچ کے پیر سا لباس اختیار کرنا پڑا۔ اس وقت بھی جن لوگوں نے گورو جی کی خدمت کے لئے خود کو پیش کیا وہ غنی خان اور نبی خان نام کے دو مسلمان بھائی تھے۔ حالانکہ وہ بہت ہی نازک اور خطرناک وقت تھا۔ گورو جی کے اپنے سکھ بھی انہیں اپنے پاس ٹھہرانے کے لئے تیار نہ تھے چنانچہ ایک ایک سکھ ودوان رقمطراز ہیں کہ:۔

"جس گورو جی نے ظلم کے پاؤں تلے روندے جا رہے ہر شخص بھائی کی حالت سدھارنے کی خاطر اپنا .... سب کچھ قربان کر دیا تھا...... آج اس گورو کو ان سے پیار رکھنے والے سکھ بھائی بھی اپنے گھر پناہ دینے سے انکار کر رہے تھے۔"

(جیون کتھا گورو گوبند سنگھ ۲۳۵)

اس وقت غنی خان اور نبی خان آگے بڑھ کر خود کو گورو جی کی خدمت کے لئے پیش کرنا اور بڑے ادب اور احترام سے اپنے گھر ٹھہرانا کوئی معمولی بات نہیں ہے ایک سکھ ودوان نے حال ہی میں غنی خان اور نبی خان کی اس خدمت سے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ:۔

"چمکور صاحب سے معذور ہو کر گئے؟ .... قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ غنی خان اور نبی خان نے اس مرتبہ پر ان کی خدمت کی۔ یہ دونوں راجہ بلاسپور کی فوج میں بھرتی تھے چمکور کی جنگ میں یہ بھی دشمن کے ساتھ تھے .... انہوں نے گورو صاحب سے کہا کہ فوراً یہ گڑھی چھوڑ دینا چاہیئے۔ اس وقت اندر بھی یہی خود فکر موجود تھا .... غنی خان اور نبی خان سے اندر سے مشورہ کیا گیا کہ گورو جی باہر کیونکر آئیں فیصلہ ہوا کہ چاروں کناروں سے تین چار سوار رہتے تھے خود گورو جی چھپ نکلیں لگائیں اور باہر آ جائیں۔ غنی خان اور نبی خان نے مغل فوجیوں کی وردیاں بھیج دیں۔ تاکہ وہ پہن کر باہر نکلیں۔ اور لوگوں کو شک و شبہ نہ ہو۔ اس وقت گڑھی کے اندر صرف گیارہ سکھ رہ گئے تھے۔ غنی خان اور نبی خان کا گورو صاحب سے پیار تھا۔ انہوں نے بھی عرض کیا کہ یہاں سے ماچھی واڑے جائیں۔ یہ علاقہ ان کا تھا۔"

(ڈوکالی پترکا جالندھر ۲۸ ستمبر ۱۹۶۶)

الغرض سکھ مؤرخین کے اپنے بیان کے مطابق بھی غنی خان اور نبی خان کا یہ کارنامہ بہت شاندار ہے۔ ان دونوں بھائیوں نے خود کو خطرہ میں ڈال کر گورو جی کی خدمت کی۔ ان کے اس کارنامے کو صرف ہم ہی شاندار نہیں سمجھتے بلکہ تمام سکھ دنیا بھی ان کی بہت تعریف کرتی ہے ایک سکھ ودوان کا بیان ہے کہ:۔

"جب گورو جی چمکور کے حملہ کے مطابق گڑھی میں سے نکل کر ماچھی واڑے کے جنگل میں چلے گئے تھے۔ اور اس وقت کون نہیں جانتا تھا کہ آپ کی مدد کرنا موت کو دعوت دینے کے مترادف تھا۔ لیکن غنی خان اور نبی خان نے گورو جی کو اُچ کا پیر بنا کر اور پالکی میں بٹھا کر ادب اور احترام کے ساتھ کندھوں پر اٹھا کر فوجی نگرانوں کی آنکھ میں دھول اڑا کے گئے۔"

(رسالہ گورمت امرتسر جنوری ۱۹۶۳ء)

اب کون سمجھدار اور ہوشمند یہ باور کر سکتا ہے کہ گورو گوبند سنگھ جی اسلام اور مسلمانوں کے دشمن تھے کیا دشمنی کا نتیجہ بھی اس قسم کے پیار اور احترام کی شکل میں ظاہر ہوا کرتا ہے۔ کیا دنیا کی تاریخ میں ایسی کوئی مثال مل سکتی ہے کہ کسی شخص نے اپنے مذہب اور قوم کے دشمن کی خاطر اپنی جان کو خطرے میں ڈالا ہو۔ اور اس کی حفاظت کی ہو؟ ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ جو لوگ گورو جی کو اسلام کا دشمن اور مسلمانوں کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عمارتی لکڑی

ہمارے ہاں عمارتی لکڑی دیار، کیل، پڑتل، چیل کافی تعداد میں موجود ہے
ضرورتمند احباب ہمیں خدمت کا موقع دے کر مشکور فرماویں

گلوب ٹمبر کارپوریشن — ۲۵ نیو ٹمبر مارکیٹ لاہور فون ۶۲۶۱۸
سٹار ٹمبر سٹور — ۹۰ فیروزپور روڈ لاہور
لائلپور ٹمبر سٹور — راجباہ روڈ لائلپور فون ۳۸۰۸

بیر کا ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں وہ گورو صاحب کے اخلاقِ حسنہ سے بہت بڑی بے انصافی کرتے ہیں۔ ہمارے نزدیک گورو صاحب موصوف کی شان اس میں نہیں کہ انہیں زبردستی مسلمانوں کا دشمن ثابت کیا جائے بلکہ اس میں ہے کہ انہیں تمام نیک دل اور منصف مزاج مسلمانوں کا محب ثابت کیا جائے اور یہ بتایا جائے کہ گورو جی کی اس محبت کے عوض میں ہی مسلمان ان کے لئے اپنی جانیں قربان کرنے میں سعادت تصور کرتے تھے۔ چنانچہ ایک سکھ ودوان رقمطراز ہیں :۔

"اسی پیار کی بدولت پیر بدھو شاہ ایسے مسلمان اپنے جگر کے ٹکڑوں اور سینکڑوں مریدوں کو گورو صاحب کے لئے قربان کرکے خود کو بہت بڑا خوش قسمت سمجھتے تھے اور بھائی غنی خاں اور نبی خاں ایسے شردھالو گورو جی سے قربان جاتے تھے۔"

(سکھ سیوک امرتسر ۵ جنوری ۱۹۳۳ء)

سکھ تاریخ میں مرقوم ہے کہ گورو جی نے سید بدھو شاہ اور غنی خان و نبی خان کی اس خدمت پر خوش ہو کر انہیں حکمنامے بھی دئے تھے۔ چنانچہ مرقوم ہے کہ :۔

"گورو جی نے ...... بدھو شاہ کو نصف دستار ایک پوشاک ایک حکمنامہ اور ایک تلوار بخشش کی۔ اور کنگھی جس میں سے ابھی بال نہیں نکالے تھے۔ بدھو شاہ نے خود مانگ کر لے لیا اور پانچ ہزار روپیہ مٹھائی کے لئے بدھو شاہ کے ساتھی فقیروں اور مریدوں کے لئے گورو جی نے دیا۔"

(تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۱۰۲۹)

بھائی غنی خاں اور نبی خان نے گورو جی کی خدمت کی تھی۔ اس پر گورو جی بہت خوش ہوئے تھے اور انہیں بھی گورو جی کی طرف سے حکمنامہ دیا گیا تھا۔ چنانچہ مرقوم ہے کہ :۔

"گورو جی کے محب غنی خاں اور نبی خان نام کے پٹھان ...... گورو جی کے پاس آئے اور انہوں نے مشورہ دیا کہ آپ نیلے کپڑے پہنے ہی بیٹھے رہیں۔ ہم آپ کو اُچ کا پیر بنا کر نکال لے جائیں گے ...... گورو جی نے ان کی اس خدمت کے عوض میں ایک حکمنامہ دے دیا"

(مالوہ اتہاس حصہ اول صفحہ ۳۱۹)

ایک اور سکھ ودوان گیانی ٹھاکر سنگھ کا بیان ہے کہ :۔

"غنی خاں اور نبی خاں ...... پٹھانوں کے گھر ...... ایک ڈھال اور ایک کٹار رہے جو گورو جی نے انہیں بخشی تھی"

(گوردوارے درشن صفحہ ۳۲۴)

گورو جی نے ان پٹھان بھائیوں کو حکمنامہ دیا تھا وہ ان کی اولاد کے پاس محفوظ ہے۔ ہم نے خود اسے دیکھنے کا موقعہ حاصل کیا ہے اس حکمنامے میں یہ مرقوم ہے کہ :۔

"اک اونکار ستگورو پرساد سری گورو جی کی آگیا ہے سربت سنگت اوپر میرا حق ہے۔ غنی خاں اور نبی خان ایہہ جو ہین میرے ہیں۔ جیہڑا فرزنداں سیب ہم ہیں میرے کم آئے ہین جو سکھ ان کی خدمت اندر حضور رہے گا سو نہال ہوگ تس اوپر میری خوشی ہوگ۔ اوس اوپر میرا ہتھ ہوگ ایہہ حکم ہے سویرے ہیں جو سکھ ان کی سیوا کریگا میرا کیے گا۔"

(ہمدم ۱۷۶۱ سطراں ۱۰)

سکھ تاریخ میں مذکور ہے کہ اس مصیبت کے وقت رائے کلا نام کے ایک مسلمان رئیس نے بھی گورو جی کی دل کھول کر مدد کی تھی اور گورو جی سے ان کے مصائب کا حال سن کر بہت افسوس کیا تھا۔ اس نے کچھ عرصہ گورو جی کو اپنے پاس ٹھہرا کر ان کی خدمت کی تھی۔ گورو جی جب اس سے الگ ہوئے تھے تو اس نے ایک قیمتی گھوڑا اور تلوار گورو جی کی بھینٹ کی تھی۔ (تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۱۰۳۱۔ جیون کتھا گورو گوبند سنگھ صفحہ ۳۲۶۔ سکھ اتہاس صفحہ ۲۲۶) گورو جی نے رائے کلا کی اس خدمت پر خوش ہو کر اسے ایک گنگا ساگر۔ اور ایک رحل دی تھی۔ (مالوہ اتہاس حصہ اول صفحہ ۳۱۳)

روپڑ کے پٹھانوں نے بھی گورو جی کی خدمت کا شرف حاصل کیا تھا اور گورو جی کی خوشنودی حاصل کی تھی۔ (مالوہ اتہاس حصہ اول صفحہ ۱۳۰)

بھیکن شاہ اور پیر عارف الدین بھی گورو جی کے محبوں میں سے تھے۔

(جیون کتھا گورو گوبند سنگھ جی صفحہ ...)

لیڈیز پارچات

خریدتے وقت ہمیشہ اپنی دکان

الفردوس کلاتھ مرچنٹ

۸۵۔ انارکلی لاہور

کو یاد رکھیں

ہمارے ہاں نئے دیدہ زیب ڈیزائنوں میں کریپ پرنٹ۔ کاٹن پرنٹ۔ ٹشو ساٹن۔ بروکیڈ شنیل۔ کشمیری شالیں اور سٹولز کا تازہ سٹاک موجود ہے تشریف لا کر خدمت کا موقع دیں

الفردوس کلاتھ مرچنٹ ۸۵۔ انارکلی لاہور

ایک مرتبہ گوروجی نے نورد نام کے ایک شخص سے پینے کے لئے دودھ طلب کیا اور وہ فوراً دودھ دوھ کر گوروجی کی خدمت میں پیش کر دیا۔ گوروجی نے اس پر بہت خوشنودی ظاہر کی اور اسے دعا بھی دی۔ (رسالہ اتہاس حصہ اول صفحہ ۱۶۱)

چوہدری بھیکھو اور سمن جو گوروجی کے محب تھے انہوں نے ایک تلوار اور ایک دوشالہ گوروجی کی خدمت میں پیش کی تھی۔ (گوردھام سنگرہ صفحہ ۲۵)

مستفر خان کے نواب نے ایک باغ گوروجی کی نذر کیا تھا۔ اس کا نام ہی نذر باغ مشہور ہو گیا۔ (گوردھام سنگرہ صفحہ ۲۱)

کوٹلہ نہنگ خان کے پٹھان نوبت خان نے گوروجی کو بڑے ادب اور احترام سے اپنے گھر ٹھہرایا تھا۔ اور فوج کو آپ کی گرفتاری کرنے سے روک دیا تھا۔ (گوردھام سنگرہ صفحہ ۲۱ اور صفحہ ۲۳۳) گوروجی نے اس کی اس خدمت پر خوش ہو کر اسے ایک ڈھال اور ایک کٹار بخشش کی تھی۔ (گوردھام سنگرہ صفحہ ۲۱، صفحہ ۲۲۹ اور صفحہ ۲۳۴)

گوروجی ماچھی واڑے میں تھے تو اس وقت بیدگانے شاہ اور سید حسن علی وغیرہ نے بھی گوروجی کو اپنے پاس ٹھہرایا تھا۔ اور ان کی خدمت بھی کی تھی (گوردھام سنگرہ ۲۳۳)

نواب صاحب رائیاں نے آکر گاؤں داود - گیلی - دھرم پورہ - سنگھ پورہ بخشا ہوا تھا۔ والا وغیرہ سنگر کے سے آزاد جی کرتے تھے۔ (گوردھام سنگرہ صفحہ ۳۲)

گوروجی سماتہ سے نو کوس دور موضع گڑھی میں گئے وہاں جلال خاں کے نام کے پٹھان نے آپ کی بہت خدمت کی۔ (گوردھام سنگرہ صفحہ ۱۹۱)

چوہدری پیر علی بھی گوروجی کا ایک محب تھا۔ (گوردھام سنگرہ صفحہ ۳۳)

ناندیڑ کے ناظر نے بھی شاہی حکم کے مطابق آپ کا بہت ادب اور احترام کیا تھا اور بہت محبت بھرا برتاؤ کیا تھا۔ (گوردھام سنگرہ صفحہ ۲۲)

سکھ مورخین بیان کرتے کہ ناندیڑ میں گورو گوبند سنگھ جی کا ایک تاریخی گوردوارہ ہے۔ اس گوردوارہ کی پہلے ایک مسلمان فقیر دیکھ بھال کیا کرتا تھا (گوردھام سنگرہ صفحہ ۵)

سکھ تاریخ سے یہ امر بھی واضح ہے کہ جب اورنگ زیب بادشاہ کو اس کا علم ہوا کہ گوروجی کا بہت سا نقصان ہو گیا ہے۔ تو اس نے بہت افسوس کیا اور بقول ایک سکھ ودوان کے گوروجی کو لکھا کہ:-

میں اچھی طرح سمجھ گیا ہوں آپ اسی سچے گورو نانک کی گدی کے وارث ہیں۔ اور توحید کے پرستار ہیں۔ بیشک مجھے بت پرست بہکانے والوں کے کہنے پر عمل کرکے آپ پر زیادتی کی ہے جس کی سزا میں انہیں خود آکر دوں گا۔ آپ جس قدر جلد ممکن ہو میرے پاس آ جائیں"

(تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۱۳۶۲)

اورنگ زیب نے یہ فرمان بھی جاری کر دیا کہ:

"ہندو کے پیر جہاں جا سکیں وہ سکتے ہیں کیونکہ شاہ دہلی کو ان کے معصوم بچوں اور شرافت اور بے شمار دولت کے ضائع ہونے کا افسوس ہے"

(رسالہ ودیا [illegible] ۱۹۳۳)

ایک اور سکھ ودوان کا بیان ہے کہ اورنگ زیب نے یہ فرمان بھی جاری کیا گیا تھا کہ:

"گوروجی کو تنگ نہ کیا جائے اور انہیں دکن آنے کے لئے کہا جائے"

(گورمت لیکچر صفحہ ۱۰۴)

مشہور سکھ ودوان بھائی ویر سنگھ جی بیان کرتے ہیں کہ بادشاہ نے یہ بھی حکم دیا تھا کہ:-

"گورو گوبند سنگھ جی کو میری حکومت میں کہیں بھی آنے جانے کی کوئی بات نہیں ہے۔ اور کوئی صوبیدار یا عہدیدار ان سے جنگ وجدل نہ کرے"

(گورو پرتاپ سورج گرنتھ [illegible] ۱۹۲)

بھائی سنتوکھ سنگھ جی بیان کرتے ہیں کہ جب گوروجی نے اپنے پیارے بھائی دیا سنگھ کے ہاتھ بادشاہ کے پاس "ظفرنامہ" بھیجا تھا تو بادشاہ نے اسے اپنے ہاتھ میں لے کر پڑھتے ہی یہ کہا تھا کہ:-

ہم نورنگے بانک سناؤ
پیر دکھو برادری دعوے

(گورو پرتاپ سورج گرنتھ [illegible] انشو ۳)

اورنگ زیب کا گوروجی سے برادری دعوے دراصل اسی بنا پر تھا کہ گوروجی بھی بت شکن تھے۔ اور بادشاہ بھی بت پرستی سے سخت بیزار تھا۔

گوروجی کی طرف سے لکھا گیا بادشاہ کے نام ظفرنامہ بقول سکھ ودوانوں کے ایک تاریخی چیز ہے خواہ اسے نقل در نقل کرتے وقت فارسی سے ناواقف سکھ کاتبوں نے اسے کافی گڑبڑ کر دی ہے تاہم تمام سکھ مورخین اس بات پر متفق ہیں کہ اس میں گوروجی نے

فون ۶۰۲۰۹
لاہور میں آپ کا اپنا واحد اور جدید پریس
گن آرٹ پرنٹرز
سادہ و رنگین چھپوائی
کا
بہترین مرکز
۶۰ فلیمنگ روڈ (عقب لاہور ہوٹل) لاہور

جلسہ سالانہ کی مبارک تقریب میں شمولیت پر ہم احباب جماعت کی خدمت میں
ھدیۂ تبریک پیش کرتے ھیں
دُنیا بھر کے بہترین ملبوسات کے لئے
ملتان کلاتھ ہاؤس (رجسٹرڈ)
چوک بازار ملتان شہر کو یاد رکھیں،
ٹیلیفون ۲۵۱۵ رہائش ۲۵۱۵/۸
مالکان چوہدری عبدالرحمٰن عبدالرحیم احمد

بہت عمدہ پیرایہ میں ہندو پیارٹی اجلوں کی طرف سے ان پرکی گئی زیادتیوں پر روشنی ڈالی ہے اور بادشاہ کے ذاتی وصافت حمیدہ کو بھی بیان کیا ہے۔ مشہور سکھ بزرگ پنسپل تیجا سنگھ آنجہانی نے ایک مرتبہ اپنے ایک مضمون میں اسپارہ میں یہ بیان کیا تھا کہ:۔

"اورنگ زیب بادشاہ گورو جی
کا سب سے بڑا دشمن تھا دہ؟
خوبیاں اس کی وہ بیان کی ہیں
جو شاید کسی کٹر مسلمان نے بھی
نہ بیان کی ہوں"

(اخبار تیغ امرتسر۔ ۲ جولائی ۱۹۵۱ء)

ایک اور وودان رقمطراز ہیں:۔

"میری گورو گوبند سنگھ جی نے
۔ ۔ ۔ ۔ دشمن کو ماؤں بہنوں
کی گالیاں نہیں دیں۔ بُرا بھلا
نہیں کہا سوم خوبیاں اسکی
شخصیت کی بیان کی ہیں مثال
کے طور پر:۔
اورنگ زیب تو صاحب دماغ
ہیں۔ شاہسوار ہیں ہاتھوں
سے محنت کرکے روزی کھاتا
ہیں پانچ وقت کا نمازی ہے"

(اکالی پتر کا جالندھر ۲ جنوری ۱۹۳۶ء)

الغرض سارا سکھ لٹریچر اس بات کی تائید کر رہا ہے اور گورو گوبند سنگھ جی کی بیان کردہ بانی بھی اس کی تصدیق کرتی ہے کہ گورو جی کے صاف دل میں اسلام سے متعلق کوئی بغض یا عناد نہ تھا۔ اور نہ آپ مسلمانوں کے دشمن تھے۔ ان کے دل میں تو اورنگ زیب سے متعلق بھی کوئی عداوت نہ تھی۔ مشہور سکھ لیڈر ماسٹر تارا سنگھ جی نے اسپارہ میں یہ بیان کیا ہے کہ:۔

"گورو گوبند سنگھ نے اورنگ زیب
کو جو چٹھی لکھی تھی اس میں بیان
کیا تھا کہ میری مسلمانوں سے
کوئی عداوت نہیں ہے اور نہ
تجھ سے ہے"

(رسالہ سنت سپاہی امرتسر اگست ۱۹۶۲ء)

بھلا یہ کیونکر ممکن ہو سکتا ہے کہ اس گورو گوبند سنگھ جی کے دل میں تمام مسلمانوں کے لئے نفرت ہو۔ جن کا یہ اعلان تھا کہ:۔

مانس کی جات سبھے ایکے پہچانبو
اور جس نے بڑے صحیفے سے یہ اعلان کیا تھا کہ:۔

ایکے ہی کی سیو سب ہی کو گورو دیو ایک
ایکے ہی سروپ سبھے ایکے جوت جانبو
اور جسے اپنے بزرگوں سے ورثے میں یہ پاکیزہ تعلیم ملی تھی کہ:۔

سب کو میت ہم آپن کینا
ہم سبھناں کے ساجن

یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اورنگ زیب کے متعلق بھی میرے خیالات کا اظہار نہیں کیا کیونکہ وہ بھی تو آخر ایک ہی سروپ ہے "یعنی" ایک نور تے سب جگ اپجیا" میں شامل تھا۔

پس کسی شخص کا یہ بیان کرنا کہ گورو جی اسلام کو ایک غیر ملکی مذہب اور مسلمانوں کو ایک بدیشی قوم خیال کرتے تھے اور ان کا مشن اسلام کو ملیا میٹ کرنا اور مسلمانوں کو ختم کرنا تھا۔ ایک بہت بڑی غلطی ہے اگر مسلمان اسلئے بدیشی قوم سمجھے جائیں گے کہ ان کے اباؤ اجداد باہر سے آکے یہاں آکر آباد ہوئے تھے تو اس صورت میں آریہ قوم بھی تو باہر سے آکر ہی بھارت میں آباد ہوئی تھی۔ اور گورو جی خود بھی اسی آریہ قوم کا ایک فرد ہونے کی وجہ سے بدیشی ہی ثابت ہوں گے اور بھارت کے اصل وارث تو پھر گونڈ۔ دراوڑ اور بھیل وغیرہ اقوام کے لوگ ہی تسلیم کئے جائیں گے اس کے ساتھ ہی یہ بات بھی قابل غور ہے کہ اگر گورو جی فی الحقیقت اسلام اور مسلمانوں کے دشمن ہوتے تو پھر انہیں مسلمانوں کا تعاون کبھی بھی حاصل نہ ہوتا اس بارہ میں ایک سکھ وودان رقمطراز ہیں کہ:۔

"کوئی مسلمان کسی ایسے شخص کو کبھی مدد دینے کی جرأت نہیں کر سکتا جو اسلام کا دشمن ہو دین کے بیری کو پناہ دینے والا مسلمان نہیں۔ بلکہ کافر ہوتا ہے ایک مسلمان خود کو کافر کہلانے کی بجائے موت کو اچھا سمجھتا ہے۔ اگر گورو گوبند سنگھ جی اسلام کے دشمن ہوتے تو کوئی مسلمان بھی گورو صاحب کو مدد دینے کی بجائے انہیں گرفتار کروا کر حکومت سے انعام حاصل کر لیتا۔ لیکن اس کے برعکس مسلمان بھائیوں نے اس وقت جبکہ اپنے بھی پرائے بن چکے تھے۔ اور پتہ پتہ دشمن بن چکا تھا۔ اور گورو گوبند سنگھ جی کی امداد کرنے والے کو موت سامنے کھڑی دکھائی دے رہی تھی۔ گورو صاحب کی جتنی وہ مدد کر سکتے تھے۔ کی اور اس بات کو ثابت کیا کہ گورو گوبند سنگھ جی سب کے محب تھے کوئی شخص کبھی اس سے پیار نہیں کرتا جو

مغربی پاکستان میں روزنامہ الفضل کی ایجنسیاں

مغربی پاکستان کے جن مقامات پر روزنامہ الفضل کی ایجنسیاں موجود ہیں ان کی فہرست درج ذیل کی جاتی ہے ۔۔ احباب کرام ان ایجنسیوں کے ذریعہ الفضل حاصل کر سکتے ہیں (مینیجر)

۱۔ بشیر احمد صاحب ایجنٹ الفضل معرفت میڈیکل ہال گول منشی محلہ لائلپور
۲۔ سمیع اللہ صاحب سانگلہ ہل۔
۳۔ شیخ عنایت اللہ صاحب وزیر آباد۔
۴۔ خواجہ عبد اللہ دتہ صاحب بزمی بازار سیالکوٹ۔
۵۔ عبد الحکیم صاحب ریل بازار اوکاڑہ۔
۶۔ عبد الرحمٰن خان صاحب ایجنٹ احمدیہ پبلیکیشنز ۶۰۷/۴۹ طوغی روڈ کوئٹہ
۷۔ میاں عطاء الرحمٰن صاحب بن ماسٹر محمد ابراہیم صاحب مسجد احمدیہ بیرون دہلی دروازہ لاہور۔
۸۔ حکیم مرغوب اللہ صاحب تبلیل دواخانہ مین بازار شیخوپورہ۔
۹۔ بشیر احمد صاحب صراف ریل بازار گوجرانوالہ ٹاؤن گوجرانوالہ۔
۱۰۔ قریشی رشید احمد صاحب سرگودہا۔
۱۱۔ چوہدری نذیر احمد صاحب منڈی بہاؤالدین ضلع گجرات۔
۱۲۔ کرم ایم پی احمد اینڈ سنز پٹرول پمپ جھنگ صدر
۱۳۔ شیخ عبد الرحیم صاحب احمدی پان فروش ریلوے روڈ جہلم۔
۱۴۔ عبد الرزاق صاحب گلی جوگیاں تھانہ ڈسکہ ضلع سیالکوٹ۔
۱۵۔ محمد اشرف صاحب عارف نیوز ایجنسی کھاریاں ضلع گجرات۔
۱۶۔ محمد صدیق صاحب حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ۔
۱۷۔ جنرل کارپوریشن گلاس منڈی ساہیوال۔
۱۸۔ حنیف نیوز ایجنٹ گکھڑ منڈی ضلع گوجرانوالہ۔
۱۹۔ ملک سعادت احمد صاحب کاذ ریڈیو۔ ارباب روڈ پشاور کینٹ۔
۲۰۔ محمد بشیر صاحب بشیر میڈیکل ہال کوٹلی ضلع میرپور آزاد کشمیر۔
۲۱۔ نعیم احمد صاحب شاہ میڈیکو ریل بازار چنیوٹ۔

نفرت کی نظر سے دیکھتا
ہو اگر گورو جی اس وقت
مسلمان بھائیوں سے پیار
کرتے تھے تو انہوں نے اس
کے عوض میں گورو صاحب سے
محبت کی اور اس محبت
کے بدلہ میں خود کو بڑے
سے بڑے خطرہ میں ڈالنے
سے بھی دریغ نہیں کیا۔"
(رسالہ خالصہ پارلیمنٹ گزٹ
جنوری ۱۹۵۷ء)

پس ہمارے نزدیک کسی شخص کا یہ خیال کرنا کہ گورو جی اسلام اور مسلمانوں کے دشمن تھے اس کی اپنی بھول ہے۔

باقی رہا یہ خیال کہ گورو جی اپنے وقت کے مسلم راج کے مخالف تھے۔ اس سے متعلق بھی ہم کچھ روشنی ڈال چکے ہیں۔ اور بیان کر چکے ہیں کہ یہ بات بھی حقیقت کے سراسر خلاف ہے۔ ایک سکھ ودوان سردار ہربنس سنگھ ڈھلوں ایم اے۔ پی ایچ ڈی نے ایک مرتبہ اپنے ایک مضمون میں بیان کیا تھا:۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ گورو گوبند سنگھ کا اپنے زمانہ کی اسلامی حکومت اور مسلمان حکمرانوں سے جھگڑا تھا۔ اصل میں وہ مسلمان سرکاری حکام کے خلاف تھے

کا علم بلند رکھا کرتے تھے۔ یہ بات انہی کا حصہ ہے جنہیں کہ ایک غیب ہو"
(اخبار سکھ سیوک ۹ر جنوری ۱۹۳۰ء)

ہم سکھ تاریخ میں سے یہ بھی پڑھتے ہیں کہ جب اورنگ زیب کی وفات ہوئی تو اس کے بیٹوں کے درمیان تلوار چل پڑی۔ ہر ایک کی یہ خواہش تھی کہ وہ دہلی کا تخت سنبھال کر بھارت کا شہنشاہ کہلائے۔ گورو جی نے اس وقت معظم شاہ کو دہلی کے تخت کا جائز وارث خیال کر کے اس کی امداد کی اور اسے کامیاب کر دیا۔ بعض سکھ مورخین نے تو یہ بھی بیان کیا ہے کہ اعظم شاہ گورو جی کے تیر سے ہی مرا تھا۔

(تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۹۰ و سوانحعمری گورو گوبند سنگھ صفحہ ۲۰۱ و مختصر و مکمل تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۳۱۳ وغیرہ) گیانی گیان سنگھ جی نے تو یہ بھی بیان کیا ہے کہ معظم شاہ کو بہادر شاہ کا خطاب گورو گوبند جی نے ہی دیا تھا۔
(گورو دھام سنگرہ صفحہ ۳۳)

اب یہ قابل غور امر ہے کہ اگر فی الحقیقت گورو گوبند سنگھ جی کا مشن ہندوستان سے مغلیہ حکومت کا خاتمہ تھا تو پھر اس وقت یہ چاہیئے تھا کہ گورو جی اورنگ زیب کے بیٹوں کی لڑائی سے فائدہ اٹھاتے اور اپنی الگ جدوجہد شروع کر کے کم از کم پنجاب پر تو قبضہ جما لیتے لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ کیوں؟ اس لئے کہ وہ معظم شاہ کو دہلی کے تخت کا جائز وارث سمجھتے تھے۔ جیسا کہ گیانی گیان سنگھ صاحب بیان کرتے ہیں کہ جب اورنگ زیب کا چھوٹا بیٹا اعظم شاہ آگے بڑھ رہا تھا تو گورو جی نے یہ فرمایا تھا کہ:۔

"تخت تو اورنگ زیب کے
بڑے بیٹے کا حق ہے اعظم شاہ
کو تو اس کی موت لے آرہی
ہے۔"
(تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۱۳)

سکھ تاریخ سے واضح ہے کہ بہادر شاہ نے فتح کی خوشی میں متعدد قیمتی اشیاء گورو جی کو بطور تحفہ پیش کی تھیں اور بادشاہ کی طرف سے گورو جی کے لئے روزینہ بھی مقرر تھا۔ (تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۱۰۱ و صفحہ ۱۰۳)

بلکہ بعض لوگوں نے یہ بھی خود کو گورو جی کے رشتہ دار ظاہر کر کے بادشاہ سے جاگیریں حاصل کی تھیں۔
(تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۱۳۹۲)

سردار کرتار سنگھ جی بیان کرتے ہیں کہ بہادر شاہ نے وزیر خان کے نام پر فرمان جاری کیا تھا کہ وہ گورو جی کو تین سو روپیہ روزینہ دیا کرے۔ (سکھ اتہاس [illegible])

بہادر شاہ نے گورو جی کی ایک تصویر بھی تیار کروائی تھی (رسالہ جیون سنہیہ پٹیالہ اتہاس انک مئی ۱۹۵۱ء)

سکھ مورخین بیان کرتے ہیں کہ بہادر شاہ نے ایک تلوار گورو گوبند سنگھ جی کو دی تھی یہ تلوار حضرت امام حسین علیہ السلام کی یادگار تھی (گورودوارے درشن صفحہ ۱۰۳) بعض نے اس تلوار کا تعلق حضرت علی کرم اللہ سے بیان کیا ہے۔ (رسالہ سنت سپاہی اگست ۱۹۵۱ء)

سردار بہادر کاہن سنگھ جی نابھہ کے بیان کے مطابق اس تلوار کے ایک طرف یہ عبارت کندہ ہے کہ:۔

نصر من اللہ و فتح قریب
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
محیط عالم راکشت ہر امیر المومنین حیدر
امام الجن والانس وصی المصطفیٰ
اور دوسری طرف یہ عبارت ہے
بسم اللہ الرحمن الرحیم
تعوذ است علی [illegible] حسین و حسن
لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار
(مہان کوش [illegible])

Digitized by Khilafat Library Rabwah

طباعت کا قدیم ترین ادارہ
لائن پریس
ہسپتال روڈ
انارکلی لاہور
رجسٹر متعلقہ کارخانہ جات، ایکسائز، لیبر
اور دیگر محکمہ جات کے لئے تشریف لائیں
تار:۔ "لائن پریس" ٹیلیفون نمبر ۳۰۸۷

ہر قسم کا کاغذ اور گتہ
بازار سے عاتی نرخوں پر خریدنے کے لئے
پیپر کارنرز گنپت روڈ لاہور
تشریف لاویں
فون نمبر دکان ۶۲۵۲۳ گھر ملک عبداللطیف ستکوہی ۶۲۵۱۶ گھر ملک محمد حنیف ۶۲۵۱۸

ڈاکٹر گنڈا سنگھ جی کا بیان ہے کہ ایک
تلوار گورو گوبند سنگھ جی نے نواب مالیرکوٹلہ
شیر خان کو محبت کے پیغام کے طور پر پیش
کی تھی۔ یہ تلوار آج تک نواب صاحب کے
خاندان میں موجود ہے۔ اس کے ایک طرف
یہ کندہ ہے کہ:

اک اونکار
سری گورو گوبند سنگھ دوالا نواب شیر خاں
مالیر کوٹلہ نوں پریم سندیشا دے کے

(اتہاسک یادگاراں ص۳۳
وجیون سندیش اتہاس انک مئی ۱۹۵۶ء)

اور دوسری طرف
۱۷۶۳ء بکرمی
کندہ کیا ہوا ہے۔

(اتہاسک یادگاراں ص۳۳
وجیون سندیش مئی ۱۹۵۶ء)

تاریخ سے یہ امر واضح ہے کہ جب گورو گوبند سنگھ فوت ہوئے تھے۔ تو اس وقت کے قانون اور رواج کے مطابق گورو جی کے ترکہ کا فیصلہ کرنے کے لئے یہ معاملہ بہادر شاہ کی خدمت میں پیش ہوا۔ اس نے اس کا جو فیصلہ کیا وہ بھی محبت بھرا ہی تھا۔ چنانچہ ایک سکھ مؤرخ رقمطراز ہیں کہ:

۹ر رمضان سنہ ۳ (۱۷۰۸ء)
بخرچ دہید کہ اموال گورو گوبند
متوفی بسیار است در باب ضبط
آں ہر چہ امر
حکم شد کہ از ین مال خانہ
بادشاہاں معمور نمی شود
مال درویشاں است مزاحم نہ
شود۔

(ماخذ تاریخ سکھاں ص۶۳)

ایک اور سکھ مؤرخ رقمطراز ہیں کہ:

۸ر محرم (۳۱ اکتوبر) دیوان
بادشاہ کے پاس عرض کیا گیا کہ
گورو گوبند سنگھ جی کا مال و اسباب
بہت ہے اس کی ضبطی سے
متعلق کیا حکم ہے؟ بادشاہ
نے فرمایا کہ اس مال سے بادشاہ
کا خزانہ نہیں بھرتا درویشوں
کا مال کسی طرح کا دخل نہ دیا
جائے۔

(رسالہ سنت سپاہی جنوری ۱۹۵۶ء)

بادشاہ کا یہ خیال کتنا پیارا اور احترام سے بھرپور ہے اس سلسلہ میں یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ بادشاہ نے گورو جی کے ورثاء کو ماتمی خلعت بھی دیا تھا۔ چنانچہ ایک سکھ مؤرخ کا بیان ہے کہ:

۱۹ر شعبان سنہ ۳ بہادر شاہی
(مطابق ۳۰ر اکتوبر ۱۷۰۸ء)
کہ شاہی دربار کی خبر میں مذکور
ہے کہ بادشاہ کی طرف سے
حکم ہوا کہ گورو گوبند سنگھ اور
نانک پنتھی کے بیٹے کو درویش کی
موت کا خلعت ماتمی دیا جائے"

(امر نامہ ص۲۷)

شاہی دربار کی جس خبر کا اس میں ذکر کیا گیا ہے وہ یہ ہے:

"۲۶ شعبان سنہ ۳ ۔ ۳۰ اکتوبر ۱۷۰۸ء
حکم شد کہ بہ پسر گورو گوبند رائے
نانک پنتھی خلعت ماتمی پدر
بدہند"

(ماخذ تاریخ سکھاں ص۶۳)

یہ خلعت گورو گوبند سنگھ جی کے متبنّی کو دیا گیا تھا۔ گورو جی کے اپنے صاحبزادے تو سکھ مؤرخین کے بیان کے مطابق گورو جی کی زندگی میں ہی وفات پا گئے تھے۔ چنانچہ ایک سکھ مؤرخ رقمطراز ہیں کہ:

"اس وقت گورو گوبند سنگھ
جی کو فوت ہوئے صرف ۲۲
دن ہی ہوئے تھے اور یہ بات
عام مشہور تھی کہ گورو جی
کے چاروں بیٹے شہید ہو
چکے ہیں لیکن پھر بھی ماتا سندری
جی کے متبنّی بیٹے کو یہی
گورو گوبند جی کے بیٹے کی حیثیت
میں خلعت دیا جاتا ہے"

(امر نامہ ص۱۱)

اس کے علاوہ گورو جی کے بعد ان کے نام پر بنائے گوردواروں کے ساتھ بھی مسلمانوں کی طرف سے جاگیریں لگائی گئی تھیں۔

(ملاحظہ ہو گوردھام سنگرہ ص۲۳۰
گوردھام دیدار ص۲۱ گور پرتاپ سورج جلد ۲ - انس ۲۵ - تواریخ گورو خالصہ ص۱۳۵ - گوردوارے درشن ص۸۶ مالوہ اتہاس حصہ اول ص۱۳۵ و رسالہ امرت امرتسر جولائی ۱۹۲۵ء وغیرہ۔)

۱۹۳۵ء میں جب تخت سری پٹنہ صاحب کی سیوا ہو رہی تھی۔ اور نئی عمارت تعمیر کی جا رہی تھی۔ تو اس وقت مسلم جماعت۔ جماعت احمدیہ نے اس گوردھام کے لئے ۵۰۰ روپیہ دیا تھا ان دنوں سکھ اخباروں نے اس کی بہت تعریف کی تھی اور اسے سکھ مسلم اتحاد کی ایک عمدہ مثال قرار دیا تھا۔ (شیر پنجاب ۳ر مارچ ۱۹۳۶ء)

الغرض اس تمام بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ مسلمانوں نے گورو گوبند سنگھ جی صاحب سے محبت کی اور گورو جی کے دل میں بھی اپنے مسلمان معتقد کے لئے احترام تھا۔

گورنمنٹ سے منظور شدہ — لائسنس نمبر ۱۲/۶۵ — ٹیلی فون نمبر ۶۴۳۵۹

میسرز محمد اسماعیل اینڈ سنز

موٹر باڈی بلڈنگ کنٹریکٹرز

۱۱۶ کشمیر (سابقہ ڈلہوزی) روڈ۔ راولپنڈی کینٹ

بہترین اسٹیل بس باڈی۔ عام بسیں۔ اسٹیشن ویگن سپیشلسٹ اسٹیل باڈی بنانیوالا ادارہ

53

کتاب نزولِ عیسیٰ پر ایک نظر

از مکرم شیخ عبدالقادر صاحب لاہور

مولانا سید محمد بدر عالم مدینۃ الرسول میں بسنے والے ایک ہندی عالم ہیں۔ انہوں نے ایک کتاب ترجمان السنۃ عربی میں لکھی ہے۔ اس کتاب کے ایک باب میں وفات وحیات مسیح اور نزول عیسیٰ پر مفصل بحث ہے۔ کتاب کے اس حصہ کا انگریزی کا ترجمہ Ascension of Jesus Christ کے نام سے اس وقت میرے سامنے ہے۔ مترجم سید عقیل محمد بی ایس۔ سی۔ ایل ایل۔ بی ہیں۔ آپ نے یہ ترجمہ مدینہ منورہ میں مصنف کی زیر نگرانی مکمل کیا۔ مصنف حیات عیسیٰ کے قائل ہیں۔

انہوں نے اس امر پر بہت زور دیا ہے۔ کہ عربی میں کسی کی وفات کے لئے قطعی لفظ موت ہے۔ اگر قرآن میں انّ عیسےٰ مَاتَ کے الفاظ ہوتے تو عیسائی عقیدہ کا ابطال ہو جاتا۔ لیکن قرآن میں توفی کا لفظ ہے۔ جو کہ ذو معنی ہے جس کے معنے موت کے بھی ہیں اور "پورا لینے" کے بھی۔ پھر بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ میں واضح کر دیا کہ یہاں توفی کے معنے نہیں بلکہ دوسرے معنی مراد ہیں۔ احادیث میں بھی مسیح ابن مریم کے نزول کا ذکر ہے صحابہ تے امت کا بھی اسی عقیدہ پر اجماع ہے۔ کہ بعینہٖ حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے آنا ہے یہ سب امور بتاتے ہیں کہ قرآن نے وفات مسیح کے عقیدہ کو پیش نہیں کیا بلکہ حیاۃ عیسیٰ کی طرف اشارہ کیا ہے اگر عیسائی عقیدہ کی تردید ہی مقصود تھی تو انّ عیسےٰ مَاتَ کے غیر مبہم الفاظ میں وفات مسیح کا اعلان کر دیا جاتا۔ قرآنی اسلوب بتاتا ہے کہ وفات مسیح مقصود نہیں بلکہ حیاۃ عیسیٰ کو پیش کیا گیا ہے۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی قبر کا ناپید ہونا بھی مصنف کے نزدیک حیاۃ عیسیٰ پر دلالت کرتا ہے اگر آپ فوت ہو گئے تھے تو یہ امر بعید از قیاس ہے کہ عیسائی آپ کی قبر کو محفوظ نہ رکھتے اگر آپ کی قبر کشمیر میں تھی تو صادق ومصدوق صلی اللہ علیہ وسلم یُدْفَنُ مَعِي

قَبْرِي نہ فرماتے بلکہ اصل قبر کی طرف رہنمائی کرتے۔

اس مختصر نوٹ میں کتاب کے دلائل پر ہم ایک طائرانہ نظر ڈالیں گے۔

ا۔ قرآن حکیم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے لئے توفی اور موت دونوں لفظ آتے ہیں۔ قرآن کا اپنا اسلوب ہے۔ وہ معین فقروں کا پابند نہیں۔ انّ عیسیٰ مات کا مطالبہ تو تب ہوتا اگر قرآن میں اِنَّ مُوْسٰى مَاتَ کہا ہوتا حالانکہ حیات موسیٰ کا عقیدہ (حیاۃ عیسیٰ کی طرح) اہل کتاب میں شائع تھا۔ یا یوں بھی قرآن میں جہاں مُتَوَفِّيكَ ہے۔ جس کے معنے مُمِيْتُكَ کے بخاری شریف میں لکھے ہیں۔ وہاں موت کا لفظ بھی رَسُوْلٌ اِلٰى بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ کے لئے آیا ہے۔ پہلے لفظ کو مصنف ذو معنی سمجھتے ہیں اور دوسرے کی تاویل کر لیتے ہیں اور پھر مطالبہ یہ ہے کہ معین الفاظ میں موت کا ثبوت دیا جائے۔ قرآن حکیم میں ایک اسرائیلی ولی (بلعم بن باعور) کے لئے زمین کے قریب کے ساتھ رفع کا لفظ موجود ہے۔ اس کی وفات کے لئے نہ توفی کا لفظ درج ہے نہ موت کا۔ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ اس کی حیات کے آپ کیوں قائل نہیں ہیں؟ حضرت ادریس علیہ السلام کے لئے نہ موت کا لفظ ہے نہ توفی کا بلکہ رَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا میں ان کے رفع کا ذکر ہے۔ تورات میں لکھا ہے۔ کہ وہ آسمان پر اٹھائے گئے۔ آپ کیوں نہیں مانتے کہ وہ آسمان پر زندہ موجود ہیں؟ رفع سے رفع درجات کیوں مراد لیتے ہیں؟ قرآن نے ادریس کے رفع الی السماء کے عقیدہ کی تردید میں اِنَّ اِدْرِيْسَ مَاتَ۔ کا اعلان کیوں نہ فرمایا؟ اگر صعود الی السماء کی تردید ہی مقصود تھی تو وَرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا کیوں نہ کہا گیا؟

(۲)

الغرض یہ مطالبہ کہ موت کا لفظ دکھایا جائے اور وہ بھی معین الفاظ میں نا روا ہے جب قرآن نے فرمایا۔

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ۔

اور آگے تشریح کر دی اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ تو اس کے بعد اور کس کی تشریح وضاحت کی ضرورت رہ جاتی ہے؟ ظاہر ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کے جو انبیاء گذر گئے۔ طبعی موت یا قتل ان کی وفات کے دو ہی طریق ہیں جن کا قرآن حکیم نے ذکر کیا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ کی وفات کے بعد اسی آیت کے انہی معنوں پر صحابہ کا اجماع ہوا۔ اس تاریخی صداقت کو آپ کیوں بھولتے ہیں؟ پھر معبودانِ باطلہ کے لئے وَهُمْ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَاءٍ کے الفاظ موجود ہیں۔ اب ملاحظہ ہو خاص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے موت کا لفظ۔ سورہ مریم میں پہلے حضرت یحییٰ کے لئے۔

وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا

کے الفاظ آتے ہیں۔ اسی کے مثل الفاظ آگے حضرت عیسےٰ کے لئے ہیں

وَالسَّلٰمُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَيَوْمَ اَمُوْتُ وَيَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا

دونوں معصوم پیغمبروں کے لئے موت کا لفظ موجود ہے۔ اگر حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی موت سے مراد بعد رفع موت ہے تو معنوں یوں ہونا چاہیئے تھا۔

"اور جس دن میں پیدا ہوا تھا اس دن بھی مجھ پر سلامتی نازل ہوئی تھی اور جب میں آسمان پر اٹھایا جاؤں گا۔ اور قیامت تک فلک چہارم پر میرا قیام رہے گا۔ اس وقت بھی میں سلامتی والا ہوں گا۔ اور جب قرب قیامت میں وہاں سے واپس

لوٹوں گا۔ تو سلامتی سے میرا زمین پر اترنا ہو گا۔ اور جب میں دوبارہ مشن پورا کر کے مروں گا تو مجھ پر سلامتی نازل ہو گی۔"

لیکن اس کے برعکس قرآن نے انہی تین زمانوں کا ذکر کیا ہے۔ جن کا سیاق کلام میں حضرت یحییٰ کے لئے ذکر ہے یعنی پیدائش موت اور بعث بعد الموت صاف ظاہر ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ کی موت حضرت یحییٰ کی موت کے مثابہ ہے۔ وہ ہو گئی نہ کہ ہونے والی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اگر حیاۃ عیسیٰ کے قضیہ کا فیصلہ ہی مطلوب تھا۔ تو قرآن میں انّ عیسیٰ مات کے الفاظ کیوں نہ آئے؟ ہمارا جواب ہے کہ اگر قرآن میں موت عیسےٰ سے مراد بعثت ثانیہ کی موت ہے تو اتنا کہنے میں آخر کیا حرج تھا۔ کہ ابھی یہ پیغمبر فلک چہارم پر قیام فرما ہیں ان کا صعود ہو چکا ہے۔ پھر زمین پر ان کی موت واقع ہو گی کیا اس وضاحت سے اس قضیہ کا ہمیشہ کے لئے فیصلہ نہ ہو جاتا؟ ظاہر ہے اس قسم کے استدلال قرآنی اسلوب اور اس کی منشاء کے خلاف ہیں۔ قرآن حکیم نے يٰعِيْسٰٓى اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ۔ میں جن زمانوں کا ذکر کیا ہے انہیں کا ذکر يَوْمَ اَمُوْتُ وَيَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا میں ہے فتدبروا۔

یہ خیال کہ امت محمدیہ کا اس امر پر اجماع کہ بعینہٖ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آنا ہے تاریخ کے خلاف ہے۔ علامہ ابن الوردی آٹھویں صدی ہجری میں لکھتے ہیں کہ اس مسئلہ میں امت کے تین گروہ ہیں۔

"ایک گروہ مانتا ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ نے بعینہٖ تشریف لانا ہے۔ ایک یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ عیسےٰ کی آمد سے مراد ان کے کسی مثیل کی آمد ہے جیسے نیک آدمی کو فرشتہ اور بد کو شیطان سے تشبیہ دی جاتی ہے گویا ایک امتی کو عیسےٰ کے قدم پر بھیجا جائے گا۔)

تین۔ اگر وہ یہ مانتا ہے کہ مہدی نزول عیسیٰ علیہ السلام ہوگا۔" (خریدۃ العجائب فریدۃ الغرائب از علامہ سراج الدین ابی حفص عمر بن الوردی مطبوعہ مطبع الازہر ص۲۱۴)

صاف ظاہر ہے۔ کہ یہ عقیدہ شروع سے

تریاق معدہ۔ علاوہ اور پیٹ کی امراض میں لاثانی دوا قیمت ایک روپیہ / دو روپیہ فی شیشی ناصر دواخانہ ربوہ

محبوب مفید اٹھرا ۔ مرض اٹھرا کی کامیاب مشہور دوا مکمل کورس پندرہ روپیہ ۱۵/ ناصر دواخانہ ربوہ

اختلاف ہے صحابہ کرام اور صلحائے امت میں معراج کے بارہ میں بھی اختلاف ہے۔ بعض مانتے تھے کہ جسمانی ہے۔ بعض کہتے تھے کہ روحانی ہے۔ اسی طرح نزول عیسیٰ کے بارہ میں بھی اختلاف ہے۔ بعض جسمانی اور بعض روحانی نزول مراد لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے الامام المھدی کو مسیح کے قدم پر بھیجکر لاالمھدی الا عیسیٰ کے ارشادِ رسول کی توضیح کر دی ۔ ؎

کیا شک ہے ماننے میں تمہیں اس مسیح کے کوئی
جس کی مماثلت کو خدا نے بتا دیا

نزول عیسیٰ کے بارے مکاشفات نبوی کو ظاہری معنے پہنانے کی وجہ سے سادہ دلوں کا بنوا ہے لوگوں نے لاالمھدی الا عیسیٰ کی وضاحت کو مدنظر نہ رکھا جس کی وجہ سے ایک نسطوئیہ پروان چڑھنا شروع ہوا

۱ - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ میری امت شبراً بشبرٍ و ذراعاً بذراع یہودی بن جائیگی

۲ - جس طرح اسرائیلی یہودیوں کے لئے مسیح ابن مریمؑ آئے۔ اسی طرح میری امت میں مسیح ابن مریم آئیں گے۔ وہ تمہارے امام تمہی میں سے ہوں گے مہدی اور عیسیٰ در اصل ایک ہیں

۳ - آنحضرت صلعم نے یہ فرمایا کہ عیسیٰ میرے وجود کیساتھ اس درجہ اتصال کامل رکھے گا کہ وہ مرکر میری آسمانی قبر میں یک قالب و دو جان کی صورت میں ہوگا ان محاورات کو سمجھنے میں غلطی لگی جس کی وجہ سے نزول عیسیٰ بجسد عنصری کا عقیدہ پھیل گیا۔ حضرت محی الدین ابن عربی پہلے اس عقیدہ کے قائل تھے۔ بعد میں اُن پر منکشف ہوا۔ کہ عیسیٰ بعدہٗ اخرۃ آئیں گے۔ یعنی اور کسی بدن میں۔ علامہ ابن الوردی لکھتے ہیں کہ امت محمدیہ کے دوگروہ روحانی آمد کے قائل ہیں یہ خیال غلط ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی بعینہٖ آمد کا عقیدہ امت محمدیہ کا اجماعی عقیدہ ہے۔

قرن اوّل سے لیکر حضرت شاہ ولی اللہؒ تک اکثر علماء ربانیین ناسخ منسوخ فی القرآن کے قائل ہیں یا ہم اس اتفاق کو ہم اجماع کا نام نہیں دیتے اور اس عقیدہ میں ان بزرگوں کو اجتہادی غلطی پر سمجھتے ہیں۔

یہی حال معراج جسمانی و روحانی کے اختلاف کا ہے اسی طرح نزول عیسیٰ کا مسئلہ بھی اختلافی ہے قرآن کا فیصلہ اور اللہ تعالیٰ کی فعلی بشارت ہمیں بتا رہی ہے کہ آنیوالے سے مراد مسیح ناصری نہیں بلکہ اس کے قدم پر اس کی روح اور روحانیت لیکر آنیوالا ہے

(۵)

کسی پیغمبر کی قبر کا نہ ملنا اگر اس کی حیات پر دلالت کرتا ہے۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق کیا کہیں گے ؟ کہ تورات میں لکھا ہے ان کی قبر کو آج تک کوئی نہیں جانتا خبر نہ ملنے کے باعث بعض یہودی فرقے یہ کہنے لگے۔ کہ وہ بادلوں میں بیٹھکر آسمان پر چلے گئے۔

یہودی عقیدہ کیا تھا ؟ پہلی صدی کا یہودی مورخ یوسیفس لکھتا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ نبو پر چڑھے اچانک آپ پر ایک بادل نمودار ہوا۔ اور وہ اس میں غائب ہو گئے۔ . . . یوں خدا تعالیٰ نے ان کو اٹھا لیا۔

یہودی روایت ملاحظہ ہو۔

"خدا نے حضرت موسےٰ کو چھپا لیا ہے۔ آپ کو حیات اخروی کے لئے رکھا گیا ہے کوئی مخلوق یہ نہیں جانتی کہ آپ کہاں ہیں۔"

(جیوش انسائیکلو پیڈیا زیر لفظ موسیٰ)

"حضرت موسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے بلکہ حنوک نبی کی طرح آسمان پر اٹھا لئے گئے۔"

(کمن سائز بائیبل کومنٹری صفحہ ۹۳)

یہ سب روایات بتاتی ہیں۔ کہ یہود میں بھی یہ عقیدہ پھیلا کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام اٹھائے گئے۔ وہ فوت نہیں ہوئے۔ اندریں صورت اِنَّ مُوسیٰ مَاتَ کہنا کیوں ضروری نہیں تھا ؟

کیا حضرت موسےٰ کی قبر کا نہ ملنا ان کی حیات پر دلالت کرتا ہے ؟ اگر آپ یہ کہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی

اپنے آقا کی یاد میں

(ڈاکٹر محمود الحسن امین آبادی)

نسرین و سمن، نرگس و ریحاں کی طرح ہے
وُہ چہرہ شاداب، گلستاں کی طرح ہے

مشتاق نگاہوں سے بھی ہوجاتا ہے دُھندلا
وُہ جسم کہ جو ماہِ درخشاں کی طرح ہے

تُم تھے تو بیاباں میں بھی رونق تھی مگر اب
کہتے ہیں جسے گھر، وہ بیاباں کی طرح ہے

تُم تھے تو دلِ زار بھی فردوس صفت تھا
فردوس بھی اب، قریۂ ویراں کی طرح ہے

تُم تھے تو مری آنکھ تھی اک نُور کی مشعل
اب آنکھ مری، روزنِ زنداں کی طرح ہے

تُم تھے تو شبِ تار بھی روشن تھی مگر اب
کہتے ہیں جسے دِن، شبِ ہجراں کی طرح ہے

رشتہ ہے محبّت کا بھی کیا قدرتی رشتہ
میں جسم کی مانند ہوں، تو جاں کی طرح ہے

گاتا ہے جو محمود ترے عشق کی دُھن میں
وُہ زمزمہ پریوں کے دبستاں کی طرح ہے

وفات کے انیس سو سال بعد مثیل موسیٰ کو خبر دی گئی کہ کلیم اللہ کی قبر ارض کنعان میں ایک سرخ رنگ ٹیلہ کے پاس ہے۔ تو ہمارا جواب یہ ہے۔ کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی وفات کے انیس سو سال بعد مثیل عیسےٰ کو بتایا گیا۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کشمیر میں ہے۔ اگر کلیم اللہ کی قبر کے طویل اخفاء کی وجہ سے یہود کا یہ عقیدہ درست نہ تھا کہ موسےٰ آسمان پر چلے گئے۔ اسی طرح قبر عیسےٰ کے لمبے اخفاء کی وجہ سے حیاۃ عیسےٰ کا عقیدہ بھی درست نہیں بلکہ ایک غلط عقیدہ ہے۔

بائیسکل ٹرائیسکل اور بچہ گاڑیاں مضبوط خوبصورت اور ارزاں ملنے کا پتہ محبوب اینڈ سنز راجپوت سائیکل نیلہ گنبد لاہور

زندگی کے بلند مقاصد اور ان کے حصول کے ذرائع

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشادات کی روشنی میں)

(مکرم یوسف سلیم صاحب شاہد ایم اے ربوہ)

تاریخ اپنے اندر ایسے بے شمار لوگوں کی سوانح لئے ہوئے ہے۔ جنہوں نے گمنامی میں آنکھیں کھولیں بے سروسامانی کی حالت میں پرورش پائی۔ غربت و افلاس میں دن بسر کئے۔ نہایت نامساعد حالات میں کام شروع کیا قدم قدم پر مشکلات و مصائب کا سامنا ہوا مگر اپنی انتھک محنت۔ پیہم کوشش اور پختہ عزم اور خدا کے فضل سے اپنے زمانہ میں حیرت انگیز سیاسی، علمی، ادبی قابلیتوں سے اہل علم و دانش کی آنکھوں کو چکا چوند کر گئے ان کے کارہائے نمایاں بعد میں آنے والوں کے لئے دعوتِ فکر و عمل بنے اور صفحۂ ہستی پر ان کی بلند ہمتی اور حوصلگی کے اَن مٹ نقوش مشعلِ راہ ثابت ہوئے۔

کون کہہ سکتا تھا کہ جزیرہ کارسیکا کے ایک غریب گھرانہ میں جنم لینے والا بچہ ایک دن فرانس کے تخت و تاج کا مالک بنے گا اور بڑے بڑے طاقتور بادشاہ اس کے نام سے لرزہ بر اندام ہو جائیں گے۔ یہ نپولین بوناپارٹ تھا جس کا بچپن عام لوگوں کی طرح اپنے ہمجولیوں میں کھیلتے کودتے گزرا لیکن محنت و مشقت، عزم و استقلال اور غور و فکر کا جو جذبہ قدرت نے اسے ودیعت کر رکھا تھا اور جس سے کام لینے میں اس نے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اس نے اسے جدوجہد کے میدان میں آگے ہی آگے بڑھایا حتیٰ کہ اسے دنیوی لحاظ سے شہرت و عظمت کا بلند ترین مقام نصیب ہوا۔ اس کی اس بلند ہمتی کے نتیجہ میں اس کا یہ قول ضرب المثل کی حیثیت اختیار کر گیا کہ ناممکن لفظ بے وقوفوں کی ڈکشنری کا حصہ ہے۔

ہر قوم کی تاریخ میں چند شخصیتیں ایسی ابھرتی ہیں جن سے پوری قوم کی زندگی عبارت ہوتی ہے۔ ان کے روشن کئے ہوئے چراغ پوری قوم کو نشانِ منزل دکھاتے چلے جاتے ہیں ایسی ہی ایک شخصیت امریکی قوم کی تاریخ میں ابھرا اور اس نے قومی زندگی پر گہرے اور دیرپا اثرات چھوڑے کہ آج پوری قوم کا مزاج اسکی سیاسی ترکیب اقتصادی ترقی اور تہذیبی روایات اس ایک فرد کے کردار کی رہین منت ہیں۔ یہ ایک بے یار و مددگار لڑکا۔ ابراہیم لنکن تھا۔ جس کی زندگی جذبہ محنت اور جدوجہد کا ایک نہایت حوصلہ بخش مرقعہ ہے اس نے حالات کی ناسازگاری کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے اپنی پرخلوص محنت اور پختہ عزم کی بدولت جھونپڑی سے نکل کر قصر حکومت تک تمام مدارج طے کئے۔

ہانمن اعظم بانی ہومیو پیتھی نے اپنی زندگی کی ابتداء محنت و مشقت اور مسلسل جدوجہد سے کی اس نے باوجود بے بسی اور بے کسی کے متواتر کئی سال تک مطالعہ و معائنہ کی مشق جاری رکھی۔ دو تجربہ میں گھنٹوں ہفتوں نہیں بلکہ سالوں تک خرچ کر کے گزار دینے کے بعد بالآخر اپنے مقصد میں کامیاب ہوا۔ ایلوپیتھی کے طریق بالضد کے مقابل بالمثل یعنی ہومیوپیتھی ایجاد کیا اس کی اس ایجاد نے اسے حیات جاودانہ عطا کی۔

متانت و سنجیدگی، تحمل و بردباری اور خاموشی سے محنت کرنے کے جذبہ کی بدولت ایک معمولی سکول ٹیچر اقوام عالم کے سیکرٹری جنرل کے عہدہ پر فائز ہوا۔ اسی محنت و استقلال، انہماک و استغراق کے بے پایاں جذبہ نے پاکستان کے ایک فرزند کو نامور سائنسدان، اعلیٰ سائنسی مشیر، مثالی استاد کے عظیم الشان اعزاز سے سرفراز کیا۔

الغرض ایسی اَن گنت شخصیتیں گزری ہیں جو گوشۂ تنہائی سے نکل کر آسمانِ شہرت پر شہاب ثاقب بنکر چمکیں ان کی اس شاندار ترقی اور عروج کے راز در اصل ان کے جذبۂ محنت، علم و فن سے گہرے لگاؤ، اپنے مقصد سے گہری لگن اور اس میں مہارت تامہ حاصل کرنے کے بے پناہ شوق میں مضمر ہے۔ چنانچہ ان کی ہزاروں ایجادات اور انکشافات کی شکل میں بنی نوع انسان کی گراں قدر خدمات کی شاندار یادگاریں بزبانِ حال پکار رہی ہیں ؎

تلک آثارنا تدل علینا
فانظروا بعدنا الی الآثار

یہ ہمارے آثار ہیں جو ہمارے کارناموں پر دال ہیں۔ ہمارے بعد ہمیں دیکھنا چاہو تو انہیں (آثار و کارناموں) کو دیکھ لینا۔

بلند شخصیت کا اولین جزو محنت و مشقت کی عادت

تمام مشاہیر عالم کی زندگیوں میں محنت و مشقت کا جذبہ بنیادی حیثیت کا حامل ہے عظیم انسان بننے کی خوبی کم و بیش ہر شخص میں پائی جاتی ہے۔ البتہ اس کا راز اس شخص پر کھلتا ہے۔ جو اپنے مقصد کی تعیین کرنے کے بعد اس کے حصول کے لئے کمر ہمت کس کر میدان عمل میں اتر جاتا ہے اور فنا فی المقصد ہو کر کامیابی سے ہمکنار ہوئے بغیر دم نہیں لیتا۔ سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ آیہ کریمہ یٰۤاَیُّهَا الۡاِنۡسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدۡحًا فَمُلٰقِيۡهِ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے اسی حقیقت کی طرف ارشاد فرماتے ہیں:-

"یہاں اللہ تعالیٰ نے کدح کا لفظ استعمال فرمایا ہے جو کہ اس بات کو کہتے ہیں کہ انسان ایسا عمل کرے کہ بظاہر معلوم ہو اس کی صحت بگڑ جائے گی۔ اس کی ہڈیاں گھل جائیں گی اور اس کا جسم تباہ ہو جائے گا۔ جب انسان اس رنگ میں کام کرتا ہے تب اسے کامیابی حاصل ہوتی ہے اس کے بغیر اس کا اپنی کامیابی کے متعلق امید رکھنا غلطی ہوتی ہے۔ میں نے اپنی جماعت میں خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ کو اسی غرض کے لئے قائم کیا ہے کہ وہ محنت کریں اور مشقت طلب کاموں کی اپنے اندر عادت پیدا کریں"

(تفسیر کبیر ج ۸ جزو م ص ۳۳۹)

وقت کی قدر و قیمت

انسان کی زندگی مختصر ہے اور کام زیادہ اس لئے وہی انسان اپنی زندگی کے مقصد میں کامیاب ہو سکتا ہے جسے وقت کی قدر و قیمت کا احساس ہوتا ہے اور ایک لمحہ ضائع کئے بغیر دن رات اپنے مقصد حیات کے حصول میں رواں دواں رہتا ہے تاریخ شاہد ہے کہ بعض مشاہیر کو کم سے کم وقت میں زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کا خیال غالب تھا حتیٰ کہ انہوں نے نیند کا وقت بھی کم کر کے کام میں صرف کیا نپولین صرف چار گھنٹے سوتا تھا مشہور سائنسدان ایڈیسن کی نیند کا وقت صرف تین گھنٹے تھا۔ ۱۸-۲۰ اور ۲۰-۲۲ گھنٹے روزانہ کام کرنے والے انہی لوگوں نے دنیا میں نام پیدا کیا۔ عربی کی ضرب المثل من طلب العلیٰ سہر اللیالی (بلند مرتبہ کا حصول راتوں کے جاگنے پر منحصر ہے) اس حقیقت کی غماز ہے۔ قرآن کریم نے بھی راتوں کے جاگنے کے ثمرات حسنہ کو مقام محمود سے تعبیر فرمایا ہے۔

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے ایک موقع پر نوجوانوں کو اپنے اندر محنت و استقلال کی عادت پیدا کرنے اور اپنے عظیم مقصد اور عزائم کے حصول کے پیش نظر ہر فن اور ہر شعبہ میں برتری حاصل کرنے کی تلقین کرنے کے بعد فرمایا

"مگر میں دیکھ رہا ہوں کہ ہمارے نوجوانوں میں ضیاع وقت کا مشغلہ بہت عام ہے مفید کتب سے وہ گپوں کو زیادہ ترجیح دیتے ہیں اور مصروفیت پر آوارگی کو مقدم رکھتے ہیں .... ان کے سامنے کام تو بہت عظیم الشان ہے مگر ان کی ہمتیں چیونٹی کا ہمالیہ کو سر کرنے کی کوشش کے مترادف ہیں۔ پس ضرورت ہے کہ نوجوان اپنے اندر وقت کی قدر و قیمت کا احساس ... پیدا کریں اور یہ سمجھنے کی کوشش کریں کہ ہمارے سامنے کام بہت بڑا ہے۔ ہمیں اس کے مطابق کوشش کرنی چاہیئے۔"

(تقریر مجلس علم و عرفان مندرجہ الفضل ۱۱ دسمبر ۱۹۳۶ء)

کامیابی کا ایک اکسیر نسخہ غور و فکر کی عادت

ایک اور بات جو ہر بڑے انسان

کی زندگی میں کارفرما نظر آتی ہے وہ ہے غور و فکر، سوچ بچار کی عادت۔ غور و فکر کی عادت انسان میں بلند خیالی، بلند پروازی پیدا کرتی ہے۔ قلبی صفائی، ذہنی جلا اور دماغی روشنی کے لئے اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ ڈارون اپنی کامیابی کا راز

" سائنس سے بے پناہ محبت
کسی مسئلہ پر نہایت سکون
اور آزادی کے ساتھ غور و
فکر، حقائق کے سمجھنے میں بردست
جستجو اور کاوش انتقاسیم
اور محنو نامتہ ذوق "

میں سمجھتا تھا کا نیا زندگی اس اکسیر سے متعلق بھی حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کا ایک زریں ارشاد ملاحظہ ہو:۔

" غور و فکر معقول ہو گا تو وہ عظیم الشان تبدیلی پیدا کرنے کا موجب ہو گا۔ مثلاً مشہور سائنسدان ایڈیسن تھا جس نے بہت معمولی حالت سے ترقی کی وہ سائنس کے متعلق اہم باتیں سوچتا تھا۔ لیکن بلند پروازی کے ساتھ پھر محنت۔ قربانی۔ مضبوط ارادہ شامل تھا۔ اس لئے وہ بہت کامیاب ہوا۔ ایک ہزار مفید ایجادیں اس نے کیں جن سے آج دنیا فائدہ اٹھا رہی ہے۔ ہماری جماعت کو اللہ تعالیٰ نے بلند پروازی تو عطا فرمائی ہے لیکن میں دیکھتا ہوں کہ اکثر لوگ اپنے عمل کو اس بلند پروازی کے مطابق کرنے کی کوشش نہیں کرتے اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ سالہا سال کے بعد بھی ان کی روحانیت ویسی کی ویسی رہتی ہے۔ حالانکہ صحابہ کی مثالیں ہمارے سامنے موجود ہیں نہ تجارت ان کے راستہ میں روک تھی نہ ملازمت اور نہ زمیندارہ ان کی روحانی ترقی اور قربانی میں رکاوٹ ڈال سکتی تھی ایک بے نظیر اور حیرت انگیز تبدیلی ان کے اندر نظر آتی ہے یہی تبدیلی اس امر کی علامت ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی ہوئی بلند پروازی کے مطابق اپنے آپ کو ڈھالنے کی کوشش کی ۔۔۔ حیوانوں میں جگالی کرنے کی عادت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ حضر حیت بھی انسان میں رکھی ہے وہ بھی جگالی کرتا ہے۔ لیکن یہ " دماغی جگالی " ہوتی ہے۔ جو ان کی ذہنی ترقی کا موجب ہوتی ہے دماغی جگالی کا مطلب یہ ہے کہ ایک بات کو سرسری طور پر نہ سنا جائے بلکہ بعد میں اس پر غور کیا جائے اس کے سارے پہلوؤں کو سمجھنے اور اس کی دلیلیں معلوم کرنے کی کوشش کی جائے تب قلب میں صفائی اور دماغ میں روشنی پیدا ہو گی۔۔۔۔۔۔ اگر کوئی بات سنی اور اسے یونہی نگل لیا۔ تو وہ کسی کام نہ آئیگی۔ سونے چاندی ہیروں کو اگر انسان یونہی نگل لے تو کوئی کام نہ آئیں گے بلکہ بجائے فائدہ کے نقصان دیں لیکن اگر انہی چیزوں کو پیسے کشتہ بنا کر جسم میں داخل ہونے کے قابل بنا لو تو پھر وہ بڑے فائدہ کا موجب ہوں گے۔ اسی طرح دینی و دنیوی مسائل ہیں اگر یونہی گذر جاؤ گے اور بغیر کافی غور کے انہیں نگلنے کی کوشش کرو گے تو وہ کسی کام نہ آئیں گے لیکن اگر تم ان پر غور کرو گے اور اتنا غور کرو گے کہ وہ تمہارے اندر داخل ہو جائیں تو پھر وہ تمہارے لئے دین و دنیا کی ترقی کا موجب بن جائیں گے دماغ میں روشنی اور ذہن میں جلا پیدا ہو جائیگی اور تم انہی مسائل کے ذریعے دنیا میں عظیم الشان تغیر پیدا کر سکو گے "

(تقریر مجلس علم و عرفان مندرجہ الفضل ۲۰ دسمبر ۱۹۳۶ء)

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم (فداہ نفسی) کے اس ارشاد مبارک: کلمۃ الحکمۃ ضالۃ المومن فحیث ماوجدھا فھو احق بھا ۔ کے پیش نظر خاکسار نے اپنے اس مضمون کی ابتداء میں بعض نامور شخصیتوں کا مختصر ذکر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی کی سچی محنت کو ضائع نہیں کرتا۔ سیدنا المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کے محولہ بالا ارشادات اور زریں ہدایات اسی حقیقت کی مظہر ہیں۔

واخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العٰلمین

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حمائل انگلش
یعنی
قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ
نیا ایڈیشن
ملنے کا پتہ:۔
اورینٹل اینڈ ریلیجس پبلشنگ کارپوریشن لمیٹڈ ربوہ

قادیان کا قدیمی مشہور عالم اور بے نظیر تحفہ
سرمہ نور رجسٹرڈ
جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ثابت ہو چکا ہے۔ بہیشہ خریدتے وقت شفاخانہ رفیق حیات کا لیبل ملاحظہ فرما لیا کریں۔
بڑی شیشی درمیانی چھوٹی
دو روپے ایک روپیہ آٹھ آنے
دوران جلسہ پرگول بازار ربوہ میں ہمارا اسٹال ہو گا

زد جام عشق
طاقت کا بہترین تحفہ
قیمت خوراک ایک ماہ
پندرہ روپے

اکسیر حیات
اعضائے رئیسہ کی زائل شدہ طاقت کو بحال کرتا ہے۔
قیمت خوراک دو ہفتہ چھ روپے

سرمہ نور والوں کا
نورانی کاجل
آنکھوں کی صفائی اور خوبصورتی کے لئے بہترین تحفہ۔
بڑی شیشی کی قیمت ایک روپیہ پچیس پیسے
چھوٹی دس آنے
مگر
جلسہ سالانہ کے ایام کے لئے
بڑی شیشی ایک روپیہ
چھوٹی آٹھ آنے

ادویات ملنے کا پتہ:۔ شفاخانہ رفیق حیات رجسٹرڈ ٹرنک بازار سیالکوٹ

نظر و دھوپ کی عینکوں کی مشہور دکان
ممتاز آپٹیکل سروس
ڈاکٹر ممتاز احمد دندان و عینک ساز
کچہری بازار لائلپور

زد جام عشق
قوت پیدا کرنے کا مفید و مجرب نسخہ
قیمت ایک ماہ کورس بیس ۲۰ روپے
دواخانہ خدمت خلق رجسٹرڈ ربوہ

اولاد کی تربیت

★۔ اولاد کی تربیت ایک بڑا اہم اور ضروری فریضہ ہے اور تربیت کے لئے دینی واقفیت کی ضرورت ہے۔

★۔ آپ الفضل ایسے دینی اخبار کا خطبہ نمبر یا روزانہ پرچہ جاری کروا کر اپنی اولاد کی صحیح تربیت کا ایک مستقل سامان کر سکتے ہیں

(مینیجر الفضل ربوہ)

(بقیہ صفحہ ۲۳)

عیسائیوں کو دعوت اسلام کا بہترین طریقہ

اس عبارت سے عیاں ہے کہ حضرت مسیحؑ کے وقت یہودی لوگ اپنی کتب مقدسہ کی رو سے تین موعودوں کے منتظر تھے ایلیاہ کے، مسیح کے، اور وہ نبی کے۔ یہ "وہ نبی" مثیل موسیٰ ہے جس کا تورات میں وعدہ تھا جیسا کہ استثناء کی مذکورہ بالا پیشگوئی میں صراحتاً بیان ہے۔

(۲) مثیل موسیٰ کی پیشگوئی کا مصداق حضرت مسیحؑ کے بعد آنے والا عظیم رسول ہے بائیبل کی کتاب اعمال میں صاف لکھا ہے کہ:۔

"ضرور ہے کہ وہ (یعنی مسیح) آسمان میں اس وقت تک رہے جب تک وہ سب چیزیں بحال نہ کی جائیں جن کا ذکر خدا نے اپنے پاک نبیوں کی زبانی کیا ہے جو دنیا کے شروع سے ہوتے آئے ہیں۔ چنانچہ موسےٰ نے کہا کہ خداوند خدا تمہارے بھائیوں میں سے تمہارے لئے مجھ سا ایک نبی پیدا کرے گا۔ جو کچھ وہ تم سے کہے اس کی سننا۔ اور یہ ہوگا کہ جو شخص اس نبی کی نہ سنے گا وہ امت میں سے نیست و نابود کر دیا جائے گا۔"

(اعمال ۳ / ۲۱ تا ۲۳)

اس بیان سے عیاں ہے کہ مثیل موسےٰ کی پیشگوئی کے مصداق حضرت مسیح نہیں بلکہ دوسرا نبی ہے نیز یہ بھی واضح ہے کہ اس نبی مانند موسیٰ نبی کی بعثت حضرت مسیحؑ کی آمد اوّل کے بعد مقدر یعنی عیسیٰ علیہ السلام کے بعد مثیل موسےٰ کا ظہور ہوگا۔ ان آسمانی بشارتوں پر غور کرنے سے ہر غیر متعصب مسیحی اس بات کا اعتراف کرے گا کہ جس عظیم نبی کی خبر حضرت موسےٰ علیہ السلام کے ذریعہ بطور مثیل موسےٰ دی گئی تھی وہ حضرت مسیح کی آمد سے پہلے مبعوث نہیں ہوا تھا۔ یہود اسے "وہ نبی" کے لفظ سے یاد کرتے تھے اور اس کے منتظر تھے۔ مسیح بھی اس مثیل موسےٰ سے مراد حضرت مسیح نہیں لیتے تھے بلکہ ان کا اعتقاد تھا اور الہام نے انہیں بھی بتلایا تھا کہ وہ آنے والا موسیٰ کی مانند نبی حضرت مسیح کے بعد مبعوث ہوگا۔

حضرت مسیح کی تصریحات

ایک جگہ حضرت مسیح نے خود فرمایا ہے کہ:۔

(الف) میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لئے فائدہ مند ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ مددگار تمہارے پاس نہ آئے گا لیکن اگر جاؤں تو اسے تمہارے پاس بھیج دوں گا۔"

(یوحنا ۱۶/۷)

(ب) "مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنی ہیں مگر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے۔ لیکن جب وہ سچائی کا روح آئے گا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائیگا اس لئے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا لیکن جو کچھ سنے گا وہی کہے گا اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا۔"

(یوحنا ۱۶ / ۱۲ تا ۱۳)

ان بیانات کی روشنی میں تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ آنے والا وہ نبی سچائی کا روح، مثیل موسیٰ اور مکمل شریعت لانے والا رسول ہمارے سید و آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں جن کے متعلق قرآن مجید نے دعویٰ فرمایا اِنَّا اَرْسَلْنَا اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَا اَرْسَلْنَا اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا (المزمل) کہ آپ ہی موسےٰ کی مانند رسول ہیں نیز فرمایا اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (المائدہ) کہ اب میں نے دین کو مکمل کر دیا ہے تمام سچائی کی راہ تمہارے سامنے رکھدی ہے نعمت کو پورا کر دیا ہے اور اسلام کو مستقل طور پر دین کامل قرار دے دیا ہے۔

۳۔ انگوری باغ کی تمثیل میں عظیم پیشگوئی

حضرت مسیح ناصریؑ نے یہود کے سامنے انگوری باغ کی تمثیل بیان کرتے فرمایا:۔

"ایک گھر کا مالک تھا جس نے انگوری باغ لگایا اور اس کے چاروں طرف احاطہ گھیرا اور اس میں حوض کھودا اور برج بنایا اور اسے باغبانوں کو ٹھیکے پر دیکر پردیس چلا گیا اور جب پھل کا موسم قریب آیا تو اس نے اپنے نوکروں کو باغبانوں کے پاس اپنا پھل لینے کو بھیجا۔ اور باغبانوں نے اس کے نوکروں کو پکڑ کر کسی کو پیٹا اور کسی کو قتل کیا اور کسی کو سنگسار کیا۔ پھر اس نے اور نوکروں کو بھیجا جو پہلوں سے زیادہ تھے اور انہوں نے ان کے ساتھ بھی اسی طرح کیا۔ آخر اس نے اپنے بیٹے کو ان کے پاس یہ کہہ کر بھیجا کہ وہ میرے بیٹے کا تو لحاظ کریں گے۔ جب باغبانوں نے بیٹے کو دیکھا تو آپس میں کہا کہ یہی وارث ہے آؤ اسے قتل کر کے اس کی میراث پر قبضہ کر لیں اور اسے پکڑ کر باغ سے باہر نکالا اور قتل کر دیا۔ پس جب باغ کا مالک آئیگا تو ان باغبانوں کے ساتھ کیا کرے گا؟ انہوں نے اس سے کہا ان بُرے آدمیوں کو بری طرح ہلاک کریگا اور باغ کا ٹھیکہ اور باغبانوں کو دیگا جو موسم پر اس کو پھل دیں۔ یسوع نے ان سے کہا کیا تم نے کتاب مقدس میں کبھی نہیں پڑھا کہ جس پتھر کو معماروں نے رد کیا وہی کونے کے سرے کا پتھر ہو گیا یہ خداوند کی طرف سے ہوا اور ہماری نظر میں عجیب ہے اس لئے میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کی بادشاہت تم سے لے لی جائے گی اور اس قوم کو جو اس کے پھل لائے۔ دے دی جائے گی۔ اور جو اس پتھر پر گرے گا۔ اس کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے۔ مگر جس پر وہ گرے گا۔ اسے پیس ڈالیگا۔"

(متی ۲۱ / ۳۳ تا ۴۴)

ایک خدا رسیدہ مسیحی کے لئے اس تمثیل میں واضح سبق موجود ہے۔ مسیح فرماتے ہیں بنی اسرائیل نے خدا کی بادشاہت (انگوری باغ) کے پھل نہ نبیوں کے آنے پر دئے اور نہ مسیح کی بعثت ان کے لئے کارگر ثابت ہوئی۔ اب خود خدا باغ کا مالک آئیگا اور بنی اسرائیل سے یہ باغ لے کر دوسری قوم کو دیدے گا اور وہ قوم باغ کے پھل دے گی ظاہر ہے کہ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا صریح ذکر ہے۔ اور بنی اسرائیل سے چھین کر بنی اسمٰعیل کے ذریعہ عالمگیر رحمت کے جاری کرنے کا بیان ہے یہ سب کچھ حضرت مسیح کے بعد مقدر تھا۔

۴۔ حضرت خاتم النبیین کی پیشگوئی

بائیبل کے آخری صحیفہ مکاشفہ یوحنا میں صاف لکھا ہے کہ:۔

(الف) "جو تخت پر بیٹھا تھا۔ میں نے اس کے دہنے ہاتھ میں ایک کتاب دیکھی جو اندر سے اور باہر سے لکھی ہوئی تھی اور اسے سات مہریں لگا کر بند کیا گیا تھا"

مکاشفہ یوحنا ۵/۱

(ب) "پھر میں نے ایک اور زور آور فرشتے کو بادل اوڑھے ہوئے آسمان سے اترتے دیکھا۔ اس کے سر پر دھنک تھی اور اس کا چہرہ آفتاب کی مانند تھا اور اس کے پاؤں آگ کے ستونوں کی مانند۔ اور اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹی سی کھلی ہوئی کتاب تھی اس نے اپنا دہنا پاؤں تو سمندر پر رکھا اور بایاں خشکی پر۔" (مکاشفہ یوحنا ۱۰ / ۱ تا ۲)

(ج) "پھر میں نے آسمان کو کھلا ہوا دیکھا اور کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سفید گھوڑا ہے اور اس پر ایک سوار ہے جو سچا اور برحق کہلاتا ہے اور وہ راستی کے ساتھ انصاف اور لڑائی کرتا ہے اور اس کی آنکھیں آگ کے شعلے ہیں اور اس کے سر پر بہت سے تاج ہیں اور اس کا ایک نام لکھا ہوا ہے جسے اس کے سوا اور کوئی نہیں جانتا اور وہ خون کی چھڑکی ہوئی پوشاک پہنے ہوئے ہے اور اس کا نام کلام خدا کہلاتا ہے اور آسمان کی فوجیں سفید گھوڑوں پر سوار اور سفید اور صاف مہین کتانی کپڑے پہنے ہوئے اس کے پیچھے ہیں۔ اور قوموں کے مارنے

کے لئے۔ اُس کے منہ
سے ایک تیز تلوار نکلتی ہے
اور وہ لوہے کے عصا
سے ان پر حکومت کریگا
اور قادر مطلق خدا کے
سخت غضب کی مے کے
حوض میں انگور روندیگا
اور اس کی پوشاک اور
ران پر یہ نام لکھا ہوا ہے

بادشاہوں کا بادشاہ

اور خداوندوں کا خداوندؐ

(مکاشفۂ یوحنا ۱۹ : ۱۱-۱۶)

یہ تینوں بیانات کشف اور رؤیا کی زبان میں مذکور ہوئے ہیں مگر کتنے صاف اور واضح ہیں۔ ان میں قرآن مجید کی سورۃ فاتحہ جس کی سات آیتیں ہیں کی خاص خبر ہے۔ ان میں ہمارے سید و مولیٰ حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کے وجود باوجود کا بابل خبر موجود ہے آپ کو اللہ تعالےٰ نے وہ نام دیا جو پہلے کسی کو نہیں دیا گیا اور سب نبیوں کے تاج آپ کے سر پر رکھے گئے اور آپ کو خاتم النبیین یعنی بادشاہوں کا بادشاہ اور خداوندوں کا خدا قرار دیا گیا۔

پھر جو مقاصد مکاشفۂ یوحنا میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے بیان ہوئے ہیں وہ سب آپ کی ذات ستودہ صفات کے ذریعہ حرف بحرف پورے ہوگئے ہیں پس آپ ہی وہ نبی الامی ہیں جن کی خبر توراۃ و انجیل اور دوسرے آسمانی صحیفوں میں دی گئی تھی۔ عیسائی بھائیوں سے درخواست ہے کہ وہ ان الہامی بیانوں کو ٹھنڈے دل سے پڑھیں اور خدا ترسی سے کام لے کر ان پر غور کریں تا وہ حق کو پالیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو توفیق بخشے۔ آمین

حکومت پاکستان اُردو زبان ہر محکمہ میں رائج کر رہی ہے۔ اُردو شارٹ ہینڈ جاننے والوں کی گورنمنٹ، اسمبلی، پریس، پی۔ آئی۔ ڈی میں اشد ضرورت ہے۔ لہٰذا جناب اختصار نویسی میں وہ ذہنیں کی پہلی مشورہ شدہ
تالیفی کوثر کتاب سے پرمن سیکھ کر مستفیض ہوں۔

اقتباس

منظور شدہ مغربی پاکستان بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن لاہور

یہ کتاب جو ستودہ میں برشیخ کوثر پرنسپل ایس سی کالج و ڈائریکٹر شارٹ ہینڈ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ پاکستان نے ترتیب دی ہے اپنی نوعیت کی پہلی کتاب ہے اور مختصر نویسی کی بنیادی ضرورتوں کو کما حقہ پورا کرتی ہے۔

پیش لفظ
از آنریبل ڈاکٹر خلیفہ شجاع الدین ایم اے ایل ایل بی
سابق اسپیکر پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی

فون ۶۳۳۸۲

سیکرٹری
ایس سی کالج کمرشل بلڈنگ دی مال لاہور

ایس۔سی کالج

و

شارٹ ہینڈ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ

کمرشل بلڈنگ مال روڈ۔ لاہور

سیشن سنہ ۱۹۶۸ء

داخلہ برائے

اُردو۔ بنگالی۔ پشتو عربی و انگریزی شارٹ ہینڈ
پٹ مین سال ون ڈپلائن
پٹ مین۔ سلون ڈپلائن۔ گریگ۔ وغیرہ طریقہ کار سے

میعاد کورس صرف تین ماہ
کُل فیس ایک سو پچاس روپے صرف

واقفِ زندگی احباب کو مُفت
تصدیق امیر جماعت کی ضروری ہے

شریف اللہ شیخ کوثر
گولڈ میڈلسٹ
بی۔ سی۔ ٹی، سی۔ ایس۔ ڈی،
ایف۔ ایس۔ ڈی۔ ایس (لنڈن)
پرنسپل و ڈائریکٹر
شارٹ ہینڈ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ

جاوید کوثر جاوید
سیکرٹری

فون ۶۳۳۸۲

قوم کا نصرت آرٹ پریس

آپ کی ضرورت کے لئے لیٹر پیڈ اور کیش میمو وغیرہ کی نہایت عمدہ طباعت کرتا ہے۔ جماعت کے مخلصین ہمیشہ دُور دُور سے آرڈر بھجواتے رہتے ہیں۔ احباب کی ضرورت کے لئے الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ کے الفاظ چھاپ کر نصرت رائیٹنگ پیڈ بھی تیار کئے ہوئے ہیں۔ لہٰذا ہمیشہ یہی پیڈ استعمال فرمائیں نیز اپنے ناموں کے لیٹر بھی ہم سے چھپوائیں۔ شکریہ۔ مزید معلومات کے لئے بذریعہ کارڈ یاد فرمائیں۔

مینیجر نصرت آرٹ پریس۔ گول بازار۔ ربوہ

کیا!
آپ آج کل بے روزگار ہیں؟
اگر ہیں
تو آج ہی لائلپور کے مشہور ادارہ ماڈرن موٹر ڈرائیونگ سکول میں داخل ہو کر صرف ایک ماہ میں مکمل ڈرائیونگ سیکھئے۔

فیس داخلہ ۵۰۔۰۰ } ۱۰۰ روپے
مکمل فیس ۵۰۔۰۰ }

پرنسپل ماڈرن موٹر ڈرائیونگ سکول
نزد فائر بریگیڈ ستیانہ روڈ لائلپور

ہمدردِ نسواں (رجسٹرڈ)

اسقاط حمل اور بچوں کا پیدا ہو کے فوت ہو جانا اس کے لئے مفید و مجرب نسخہ۔
مکمل کورس بتیس روپے

اکسیر جنین
اٹھرا کی گولیوں کے ساتھ اس کا استعمال بہت ہی مفید ہوتا ہے۔ فی تولہ ۸ روپے۔

دواخانہ خدمتِ خلق رجسٹرڈ ربوہ

دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

زکوٰۃ کی ادائیگی اموال کو بڑھاتی اور تزکیۂ نفس کرتی ہے

زدجام عشق۔ طاقت کی کامیاب دوا مکمل کورس پندرہ روپے۔ ملنے کا پتہ:۔ ناصر دواخانہ ربوہ

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے معروف شاعر و صحافی

حضرت قاضی محمد ظہور الدین اکملؓ

کی

دلگداز اور پُر تاثیر نظموں کا مجموعہ

نغمۂ اکملؓ

(۱۹۰۶ء سے ۱۹۶۶ء تک)

جن میں سے

- **بعض** شاعر نے بزبان خود سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بارگاہِ اقدس میں ارتجالاً پیش کیں اور داد پائی۔
- **بیشتر** حضرت مصلح موعودؓ سے بے پناہ عقیدت و ارادت کی مظہر ہیں۔
- **اکثر** سلسلہ احمدیہ کے اخبارات و رسائل میں شائع ہو کر قبولِ عام کی سند حاصل کر چکی ہیں۔
- **کئی** مقامی اور بیرونی ممالک کے جلسوں اور اجتماعوں کے موقع پر پڑھ کر سنائی جا چکی ہیں۔
- **برسوں** سے نایاب و نادستیاب تھیں اور اب پہلی مرتبہ مغفور کی یادگار کے طور پر کتابی صورت میں یکجا کر دی گئی ہیں۔

- آفسٹ، لیتھو اور بلاک پرنٹنگ کا حسین امتزاج۔
- ۲۰×۲۶/۸ سائز کے ۴۰۵ صفحات۔
- سرورق آرٹ کارڈ، چار رنگ ڈیزائن۔
- قیمت سات روپے۔
- ” سفید کاغذ پر خاص ایڈیشن دس روپے۔
- سلسلہ احمدیہ کی تاریخ و روایات اور قادیان کی یاد کو تازہ رکھنے کے لئے ہر احمدی کے پاس ہونی چاہیئے۔ خدام و اطفال کی تربیت کا پاکیزہ اور بہترین ذریعہ۔
- ربوہ کے بک سیلروں اور بک سٹالوں سے طلب کیجئے۔

جنید ہاشمی مکتبہ یادگارِ اکمل دار الصدر شرقی ربوہ

سرزمین قادیان کا اولین دواخانہ

جسے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضؓ نے خود اپنے مبارک ہاتھوں قائم فرمایا

سنہ ۱۹۱۱ء سے آپ کی جملہ طبی ضروریات بہ احسن پوری کر رہا ہے

پیچیدہ سے پیچیدہ زنانہ اندرونی امراض کا بھی علاج کیا جاتا ہے

زنانہ معائنہ کا معقول انتظام ہے

قدیمی — اوّلین — شہرۂ آفاق

حبِّ اٹھرا رجسٹرڈ

مکمل کورس بیس ۳۰ روپے

ہمارا اصول

- صاف ستھرے اجزاء
- دیانتدارانہ دواسازی
- عمدہ پیکنگ
- غریبانہ قیمت
- مخلصانہ مشورہ

اور

اسی اصول کے تحت سنہ ۱۹۱۱ء سے آپ کی خدمت کرتے چلے آرہے ہیں

دوائی خاص

زنانہ امراض کا واحد علاج

دو اونس چھ روپے چھوٹی شیشی تین روپے

حبِّ مفید النساء

عورتوں کی جملہ بیماریوں کی دوا

قیمت فی شیشی برائے ایک ماہ ۵ روپے

حبِّ مسان

سوکھے کی مجرب دوا

فی شیشی ۳ روپے

شہزین

خرابیٔ جگر۔ کمزوریٔ جسم اور

مرضِ اٹھرا کی دوا

قیمت ۴۲ خوراک چھ روپے

تسہیل ولادت

پیدائش کی گھڑیوں کو آسان کرنیکی دوا

قیمت ۳ روپے

زود جامِ عشق

طاقت کی لاثانی دوا

قیمت ۶۰ گولی ۱۶ روپے

نرینہ اولاد گولیاں

سو فیصدی مجرب دوا

قیمت فی کورس پندرہ روپے

تریاقِ خاص

نوجوانوں کی صحت کا نگہبان

پانچ روپے

معین الصحت

تلی۔ نفس۔ خرابیٔ جگر اور

یرقان کا علاج

قیمت ۱۶ دن کی خوراک ۴ روپے

مقوی دانت منجن

دانتوں کی عمر اور صحت بڑھانے کیلئے

قیمت فی شیشی ۵۰ پیسے

مقوی دماغ گولیاں

ذہنی کام کرنیوالوں کی بہترین معاون

قیمت فی شیشی ۵ روپے

حکیم نظام جان اینڈ سنز چوک گھینٹہ گھر گوجرانوالہ

ایام جلسہ سالانہ میں ملنے کا پتہ:- نزد افضل برادرز گول بازار ربوہ

فَمِنْهُم مَّن قَضٰى نَحْبَهٗ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض وفات یافتہ صحابہ رضی اللہ عنہم

حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحب رضی اللہ عنہ
تاریخ وفات ۱۳؍اپریل ۱۹۶۶ء

حضرت مولوی میر محمد جی صاحب رضی اللہ عنہ ہزاروی
تاریخ وفات ۱۳؍جون ۱۹۶۶ء

حضرت مہر قطب الدین صاحب رضی اللہ عنہ
(تاریخ وفات ۱۵؍اپریل ۱۹۶۶ء)

حضرت قاضی محمد رشید صاحب رضی اللہ عنہ سابق وکیل المال
(تاریخ وفات ۲۵؍فروری ۱۹۶۶ء)

حضرت میاں عبد الرشید صاحب رضی اللہ عنہ لاہور
(تاریخ وفات ۲؍ستمبر ۱۹۶۶ء)

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب رضی اللہ عنہ
(تاریخ وفات ۱۶؍مئی ۱۹۶۷ء)

حضرت میاں خدا بخش صاحب بٹالوی المعروف مومن جی رضی اللہ عنہ
(تاریخ وفات ۲۶؍مئی ۱۹۶۶ء)

حضرت میاں نور محمد صاحب رضی اللہ عنہ پیر کوٹ ثانی گوجرانوالہ
(تاریخ وفات ۲۳؍فروری ۱۹۶۶ء)

محترم ملک عزیز احمد صاحب رضی اللہ عنہ لاہور
(تاریخ وفات ۷؍مئی ۱۹۶۶ء)

محترم ڈاکٹر سید عبد الحمید صاحب چغتائی رضی اللہ عنہ
(تاریخ وفات ۱۵؍مئی ۱۹۶۶ء)

محترم چوہدری عبد الکریم صاحب آف منگل باغبانپورہ
(تاریخ وفات ۷؍ستمبر ۱۹۶۶ء)

تفہیماتِ ربانیہ

از قلم محترم مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری

جس میں مخالف علماء کے جملہ اعتراضات کے مدلل اور مسکت جواب دیئے گئے ہیں۔ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اسے طباعت سے پہلے ملاحظہ فرمایا اور خود اس کا نام تفہیماتِ ربانیہ تجویز فرمایا اور اسے "اعلیٰ لٹریچر" قرار دیا۔

صفحات ۸۲۵ مجلد سفید کاغذ قیمت گیارہ روپے

نہایت محدود تعداد ہے جلسہ پر ضرور خرید فرمائیں — مینیجر الفرقان ربوہ

نور کاجل

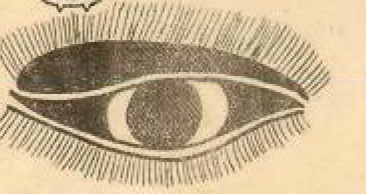

آنکھوں کی صحت و خوبصورتی کیلئے لاثانی تحفہ

ہمیشہ اپنے گھروں میں استعمال کریں!

تیار کردہ:- خورشید یونانی دواخانہ گولبازار ربوہ

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ "امانت فنڈ تحریک جدید میں روپیہ جمع کرانا فائدہ بخش بھی ہے اور خدمت دین بھی"

(افسر امانت تحریک جدید)

اچھوتے اور بے مثل ڈیزائنوں میں بیاہ شادی کے لئے

جڑاؤ و سادہ سیٹ

چاندی کے خوشنما برتن، ٹی سیٹ وغیرہ

فرحت علی جیولرز۔ دی مال لاہور۔ فون ۲۶۲۳

بندوق، پستول، ریوالور، کارتوس وغیرہ ہر قسم خرید کرنے کے لئے قریشی محمود الحسن اسلحہ ڈیلرز کچہری بازار سرگودہا

الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ ربوہ کی شائع کردہ کتب

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جملہ ۸۴ کتب کا مکمل سیٹ

"تیئیس ۲۳ جلدوں میں"

ہدیہ ۲۲۰/- روپے

علاوہ محصول ڈاک

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلماتِ طیبات

یعنی

ملفوظات

مکمل سیٹ دس جلدوں میں

ہدیہ ۸۰/- روپے

علاوہ محصول ڈاک

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مشہور و معروف اور معرکۃ الآراء کتاب

براہین احمدیہ (حصہ پنجم)

طباعت و کاغذ عمدہ۔ ہدیہ مجلد اعلیٰ جلد سات روپے

ادنیٰ جلد چھ روپے

سیدنا حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی پُر معارف اور پُر حکمت تفسیر

"تفسیر کبیر"

اس وقت صرف پانچ جلدیں سٹاک میں موجود ہیں۔ باقی چھ نایاب ہیں۔ جلسہ سالانہ پر حاصل کر لیں۔

ہدیہ پانچ جلد ۳۹-۲۵ علاوہ محصول ڈاک

فصل الخطاب

سیدنا حضرت مولانا نور الدین خلیفۃ المسیح الاول رض کی رد عیسائیت پر مبسوط کتاب جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے خراج تحسین حاصل کر چکی ہے۔

ہدیہ مجلد فی جلد سات روپے

علاوہ محصول ڈاک

فضائل القرآن

سیدنا حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جلسہ سالانہ کی چھ تقریروں کا مجموعہ

ہدیہ مجلد سات روپے فی جلد

الناشر:- الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ گولبازار ربوہ

مسعود احمد پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا